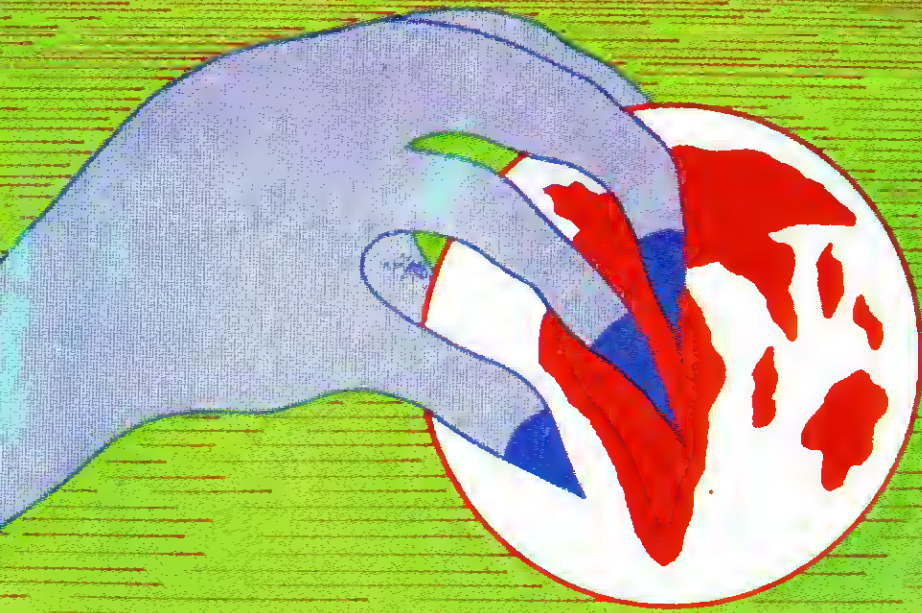


الکرا ب بھی نہ جا کے تو.....

نتیجہ فکریہ: شمس نوید عثمانی
ترجمانی: ایس عجلہ اللہ طارق



جسیم بکڈ پو، اردو بازار، جامع مسجد دھلہ

اس کتاب کے نکل یا جڑ کی اشاعت یا اس کے کسی زبان میں ترجمے کی عام اجازت ہے۔ ہم اس پر کوئی رائلٹی طلب نہیں کریں گے لیکن ہماری درخواست ہے کہ اس کے کسی جرن کی کسی زبان میں اشاعت سے پہلے مولانا شمس نوید عثمانی یا راقم الحروف سے رابطہ ضرور قائم کریں تاکہ کسی تحقیقی اضافے یا تبدیلی سے آگاہ کیا جاسکے۔
(الیس عبداللہ طارق۔ بازار نصر اللہ خاں۔ رام پور۔ ۱۲۳۹۰۱)

بار اول فروری ۱۹۸۹ء	تعداد	۲۲۰۰	بار پنجم۔
بار دوم۔ جون۔ ۱۹۸۹ء	"	۲۲۰۰	بار ششم۔
بار سوم۔ جولائی۔ ۱۹۸۹ء	"	۲۲۰۰	کتابت: محمد عارف خاں خوش نویس رامپور
بار چہارم۔ اگست۔ ۱۹۸۹ء	"	۲۲۰۰	مطبوعہ: جے۔ آر۔ آف سیٹ پریس دہلی،

JASEEM B. Depot

Rs. 45/-

زیر تعاون:-

ملنے کے پتے

- ۱۔ ادارہ علم و حکمت دیوبند (دیوبند) 247554
- ۲۔ عظیم بک ڈپو دیوبند۔ (دیوبند) 247554
- ۳۔ فلاح پبلشنگ ہاؤس سوپور۔ (کشمیر) 193201
- ۴۔ دارالاشاعت اسلامیہ ۷۸ مولانا شوکت علی روڈ،
کولونڈر اسٹریٹ۔ کلکتہ 700073

انتساب — !

● اس مرحوم خاتون کے نام —————

جس نے مرتے دم تک منافع کی تجارت کی۔
ایسی تجارت جس کا نفع ابد الابد تک فرشتے اس کے حضور پیش کرتے رہیں گے۔

● اس معذور بہن کے نام —————

جو پچھلے سات سال سے بستر پر ہے۔
جس کی آنکھ سے نکلنے والا ہر آنسو پینے سے پہلے قبول کر لیا جاتا ہے۔
کیونکہ یہ موتی وہ اپنی ذات پر نہیں بلکہ سمجھتی ہوئی انسانیت پر بچھاؤ کر رہی ہے۔

● اُن نوجوان دیوانوں کے نام —————

جو نفرت کے راستہ ہی اندھیروں میں محبت کے چراغ ہاتھ میں لے کر نکل کھڑے ہوئے ہیں
وہشت گردی کی آغوشیاں ان پر ہنستی ہیں؛
لیکن وہ چراغ سے چراغ جلاتے چلے جا رہے ہیں۔

————— ان بھوں پر سلام —————



ترتیبِ سخن



دشتِ جنوں کا ایک مسافر [۸] حق ادا کرو! [۱۱] آغا گو سنن [۱۶]

۱۔ انقلاب کی پیشین گوئی ۲۹۵۱ء

کعبہ کی بے حرمتی [۱۷] غلابِ پیہم [۱۹] یہ اصل غلاب ابھی باقی ہے؟ [۲۰]
تبدیلی قوم کی وعید [۲۲] کیا ہم اللہ کے نزدیک مومن ہیں؟ [۲۳]
وہ کون سی قوم ہو سکتی ہے؟ [۲۵]

۲۔ ہندو قوم کا نبی ۳۰ تا ۳۷

کرشنا مینن کی حیرت [۳۰] حضرت نوح کی امت کا نبی بھی کھویا ہوا ہے! [۳۱]
ہندو قوم، قوم نوح ہے [۳۲] قرآن کی گواہی [۳۶]

۳۔ قرآن میں ہندو قوم کا ذکر ۳۸ تا ۴۴

قرآن پر الزام [۴۸] قرآن میں سب قوموں کے ناموں کی تحقیق ہی نہیں ہوئی [۴۹]
حضرت نوح کی قوم ہی مسابین ہیں۔ [۴۱]

۴۔ یکسانیت اور ازلی رشتہ ۴۵ تا ۶۸

رجحانات اور تعلقات کا جائزہ ضروری ہے [۴۵] حیرت انگیز مماثلت [۴۵]

ہندو اور مسلمانوں کی مشترک اقدار [۴۷] رشتے ازل سے ہوتے ہیں [۴۹]
 حضرت آدم ہندوستان میں [۵۱] حضرت نوح ہندوستان میں [۵۲] حضرت موسیٰ
 و دیگر انبیاء ہندوستان میں [۵۶] حضرت عیسیٰ ہندوستان میں [۵۸] حضرت محمد
 مصطفیٰ اور ہندوستان [۶۱] عرب و ہند کبھی ایک تھے [۶۳] دھول کی تہوں پر نئی
 پالش نہیں چڑھے گی [۶۷]

۵۔ اولین آسمانی صحائف - وید ۶۹ تا ۹۵

وید کا تعارف [۶۹] مقدس کیسے نامیں؟ [۷۲] ایک کلام دوسرے کلام کی
 روشنی میں [۷۵] ابھی اور پر کیسے [۸۵] آخری گراہی باقی ہے [۸۷]
 اگر گنتہ را اولین صحائف کے نام سے ڈھونڈیے [۸۹] اولین صحائف موجود ہیں [۹۰]
 ویدی اولین صحائف ہیں [۹۱] وید اور دیگر ہندو مذہبی کتب [۹۳]

۶۔ ابتدائے کائنات حضرت احمد مجتبیٰ ۹۶ تا ۱۱۰

حقیقت احمدی [۹۶] حقیقت احمدی ہر مقدس کتاب میں ہے۔ [۱۰۰]
 عقلی ثبوت [۱۰۲] سائنس رہنمائی کی محتاج ہے [۱۰۳] سرور کائنات
 ہی کائنات کی ابتداء ہیں [۱۰۵] قرآن سے بھی ثابت ہے۔ [۱۰۷]

۷۔ اگنی - ویدوں میں ایک معتمہ ۱۱۱ تا ۱۱۳

۸۔ اسلام اور ہندو دھرم ناموں کی یکسانیت ۱۱۲ تا ۱۱۸
 دیگر محققین کیا کہتے ہیں؟ [۱۱۲] ہندو مت کا اسلامی نام [۱۱۵]
 "الشرنام" سب مذاہب میں ہے [۱۱۵] رحمن اور رحیم کبھی [۱۱۷]

۹۔ ویدک دھرم میں توحید ۱۱۹ تا ۱۲۳

ہندو مذہب کا عقیدہ توحید [۱۱۹] تحریری شکل میں غیر موجودگی [۱۲۲]

نقطہ تجربہ یا ترجمانی [۱۲۳] ہندو عوام کی ویدوں سے دوری [۱۲۳]

۱۰۔ ویدک دھرم اور رسالت ۱۲۳ تا ۱۳۴

انبیاء کے تذکرے [۱۲۴] بھاگوت میں حضرت محمدؐ کا ذکر [۱۲۹]

ویدوں میں حضرت نوحؑ کا ذکر [۱۳۱] ویدوں میں حضرت محمدؐ کا ذکر [۱۳۱]

۱۱۔ ویدک دھرم اور آخرت ۱۳۵ تا ۱۴۸

عتیدہ آخرت اور پسریم [۱۳۵] ہندو محققین کا اقرار [۱۳۶]

ویدوں میں آخرت کا تصور [۱۳۷] ویدوں میں جنت کی تفصیلات [۱۳۸]

دوزخ کی تفصیلات [۱۳۹] آواگون کی اصل حقیقت [۱۴۲] آواگون کے

پچھے ایک اور حقیقت [۱۴۷]

۱۲۔ ویدوں کے کچھ دیگر احکامات ۱۴۹ تا ۱۵۰

جوئے کی ممانعت [۱۴۹] شراب کی ممانعت [۱۴۹] سود کی ممانعت [۱۴۹]

شادی کی رسومات میں آسانی کا حکم [۱۴۹] مرکٹوں قوں کے کپڑے پہننے کی ممانعت [۱۵۰]

عورت کی عمر بیزندگی کا حکم [۱۵۰] عورت کی حیا کے احکامات [۱۵۰]

۱۳۔ احادیث اور پران پیشین گوئیوں کی یکسانیت ۱۵۱ تا ۱۵۲

۱۴۔ ویدک دھرم میں کعبہ کی حقیقت ۱۵۳ تا ۱۵۸

۱۵۔ شری رام و کرشن کون تھے؟ وید بتاتے ہیں ۱۵۹ تا ۱۶۱

اصل حقیقت کی تلاش ضروری ہے [۱۵۹] ہندو ذہن کی کشمکش [۱۶۰]

شری رام شری کرشن کے نام [۱۶۱] شری رام کی کہانیاں تمام دنیا میں [۱۶۲]

۱۴۲۔ ویدیا کی پیدائش سے پہلے بھی رام تھا سنی [۱۴۲] وید راز کھولتے ہیں [۱۴۲]
 خود رام کے نام سے پوچھے [۱۴۶] برائن کا راز [۱۴۹] روایت باقی ہے مطلب
 بھول گئے [۱۵۰] شری کرشن کی حقیقت [۱۵۱] ویدیک شری شروع ہو گئے ہیں [۱۵۳]

۳۔ ویدوں میں آنحضرت کا مقام محمود ۱۵۷ تا ۱۵۸

۱۷۔ ویدک دھرم میں دجال کا بیان ۱۸۸ تا ۱۸۹

۱۸۔ پیداوار - راز کیوں رہے ؟ ۱۸۱ تا ۱۸۵

ہندو میں چلے آ رہے چھبرستہ راز [۱۸۱] ہندی غفلت [۱۸۳]

۱۹۔ سابقہ صحائف پر ایمان ۱۸۸ تا ۱۹۳

ایک خط نبی کا راز [۱۸۹] دین صرف اسلام ہے یقین [۱۸۷] کوئی مقدس
 صحیفہ اصلاً نسخ نہیں ہوا [۱۸۷] پچھلی کتابوں پر ایمان لانے کا مطلب [۱۸۹] یہ تضاد
 کیوں محسوس ہوا ہے ؟ [۱۹۰] کیا احادیث میں بھی تضاد ہے ؟ [۱۹۱] صحیح پس منظر میں
 دیکھئے [۱۹۳]

۲۰۔ دعوت کا طریق کار ۱۹۳ تا ۲۱۴

کیا ہندو اہل کتاب ہیں ؟ [۱۹۳] اہل کتاب نہیں آئیں ہیں [۱۹۶] دعوت کا طریق کار احادیث
 کی روشنی میں [۱۹۸] قرآن کی روشنی میں [۲۰۰] ہندو مذہب کو اس کی کھولی ہوئی
 حقیقت دیجئے [۲۰۲] دوز بردست حادثے [۲۰۳] کاش ہم یہ سمجھ لیں کہ [۲۰۵]
 کم از کم تائید کیجئے [۲۰۷] ہر کیوں کی مثال [۲۰۷] سازش یا حکمت عملی [۲۱۱]
 خلاصہ [۲۱۱] ہندو عالم جاتے ہیں [۲۱۲] گم ہونے والا ہے [۲۱۳]
 دلیل خداوندی [۲۱۳] اے کاش ! [۲۱۳]

۲۱۔ انہیں خود بھی تلاش ہے ۲۱۵ تا ۲۱۶

۲۲۔ معیار صرف قرآن ۲۱۷ تا ۲۱۸



دشتِ جنوں کا ایک مسافر

ہندوستان کے ایک شہر رام پور کے انگریزی باغ محلے میں پچھلے پندرہ سال سے ایک شخص اپنے دو کمروں پر مشتمل ایک چھوٹے سے کرائے کے مکان میں رہ رہا ہے۔ اس کے وقت کا اکثر حصہ عبادات، شب بیداری، انسانوں پر رونے اور کتابوں میں غرق رہنے میں گزرتا تھا۔ باقی بچے وقت میں وہ سوچتا تھا۔

سید المرسلین خاتم النبیینؐ تو ابتداء نے تخلیق کائنات بھی تھے۔ پھر ان کو دوسرے مذاہب کے پیروا پناہی کیوں نہیں تسلیم کرتے؟
پہلے جو لوگ مسلمان کے کردار سے کبھی متاثر نہیں ہوتے تھے کلامِ الہی کے الفاظ ان کے دل کی دنیا بدل جاتی تھی۔ وہ قرآن کے اہل زبان تھے اور محسوس کر لیتے تھے کہ یہ انسانی کلام نہیں ہے۔ ترجمے ہونے کے بعد صرف پیغام باقی رہ جاتا ہے۔ لیکن الفاظ باری تعالیٰ کے بجائے انسانوں کے ہو جاتے ہیں۔ ترجموں سے اس طرح کا اثر مرتب نہیں ہوتا۔ اور یہ کہ مسلمان نے خود قرآن کو چھوڑ دیا۔

افراد آج بھی حق کو قبول کر رہے ہیں۔ سامنے سے ان کی تعداد چاہے سینکڑوں ہزاروں ہی کی کیوں نہ ہو لیکن دنیا کی پانچ ارب آبادی میں ان کا تناسب ایک لاکھ میں ایک کا بھی تو نہیں۔ آج عالم گیر انقلاب صرف قوموں کی تبدیلی سے آسکتا ہے۔ تو میں کیوں نہیں آتی؟

پہلی تحریف زدہ کتابوں پر مسلمان ایمان کیسے لائیں؟ بدلے ہوئے عقائد کے لگ کر قرآن پر ایمان کیسے لائیں؟

وہ کیا اسباب تھے جن کی بنا پر دین فطرت سے لوگ ہٹتے گئے اور دوسرے عقائد اختیار کرتے گئے اور آج کے مختلف عقائد اور رسومات کی اصل جڑ اور بنیادیں کیا ہیں؟ جب تک اسباب معلوم نہ ہوں گے صحیح تشخیص کیسے ہوگی؟ علاج کیسے ہوگا؟ کیا انسانیت پر انسان کے ہاتھوں یونہی ظلم جاری رہے گا؟

کیا اللہ کے بندے مذہب کے نام پر اسی طرح خون بہاتے رہیں گے؟
قرآن و حدیث نے جس کی پیشین گوئی کی تھی وہ عالم گیر انقلاب کیسے آئے گا؟
کیا آج کے دور کی نشاندہی اور اس کا حل قرآن میں ہے؟
تلاش نے اس کو حل دیا۔ قرآن نے جواب دیا۔

• بیشک پہلی امتوں کی کتابوں میں قرآن کا مضمون ہے۔ (الشعور: ۱۹۷)

امادیتھ نے اسے بتایا۔ • آخری دور میں تبدیل ہو کر آنے والی قوم اپنی کتابوں کے نسخے سے ایمان لائے گی۔ (احمد دہلوی، ندین، بی بی)

اور پھر وہ نہیں ہوگا۔ تحقیق اس کا نصب العین بن گیا۔ اللہ کا نازل کردہ کلام جو صدیوں کے فاصلوں میں کھو گیا تھا جس پر وقت کی دھول کی موٹی موٹی تہیں جم گئی تھیں، اس کو اللہ کے آخری اور صحیح کلام قرآن کی روشنی میں پڑھا تو ناقابل سمجھنے چلے گئے۔ دھول مٹا ہوئی گئی۔ حق اور باطل واضح ہوتا چلا گیا۔ اس نے اپنے سوال کا جواب پایا تھا۔ پھر چودھویں صدی ہجری کے آخر میں ۱۹۷۹ء میں ایک اور شدید ذہنی جھٹکا اسے لگا۔ اس مرتبہ فساد کعبہ میں ہوا تھا۔ مہدیت کے ایک دعوے دار نے چودہ دن تک کعبہ کو پامال کیا اور چودہ سو سال میں پہلی مرتبہ کعبہ اذانوں، نمازوں اور طوافوں سے محروم ہوا۔ کعبہ جسے اُس شخص کے مطالعہ کی رو سے قرآن ہی نہیں بلکہ تمام صحائف زمین کا پہلا گہرا دین کی جڑ بنتے ہیں اس کعبہ کے ٹٹنے کے بعد اس کی نظریہ گویا قیامت صغریٰ کا آغاز ہو گیا۔

جب زمین کی جڑ ملی تو پوری دنیا میں زلزلہ ہوا۔ اس وقت تک وہ شخص ایک اسکول میں پڑھاتا تھا لیکن اس حادثے سے اس کے پورے وجود میں ایک زلزلہ آیا۔ اس نے پھر سوچا۔ فساد اللہ کے گھر میں گھس آیا اور تمہیں اپنی معاش کی فکر ہے !

نوکری سے اس نے قبل از وقت ریٹائرمنٹ لے لیا اور اپنا کل وقت اپنے مالک کی نذر کرنے کا فیصلہ کر لیا۔ اب وقت آ گیا تھا کہ پچھلے چھ سالوں کی جدوجہد میں اللہ نے جو علم اسے دیا تھا اسے دوسروں تک بھی پہنچائے۔ آمدنی بمشکل کڈا کے لائق، تحریری صلاحیت محدود۔ دل کا درد الفاظ کی شکل میں ظاہر ہوتا تھا۔ وہ سڑکوں پر نکل کھڑا ہوا۔ ہر واقعہ کو روکتا تھا۔ رو کر انسانیت کے درد کی فریاد کرتا تھا اور گھر جا کر مطالعہ اور تحقیق سے جو وقت بچتا تھا اس میں اللہ کے حضور گڑ گڑاتا تھا۔

چشم فلک نے اس مرتبہ ایک عجیب نظارہ دیکھا۔

جولوگ اسے انتہائی ذہین آدمی سمجھتے تھے وہ ویوانہ بنانے لگے۔ جو اس کی پارسیائی کی فہمیں کھاتے تھے وہ موقع پرست اور حکومت کا پٹھو کہنے لگے اور جن کو کل تک اس کے متقی ہونے کا پورا یقین تھا وہ گمراہ کہہ کر بھاگنے لگے۔ بہت سے افراد متفق بھی ہوئے اس کی باتیں سننے کے لیے اس کے پاس آنا شروع کیا لیکن — اس کے مشن کا ساتھ دینا، یہ راستہ تو خطرات اور آجڑائش سے پُر نظر آتا تھا۔ سائنس اور بیرونی دنیا ایک تو ٹھیک لیکن داخلی بنیادساز فزوقی کا جذبہ بھی چاہتا تھا۔ اس کے لیے وہ ابھی تیار نہ تھے۔ آج صورت چند سرسبز ہے اس کے ساتھ ہیں جنہوں نے اس کی رہنمائی میں دین کے لیے اپنے گھپ کو وقف کر دیا ہے۔

اس شخص کو اہل رام پور شمس نوید عثمانی کے نام سے جانتے ہیں۔

ایس۔ عبداللہ طارق



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

حق ادا کرو!

مولانا شمس زید عثمانی کی ایک تقریر کے چند اقتباسات بطور پیش لفظ

حضورِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث کا میں اپنے الفاظ میں مطلب یہ سمجھا ہوں۔
حساب کے دن ایک شخص کو احکم الحاکمین کے سامنے پیش کیا جائے گا۔ عمر بھر بکدے کیے
تھے۔ ماتھے پر بڑا سا گڑہ پڑ گیا تھا۔ جسمیات پڑھتے غریزہ رہی تھی۔ مگر مالک کے مزاج کو نہیں پہچانا۔
آدمی سے محبت نہیں کی۔ اس کی سب سے محبوب مخلوق۔

تو جانے ہو کیا ہوگا؟

اللہ پوچھے گا۔ ”تم کون؟“ ”تم میرے کیسے دوست ہو؟“ ”میں بھوکا تھا۔ میں نے
روٹی مانگی تھی۔ تم نے روٹی نہ دی؟“

کہا۔ ”پروردگار! یہ کیا سن رہا ہوں؟ میں نے تو یہ پڑھا تھا کہ تو کھلانے والا
ہے۔ کتنا انہیں!“

لیجئے قلعلی کسل گئی علم کی۔

جواب دے گا۔ ”ہاں۔ لیکن وہ میرا بندہ جو بھوکا تھا۔ تم نے اسے روٹی کیوں نہ
بھیجی؟ اگر اسے دیتے تو آج اسے میرے پاس پاتے۔“

میں اس حدیث کا مطلب یہ بھی سمجھتا ہوں کہ —

اللہ تعالیٰ ہم لوگوں سے پوچھے گا۔ ”میں جسک رہا تھا۔ تم نے مجھے راستہ نہیں بتایا؟“

لوگ کہیں گے۔ 'پروردگار! آپ کب بھیجئے ہیں؟'
 فرمائے گا: "میرے بندے جنگ رہے تھے اور قرآن شریف کا روحانی رزق تھا
 پاس تھا۔ محمد کے کردار کی زندہ تصویر تھا اسے پاس تھی۔ کتنے انسان تھے۔ بست پرش کو
 ڈھونڈ رہے تھے۔ علی حقیقت تلاش کر رہے تھے۔ وہ جو جنگ رہی تھی ایک قوم اور مسلم کو
 ڈھونڈتی پھر رہی تھی۔ اگر تم اسے دیتے تو آج میرے ہاتھ میں پاتے۔"
 علم بغیر اس کے بیکار ہے۔ تمہارے پاس قرآن کا علم ہے۔ اسے اللہ کے رسول سے لیکو۔
 ان کی سنت سے سمجھو۔

ہمارے ساتھ رہنے والی قوم۔ ہمارے پڑوسی مذہب کو ماننے والی قوم کے پاس بھی گیان کی
 ایک کتاب ہے۔ لیکن بغیر گرد کے گیان کچھ نہیں کر سکتا۔ اس قوم کے مذہب میں لکھا ہے۔ 'مگر وہ
 साक्षात् लक्षण' ہوتا ہے۔ دھرم کی علی تصویر ہوتا ہے۔ بست پرش ہوتا ہے۔ ان کے
 مذہب میں یہ خرابی پیدا ہو گئی کہ ان کا پیغمبر کھو گیا۔ ہندوؤں کو یہ نہیں معلوم کہ پہلا پیغمبر کون تھا ان
 کا۔ نہایت دھارمک قوم ہے۔ نہایت اعلیٰ درجے کی قربانی دینے والی قوم تو دھرم کرتے ہو
 کو۔ وہ بھی کبھی کہیں۔ وہ رات کو اٹھان کرتے ہیں۔ جو ہندو ہیں وہ بت کے لیے رات کو اٹھتے
 ہیں تین بجے۔ اور تم خدا کے لیے صبح کو نہیں اٹھتے؟ ہمارے پاس اور تو کچھ ہے نہیں۔
 ایک کلام ہے خدا کا۔ اور تو سب ہم کھو چکے۔ کم از کم یہ ان انسانوں تک پہنچا دو جو اسے ڈھونڈ
 رہے ہیں۔ اس کی مدد سے ان کا رسول ڈھونڈ کر دے دو انھیں۔ یمن بجے اٹھنے والی
 قوم کو اگر اس کے پیغمبر کی حقیقت معلوم ہو جائے۔ اپنے کلمے کی حقیقت معلوم ہو جائے
 اور یہ پتہ چل جائے کہ ان کا اصل خدا کون ہے تو جو نقلی خدا کے اصل بندے بن سکتے ہیں
 وہ اصل خدا کے کیسے اعلیٰ درجے کے بندے ہوں گے۔

جس کی دعوت کرنا ہوا اسی کے کھانے کو تیار رکھنا پڑے گا۔ کبریٰ کو کھانا ہو تو
 کیا گوشت دو گے؟ ہر ایک کی غذا الگ ہے۔ ہر قوم کا دھارمک سمجھن 'स्वभाव' اور
 مزاج الگ ہے۔

اس قوم کا ایک مزان ہے۔ اگر ان کو یقین ہو جائے کہ کوئی ان کے گمان کو جانتا ہے اور اتنا جانتا ہے کہ اس کو اصلی گمان ہے تو گمان کے آگے سر ٹیک دیتے ہیں۔ قدر دان کا معاملہ ہے۔ ناقدری نہیں کریں گے۔ مگر یہ ضرور دیکھیں گے کہ پریم سے کر رہا ہے یا کاروبار کر رہا ہے اخلاص کے بغیر نہ خدا قبول کرتا ہے نہ بندہ۔ نہ شکام یوگ (بے لوث قربانی) چاہیے، نہ سکاؤنگ (بدے کی تنہا کے ساتھ قربانی) پر لعنت۔ بندے کی طرف سے بھی اور خدا کی طرف سے بھی خلوص لائقین دلانا ہوگا۔ لیکن جب ہوگا جیسا تو دلاؤ گے!

قرآن سارے مذہبوں کو دھونے والا ہے۔ ہر دھونے والے کا احسان مانا جاتا ہے اس دھونے والے کا نہیں مانتے؟ کیوں کہ ہم نے ثابت ہی کیا ہے کہ دوسروں کو دھویا اس نے۔ کس کے گمان کو دھو کر تو دکھاؤ۔ جیسا تو کہے گا تم نے دھویا۔ اپنے ہی کپڑے دھو رہے ہو۔ دھو کر دکھاؤ کہ۔ ”ایکیم ایم اور یتیم“ (ایک ہے اور دوسرے کی شرکت کے بغیر ہے) کیا ہے؟ یہ برہم سوتر کہلاتا ہے۔ کلمہ کہلاتا ہے۔ ہم مسلمان کلمے کے بغیر مسلمان نہیں ہو سکتے۔ آپ ہندو کیسے ہو گئے؟ اگر میں لا الہ الا اللہ کا انکار کروں کافر ہو جاؤں گا۔ تم اپنے کلمے کو ماننے بغیر ہندو کیسے ہو؟

میں نے ایک ہندو بجائی سے کہا: ”ایکیم برہم دو ستیہ ناستے۔ نیہہ نا۔ ناستے کینچن“ (ایک ہی خدا ہے دوسرا نہیں ہے۔ نہیں ہے۔ ذرا سا بھی نہیں ہے) پہلے اس پر ایمان لاؤ جیسا تو ہندو ہو گئے۔ یہ تو دید کا کلمہ ہے۔ اور ہم اسے پڑھ رہے ہیں۔ میں نے ان سے کہا میں اسے پڑھتا ہوں۔ ”ایکیم برہم.....“ اب میں اسے دوسری بجاشا میں پڑھتا ہوں۔

There is no god but God. One without second۔ میں نے کہا۔ میں

پھر اسے ایک اور بجاشا میں پڑھتا ہوں۔ لا الہ الا اللہ۔ وحدہ لا شریک لا؟ میں نے تین زبانوں میں خدا کی گواہی دی۔ تین بار انعام ملے گا۔ مفتی ایسا صاحب جیسے تھے انھوں نے بھی پڑھا۔ جولا نا اسماعیل جیسے تھے انھوں نے بھی پڑھا۔ اب میں نے اس ہندو بجائی سے کہا۔ کیا اس میں کوئی فرق ہے؟ کہا، ”کچھ نہیں“ میں نے کہا، ”کیا آپ بھی عربی میں پڑھ سکتے ہیں؟ جیسے ہم

نے ڈٹ کر سنسکرت میں پڑھا۔ اس نے کہا، کیوں نہیں؟ اس نے کلمہ پڑھا۔
 آئن کا نوجوان کھلے ذہن کا ہے۔ لیکن علم کی روشنی میں حیان کی بات کرو۔ قرآن سے
 دھوکہ ثبات کرو۔

میں ایک ہندو گیلیانی کے پاس گیا۔ میں نے کہا، "آپ کے پاس لوگ مورتیاں دیکھنے آتے
 ہیں یا تو اپر۔ بتائیے ہمارے بارے میں کیا خیال ہے آپ کا؟ ہم کس لیے آئے ہیں؟ ہم بھی ایک مورتی
 کی وجہ سے آئے ہیں؟"

کہنے لگے۔ "آپ کے یہاں تو مورتی نہیں مانی جاتی؟"

میں نے کہا۔ "آپ خود مٹی سے بنے ہیں۔ یہ خدا نے آپ کی مورتی بنائی ہے۔ میں اپنے خدا کی بنائی
 ہوئی مورتی کے ورثہ کرنے آیا ہوں۔ آپ کے دھرم میں یہ حکم ہے کہ ناک کے اگلے حصہ پر نگاہ جماؤ اور
 کسی طرف نہ دیکھو۔ ہر اس جگہ دیکھا جا رہا ہے جہاں منہ کیا گیا تھا اور اس جگہ دیکھنے کو تیار نہیں جانا
 کہا گیا تھا؟"

میں نے کہا۔ "ہم سب سے میں ناک کی طرف نگاہ جلاتے ہیں۔ اپنی مورتی کو دیکھ کر وہ
 مورتی کا بیاہ آتا ہے۔ یہ پورا برہمانہ (سنسار) خدا کا ایک مندر ہے۔ مسجد ہے۔ جو چاہی کہہ لیں
 اس میں خدا کی بنائی ہوئی مورتیاں ہیں۔ ان کو دیکھ کر خدا یاد آتا ہے۔ ہم جو بنائیں گے اسے دیکھ کر
 ہم یاد آئیں گے۔ ہر چیز اپنے بنانے والے کی یاد دلاتی ہے۔ اس خدا کی بنائی ہوئی اپنے جسم کی مورتی
 کی ناک کے اگلے سرے پر نگاہ جما کر ہم یہ سوچتے ہیں کہ۔ اے اس زندہ مورتی کو بنانے والے مورتی کا
 ہمارا پوجیہ (معبود) تو تو ہے اور اس کو پون (پورا) سے پالنے والے۔ ہمارا پورا دھار تو تو ہے اور
 اس کو روک کر مارنے والے تو ہی ہماری جان کا مالک ہے۔ تو ہی ہمارا برہما ہے۔ ہمارا پیدا
 کرنے والا ہے۔ ہمارا دشمن بھی تو ہی ہے۔ ہمیں پاتا ہے اور تو ہی ہمارا شیو ہے۔ ہمیں موت
 دیتا ہے تو ہی ہمارا کرتا۔ تو ہی ہمارا بھرتا۔ تو ہی ہمارا بنہرتا راد نے والا۔ تیرے ہی ہاتھ میں برہمنش
 تیرے ہی ہاتھ میں زندگی۔ تیرے ہی ہاتھ میں موت۔

یہ جو کہا تو ان پر ایک کیفیت طاری ہو گئی۔

جس پڑوسی کا حق ادا نہیں کیا، حضورؐ نے قسم کھا کر کہا تھا کہ وہ مسلمان نہیں۔ پانے کے مختلف ہم نہیں ہیں لیکن جو ہم کر سکتے تھے وہ کریں۔ ایک روٹی ہے تو آدمی واجب ہو گئی۔ اگر صرف ایک لکڑی کی بات بتانے کی طاقت ہے تو اتنا ہی کر دیں۔ اگر اتنا کر سکتے ہیں کہ دو چار ویدانت کی گتھیاں کھول دیں تو یہ کریں۔ لیکن اگر آپ اپنے لیے صحیح کر رہے ہیں اور پڑوسی کو نہیں دے رہے تو آپ کی آدمی روٹی حرام ہو گئی۔ پڑوسی میں مذہب کی قید نہیں۔

تو میں تو مومن کی پڑوسی ہوتی ہے میں۔ مذہب مذہب کا پڑوسی ہوتا ہے۔ پوری دنیا تمھاری طرف دیکھ رہی ہے کہ حق ادا کرو۔



ڈوبتے ہوئے سورج نے کہا۔ میرے بعد اس دنیا میں رہنا ان کوں کے گناہ کوئی بے غلطیوں کے خلاف جدوجہد کرنے کی ہمت رکھتا ہو؟

اور پھر ایک مثلاً بواجرا نے آگے بڑھ کر بولا۔ ”میں بہانہ بھر کر شش کروں گا“

آغاز سخن

الحمد للہ مولانا شمس نوید عثمانی کے پندرہ سالہ فکر اور مطالعہ کے ایک جز کا خلاصہ پیش خدمت ہے۔ ان مضامین کا سلسلہ اخبار نوٹس دہلی میں قسط وار شروع ہوا تھا۔ ان کی مقبولیت اور افادیت کو دیکھتے ہوئے ضروری ترمیمات اور بہت سے اضافوں کے بعد ہمارا یہ کوشش حاضر ہے۔

میں مذہب ہوں نہ مصنف۔ اپنی محدود صلاحیتوں کے ساتھ یہ خیال بھی آتا ہے کہ مخاطبین کی اکثریت مختلف مسلکوں سے وابستہ ملن افراد پر مشتمل ہے جن سے ایک مذہب میں رہتے ہوئے باہمی تعاون کی توقع تو درکنار ان میں سے ہر ایک نے اپنے اپنے مسلک کو ہی مذہب کا درجہ دے رکھا ہے۔ اگر خدائے بزرگ و برتر کا بے پایاں کرم شامل حال نہ ہوتا اور اپنے بہت سے ساتھیوں کا ہمہ وقت تعاون حاصل نہ ہوتا تو میں ہرگز اس قابل نہ تھا کہ مولانا کی خدمات کو تحریری شکل میں مرتب کر سکتا۔ جن کو میں نے پچھلے ایک سال کے دوران مولانا کی مختلف گفتگوؤں کے ٹیپس **TAPES** ان کے کھائے ہوئے نوٹس **NOTES** حوالوں اور زبانی تشریحات کے مجموعہ میں سے ترتیب دیا ہے۔

موجودہ پیش کش میں اگر کچھ حقے ناقابل فہم رہ گئے ہوں تو یہ نقص مولانا کے مطالعو اور تحقیق کا نہیں بلکہ راقم الحروف کی محدود صلاحیتوں پر اس کی تمام تر ذمہ داری ہے۔

یہ واضح کرنا ضروری ہے کہ ان مضامین کا مقصد نہ تو عام مسلمانوں کو وید پڑھنے کی ترغیب دینا ہے اور نہ لچسپ معلومات فراہم کرنا بلکہ دعوت دین کے اس رخ کی طرف متوجہ کرنا اصل مقصد ہے جس کی طرف ابھی تک توجہ نہیں دی جاسکی ہے۔ مگر چند قلوب میں ہم اصل کام کرنے کی ہلکی سی رتی بھی پیدا کر سکے تو یہ ہماری بہت بڑی خوش نصیبی ہوگی۔

اللہ تعالیٰ ہماری محنت قبول فرمائے۔ اور ہمارے ملن تمام معاونین اور دعا گو حضرات کو

اجر عطا فرمائے۔ جن کی بیش قیمت مدد کے گواہ اس کتاب کا ہر لفظ ہیں۔ آمین !!!

دعاؤں کا طالب : امیس۔ عبد اللہ طارق

انقلاب کی پیشین گوئی

کعبہ کی بے حرمتی | بیت المقدس پر یہودیوں کے قبضے کے حادثے پر مت از عالم دین مولانا سید علی میاں نے مندرجہ ذیل الفاظ میں اپنی رائے کا اظہار کیا تھا۔

یہ شرمناک شکست اور ساری دنیا کے سامنے رسوائی آخر کیوں ہوئی؟ جبکہ کل تک نصرت الہی ان کے مخلوق تھی۔ معجزے رونما ہوتے تھے۔ آسمانی لشکر ان کے لیے اترتے تھے۔ یہ اس دن سے آج تک دنیا کے تمام مسلمان ہاتھ اٹھا کر فریاد کر رہے ہیں کہ اسے پروہنگاں قبلہ اول ہیں واپس دلادے۔ لیکن دعائیں خالی واپس آرہی ہیں۔ شاید نصرت آنا پانچ بج بند ہوگئی۔ حالات مزید بگڑتے گئے۔ یہاں تک کہ بیت الحرام کی بے حرمتی بھی شروع ہوگئی۔ یکم محرم سنہ ۱۴۰۹ (۲۰ نومبر ۱۹۸۸ء) کا نخوس دن محمد بن عبداللہ قحطانی کے دعویٰ مہدیت سے شروع ہوا اور آنے والے پندرہ دن ۱۴۰۰ سالہ اسلامی تاریخ کا تاریک ترین دور بن گئے۔ جن میں بیت الحرام انسانی خون سے نہلایا جاتا رہا۔ کعبہ کی دیواریں گولیوں سے چھلنی ہوئی رہیں اور نگار پندرہ دن کعبہ نماز اذان اور طواف سے محروم رہا۔ ان پندرہ دنوں میں مسلمانانِ عالم کی نگاہیں غیبی لشکروں کے انتظار میں آسمان کو نکلتی رہیں۔ پہلے بھی تو بارگاہِ رب العزت کی طرف سے اپنے گھر کی حفاظت کے لیے ابراہیم کے لشکر کو تباہ کرنے

کے لیے مدد آئی تھی۔ اس مرتبہ ابابیل کی فوج نہ آئی۔ اللہ کا غمیرہ ۱۴۰ سال پہلے ہی بتا چکا تھا کہ اس گھر کے پاسبان ہی جب بے حرمتی پر اتر آئیں گے تو رستی میں ڈھیل دی جائے گی اور انھیں اپنے نامہ اعمال پر مزید کالک پڑے گا موقع دیا جائے گا۔ البتہ امت عالم کے منصب کے اہل وہ نہ رہ جائیں گے۔

”حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ وہ شخص رکن (حجر اسود) اور مقام (مقام ابراہیم) کے درمیان بیعت لے گا اور اس گھر (کعبہ) کی بے حرمتی اس کے گھر والوں کے سوا کوئی نہیں کر سکے گا۔ پھر جب اس کی بے حرمتی ہو جائے تو یہ مت پر ہنسا کہ اب عرب کب ہلاک ہوں گے۔“

یہ روایت ارزانی نے بھی تاریخ مکہ میں درج کی ہے اور حاکم نے اسے صحیح حدیث قرار دیا ہے۔

حادثہ کعبہ کی پندرہ روزہ تاریخ گواہ ہے کہ نقلی مہدی نے حجر اسود اور مقام ابراہیم کے درمیان اپنی بیعت لی تھی۔ ایک اور حدیث ذہن میں تازہ کریں۔
”حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جو سچوں کے مسلم سچے تھے سنا کہ آپؐ نے فرمایا — میری امت قریش کے سر پھرے نوجوانوں کے ہاتھوں ہلاک ہوگی۔“

واقعات گواہ ہیں کہ کعبہ کے حادثے کے ذمہ دار افراد کی ٹولی میں شامل ہام و جوان تھے جو بیس اور بائیس سال کی عمر کے درمیان تھے۔ اتنا ہی نہیں اس قیامت ارٹھی کی شروعات کا باعث کون شخص ہوگا۔ یہ پیشین گوئی بھی کی جا چکی تھی۔

”حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہؐ نے فرمایا: قیامت اس وقت تک نہیں آئے گی جب تک قحطان سے ایک شخص نمودار نہ ہوئے گا جو لوگوں کو اپنے عصا سے اکٹھے کرے گا۔“

مولانا احمد علی سہارنپوری نے بخاری شریف کی اس حدیث کے حاشیہ میں تحریر کیا

ہے :

”انسانوں کو جانوروں کے گٹھ کی طرح ہنکانے کا مفہوم انھیں سمجھ کرنا ہے۔ جس کا اشارہ حکومت و اقتدار کی طرف ہو سکتا ہے۔“

مولانا علی میاں کا یہ تجزیہ نہ صرف نبی کریم ﷺ کا آنا بند ہو گیا، کیا مسلمانانِ عالم کے لیے تازیانہ نہیں ہے؟ اور رسول اکرمؐ کی اپنوں کے ہاتھوں سے

کی بے حرمتی کے بعد عربوں کی ہلاکت کی پیشین گوئی پر اگر ہم ایمان رکھیں تو کیا بغیر عالمی سطح پر بہت بڑی تبدیلیوں کی حامل نہیں ہے؟ مسلمانانِ عالم کی زبوں حالی کی داستان پر نظر ڈالیے۔

مسلمان نہ صرف آج ان ممالک میں جہاں وہ اقلیت میں ہیں بلکہ مسلم اکثریت والے ممالک میں بھی عبادت گاہوں کے عدم تحفظ، جان و مال، عزت، آبرو، سیاسی اور معاشی ہر طرح کے مسائل سے دوچار ہیں۔ بھوپال کی گیس ٹریجڈی، جبل پور و جمشید پور سے شروع ہونے والے فرقہ وارانہ فسادات، کالانتناہی سلسلہ، بابر می مسجد کا المیہ، دنیا جمن، روس، منگولیا، برما اور یوگوسلاویہ کے مسلمانوں پر مظالم، پاکستان کے نسلی فسادات اسرائیل کے ہاتھوں دس گنی زیادہ تعداد والے عربوں کی پامالی، عربوں کے فلسطینیوں پر مظالم اور پھر فلسطینیوں کا آپس میں ہی ایک دوسرے کو ہلاک کرنا، ترکی، مصر، شام، لیبیا، انڈونیشیا اور ملائیشیا میں بہت بڑے پیمانے پر اسلامی تنظیموں کے افراد پر مظالم، افغانستان کے مسلمانوں کی آہ و بکا، ایران و عراق کی دس سالہ جنگ میں کام آنے والے بے گنتی افراد، ایتھوپیا کا بھیانک قحط، یورپ، افریقہ و ایشیا کے بہت سے دیگر ممالک کے مسائل میں گرفتار مسلمان..... ذلت کی یہ تصویر کیا پیش کر رہی ہے؟

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قریب ہے کلاؤ امتیں تمہارے اور پرے درپے آئیں گی جیسے کھانے والے کٹورے پر آتے ہیں۔ ایک شخص نے کہا کہ ہم لوگ شاید اس زمانے میں کم ہوں گے؟ آپ نے فرمایا: نہیں تم اس زمانے میں بہت بڑی تعداد میں ہو گے لیکن تم ایسے ہو گے جیسے دریا کے پانی پر جھاگ۔ اللہ تعالیٰ تمہاری بہت کد دشمنوں کے دلوں سے نکال ڈالے گا اور تمہارے دلوں میں سستی ڈالے گا۔ ایک شخص بولا: یا رسول اللہ! سستی کیوں ہوگی؟ فرمایا: دنیا کی الفت اور موت کے خوف سے۔

کیا اصل عذاب ابھی باقی ہے؟ | لیکن یہ حالات اگر عذاب کا صفت پیش خیمہ ہوئے تو؟ اگر اللہ کا عذاب اس سے بھی سخت ہوا تو؟ پچھلی نافرمان قوموں پر جب اللہ کا عذاب آیا تو وہ صفحہ ہستی سے مٹا دی گئیں۔ کیا امت محمدی کو اس انجام سے ڈرنے کی ضرورت نہیں ہے؟ قرآن حکیم سے معلوم کیجئے۔

ترجمہ: ”آسمان سے زمین کی طرف وہ ہر امر کی تدبیر کرتا ہے۔ پھر ہر امر اس کے پاس ایک دن میں لوٹے گا جس کی مقدار تمہارے شمار میں ایک ہزار سال کی ہوگی۔“
بہت سے مفسرین اس آیت سے مراد قیامت کے دن کو لیتے ہیں۔ حالانکہ سورہ معارج میں قیامت کے دن کی مقدار ”یوم کان مقدار خمسین الف سنۃ“ کے الفاظ میں بیان ہوئی ہے یعنی وہ ایک دن تمہارے پچاس ہزار سال کے برابر ہوگا۔ اللہ کا امر نافذ ہونے والا ایک دن قرآن مجید نے ایک ہزار سال کے برابر بتایا ہے۔

اس ایک دن کی تشریح سورہ حج کی آیات ۴۷، ۴۸، ۴۹ میں دیکھیے۔
ترجمہ: ”سو کیا یہ لوگ زمین میں چلے پھرے نہیں کہ ان کے دل ایسے ہو جاتے جن سے

یہ سمجھنے لگتے یا کان ایسے ہو جاتے جن سے یہ سننے لگتے۔ اصل یہ ہے کہ انھیں اندھی نہیں ہو جاتیں بلکہ دل جیسیوں میں ہیں وہ اندھے ہو جایا کرتے ہیں اور آپ سے یہ لوگ عذاب کی جلدی محاسبہ میں (یعنی عذاب کی خبر پر یقین نہیں کر رہے ہیں) دراصل حالانکہ اللہ اپنے وعدے کے خلاف نہیں کرے گا اور آپ کے پروردگار کے پاس ایک دن مثل ایک ہزار سال کے ہے تم لوگوں کے شمار کے مطابق۔ اور کتنی ہی بستیاں تھیں جنھیں میں نے مہلت دی تھی اور وہ نافرمان تھیں پھر میں نے انھیں پکڑ لیا اور میری طرف (سب کی) واپسی ہے۔

سورہ سبا کی آیات ۲۹-۳۰ بھی ملاحظہ ہوں۔

ترجمہ: ”اور کہتے ہیں کہ یہ وعدہ کب پورا ہو گا۔ کہہ دیجئے کہ تمہارے واسطے ایک دن کا وعدہ ہے۔ اس سے نہ ایک ساعت پیچھے بٹ سکتے ہو نہ (ایک ساعت) آگے بڑھ سکتے ہو۔“

قیوں مقامات کی آیات کو سامنے رکھ کر غور کرنے کی ضرورت ہے۔ کیا ان سے یہ واضح نہیں ہوتا کہ اللہ زمین پر جو نظام، سسٹم نافذ کرتا ہے وہ اس کو اپنے ایک دن یا ہمارے ایک ہزار سال کے بعد اٹھا لیتا ہے اور پھر نئی تدبیر بھیجتا ہے۔ جو لوگ یہ سمجھ رہے ہیں کہ عذاب صرف پچھلی امتوں کے لیے تھے اور اب حشر تک کے لیے مہلت ہے وہ یہ جان لیں کہ ایک ہزار سال کی مدت کا اللہ کا وعدہ ہے۔

ابھی جلدی نہ کیجئے۔ ابھی یہ نہ پوچھیے کہ ایک ہزار سال تو گذر چکے، مہلت اس کے بعد کیوں ملی ہوئی ہے؟ البوداؤد کی مندرجہ ذیل حدیث ملاحظہ کیجئے:

”حضرت سعد بن وقاص بنی کریم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: ”یقیناً میں امید رکھتا ہوں کہ میری امت اپنے پروردگار کی نظر میں اتنی عاجز اور بے حقیقت بنیں ہو جائے گی کہ اس کا پروردگار اس کو آدمی کے دن کی بھی مہلت عطا نہ کرے؟“ حضرت سعد بن وقاص سے پوچھا گیا کہ ”آدھا دن کتنا ہوتا ہے؟“ انھوں نے جواب دیا کہ ”پانچ سو سال۔“

شیخ جلال الدین سیوطیؒ کی تحقیق کے مطابق دنیا میں یہ امت آنحضرتؐ کے وصال کے بعد پندرہ سو سال تک رہے گی۔ ۱۔

مقررہ مدت کے بعد مزید مہلت کا ذکر سورہ الشعراء آیات ۲۴ تا ۲۹ میں ملتا ہے۔

تبدیلی قوم کی وعید | اب یہاں ایک بہت بڑا لمحہ فکریہ ہے کہ ہر رسول کے آنے کے بعد اس کی امت کا یہ فرض ہوتا ہے کہ وہ اللہ کے بھیجے

ہوئے تازہ ترین علم کی رہنمائی میں پچھلی تمام قوموں کے سدھار کے لیے کھڑی ہو۔ یہی امامت عالم کا منصب کہلاتا ہے۔ اُن حضرت کی بعثت کے ساتھ ہی بنی اسرائیل کو معزول کر کے امت محمدیؐ کو تاقیامت دنیا کی قوموں کی امامت عطا کی گئی تھی۔ اب رہتی دنیا تک کوئی نیا بنی نہیں آنا تھا اور امت محمدیؐ کو دنیا کے بگاڑ کو دور کرنے کا کام انجام دینا تھا۔ کیا امت موجودہ حالتِ زار میں اس منصب کی اہل ہے؟

لیکن امامت تو برقرار رہنا چاہیے کیونکہ رسول اکرمؐ خاتم "مین" میں ہیں۔ تمام کڑیاں پھر یکجا کیجیے۔

امت محمدیؐ پر پندرہ سو سال بعد عذاب کی نذیر۔ کعبہ کی بے حرمتی کے بعد عربوں کی درروحانی ہلاکت کی خبر معزول کے تمام آثار۔ لیکن امامت عالم پھر بھی برقرار۔! لکھے ہوئے قلم کا نپتا ہے۔ لیکن کیا یہ تمام خبریں ایک ہی جانب اشارہ نہیں کر رہی ہیں۔؟

تبدیلی قوم۔ جس کی قرآن پاک نے متعدد مقامات پر پیشین گوئی کی ہے۔ یعنی امت محمدیؐ امامت عالم کے منصب کی دوبارہ اہل بنے گی۔ ایک دوسری قوم کے اسلام قبول کرنے کی شکل میں۔

تبدیلی قوم سے متعلق چند آیات کے ترجمے ملاحظہ ہوں۔

یہ نو وضاحت علامہ نواب قطب الدین خان دہلویؒ نے مشکوٰۃ شریف کے باب قرب الساعۃ میں درج اس حدیث کی اُردو شرح میں کی ہے۔

ترجمہ: ”اگر وہ چاہے تو اے لوگو تم (سب) کو لے جائے اور دوسروں کو لے آئے“ اور اللہ اس بات پر قادر ہے۔ ۱۷

ترجمہ: ”یہ اس سبب سے ہے کہ اللہ کسی نعمت کو جس کا انعام کسی قوم پر کر چکا ہو انہیں بدلتا۔ جب تک کہ وہ لوگ اس کو نہ بدل دیں۔ جو کچھ ان کے پاس ہے۔ بیشک اللہ خوب سننے اور جاننے والا ہے۔“ ۱۸

ترجمہ: ”سو تم میں سے بعض وہ ہیں جو نخل کرتے ہیں (یعنی مال کی محبت میں گرفتار ہو گئے ہیں) حالانکہ تم کو اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کے لیے بلایا جاتا ہے اور جو کوئی نخل کرتا ہے خود اپنے نفس سے نخل کرتا ہے۔ اور اللہ تو کسی کا محتاج نہیں ہے بلکہ تم سب اس کے محتاج ہو۔ اور اگر تم روگردانی کر دو گے تو اللہ تمہاری جگہ دوسری قوم لے آئے گا۔ پھر وہ تم جیسے نہ ہوں گے۔“ ۱۹

ترجمہ: ”اور ان (رائیوں) میں سے آخرین رکے لیے بھی آپ کو مبعوث کیا، جو ابھی ان (سپہلوں) میں شامل نہیں ہوئے ہیں اور وہ (اللہ) بڑا زبردست حکمت والا ہے۔“ ۲۰

ترجمہ: ”اے ایمان والو! تم میں سے جو کوئی اپنے دین سے پھر جائے سو اللہ عنقریب ایک ایسی قوم کو لے آئے گا جو اللہ سے محبت کرتے ہوں گے اور اللہ ان سے محبت کرتا ہوگا۔ ۲۱ ایمان والوں پر مہربان ہوں گے اور انکار کرنے والوں کے مقابلے پر سخت ہوں گے، اور وہ اللہ کی راہ میں جہاد کریں گے اور کسی ملامت گر کی ملامت سے نہیں ڈریں گے۔ یہ اللہ کا فضل ہے وہ جسے چاہے عطا کرے“ اور اللہ بڑی وسعت والا اور بڑے علم والا ہے۔“ ۲۲

ترجمہ: ”اگر تم نہ کھلو گے تو اللہ تمہیں ایک دردناک سزا دے گا اور تمہارے بدلے ایک

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "تم لوگ جو پہلی امتوں کی طرح ہو جاؤ گے۔" صحابہ کرام نے پوچھا: "پہلی امتوں سے مراد کیا یہودی اور نصرانی ہیں؟" آپ نے فرمایا: "اور کون؟" کوئی نہیں جانتا کہ اللہ کے نزدیک ہم میں سے کتنے مومن ہیں اور کتنے منافق اور کتنے علی کفر کرنے والے۔ منافق کی تعریف سمجھنے کے لیے حضرت عمرؓ کی مثال تازہ کریں۔ اپنے دروغلاف میں آپ ایک دن صاحب ستر رسول حضرت خدیفہؓ کا دروازہ کھٹکتا ہے۔ چہرہ دھواں دھواں ہے۔ حضرت خدیفہؓ سے فرماتے ہیں کہ: "اللہ کی قسم کھا کر کہو جو میں پوچھوں گا کچھ بتاؤ گے؟" حضرت خدیفہؓ نے عرض کیا: "پوچھیں امیر المومنین؟" کہا: "نہیں اللہ کی قسم کھاؤ کہ کچھ جواب دو گے؟" پھر انتہائی مضطرب انداز میں سوال کیا کہ تمہیں رسول اللہ ﷺ نے مدینہ کے تمام منافقین کے نام بتائے تھے۔ کچھ کہنا ان میں میرا نام تو نہیں ہے؟" اللہ اللہ! سیدنا عمرؓ بن خطاب جن کو دنیا میں جنت کی خوشخبری دی جا چکی ہے ان کو اپنے منافق ہونے کا خوف ہے۔ فرماتے تھے:

"ایمان خوف اور امید کی درمیانی کیفیت کا نام ہے۔ اگر مجھے معلوم ہو جائے کہ دنیا کے تمام لوگ جنت میں داخل ہونے والے ہیں سوائے ایک شخص کے تو مجھے خوف ہے" گا کہ وہ شخص میں ہی نہ ہوں اور اگر ایک شخص کے سوا تمام لوگ دوزخ میں ڈالے جا رہے ہوں تو میں اللہ کی رحمت سے یہ امید رکھوں گا کہ وہ شخص میں ہی ہوں۔"

ذرا سمجھیے تو سمجھا۔ ایمان اور نفاق کا معیار اگر اس کا دسواں حصہ بھی قرار دیا جائے تو امت مسلمہ میں کتنے مومن نکلیں گے اور منافقین کو قرآن نے جہنم کے سب سے نچلے درجے کی وعید سنائی ہے بلکہ

اب آئیے اس قوم کی تلاش کی طرف جیسے پروردگار نے وہ کون سی قوم ہو سکتی ہے؟ عالم قوموں کی امامت کے منصب پر فائز کرنا چاہتا

ہے۔ اگر اللہ اور اس کے رسول نے تبدیلی کی خبر اور وقت کی طرف رہنمائی فرمائی ہے تو یقیناً

اس قوم کی نشاندہی بھی کی ہوگی۔ تبدیلی قوم کی جن آیات کے تراجم اور نقل کیے جا چکے ہیں ان کی مختلف تفاسیر پر نظر ڈالیں۔

سورہ محمد آیت ۳۸ کے ذیل میں عبدالرزاق، عبد بن حمید، ترمذی، ابن جریر، ابن ابی حاتم، طبرانی اور بیہقی نے حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت کی ہے کہ انھوں نے کہا: حضورؐ نے یہ آیت تلاوت فرمائی..... "اور اگر تم پیٹھ پھیر دگے۔" تو صحابہؓ نے پوچھا: یا رسول اللہ! آخر یہ کون لوگ ہیں جو اس وقت ہماری جگہ بدل کر آئیں گے جبکہ ہم نے پیٹھ پھیر دی ہو اور مزید یہ کہ وہ ہم جیسے نہ ہوں گے۔ تب حضورؐ نے حضرت سلمانؓ کے کندھے پر پھینکی دی اور فرمایا: "یہ ہے وہ اور اس کی قوم ہے وہ۔ اور قسم ہے اس خدا کی جس کے قبضے میں میری جان ہے اگر ایمان ثریا پر چلا جائے گا تو فارس کے یہ لوگ وہاں تک اسے دھونڈتے ہوئے پہنچ جائیں گے" ۱۔

سورہ جمعہ آیت ۳ کے ضمن میں بھی اسی مضمون کی روایت بخاری میں آئی ہے۔ سورہ مائدہ کی آیت ۵۴ کے ذیل میں تفسیر فتح القدیر میں ہمیں جو روایات ملی ہیں ان کو ہم یہاں نقل کر رہے ہیں۔

ابن جریر نے شرح بن عبید سے روایت کی ہے کہ انھوں نے کہا کہ جب اللہ نے یہ آیت نازل فرمائی تو حضرت عمرؓ نے سوال کیا: "یا رسول اللہ! کیا میں اور میری قوم مراد ہے؟" فرمایا: "نہیں۔ بلکہ یہ شخص اور اس کی قوم" یعنی ابو موسیٰ اشعریؓ۔ عیاض الاشعری سے روایت ہے کہ حضورؐ نے حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ کی طرف اشارہ کر کے فرمایا: "یہ شخص اور اس کی قوم" ۲۔

۱۔ تفسیر فتح القدیر۔ ج ۵ ص ۴۱

۲۔ اس حدیث کو ابن سعد، ابن ابی شیبہ نے اپنی مسند میں، عبد بن حمید، ترمذی اور بیہقی نے دلائل میں روایت کیا ہے اور حاکم نے اسے صحیح حدیث قرار دیا ہے۔

حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ سے روایت ہے کہ میں نے حضور کے سامنے یہ آیت تلاوت کی تو حضور نے فرمایا: اے ابو موسیٰ اشعری یہ تیری قوم ہے، میں کی قوم! ۱۔

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ اس آیت پر فرمایا: وہ اہل میں کی قوم میں سے ہیں۔ سورۃ توبہ آیت ۳۹ کے ذیل میں تفسیر فتح القدیر جلد دوم ص ۳۴۵ پر علامہ شوکانی لکھتے ہیں: اور اس پر اختلاف رائے ہے کہ یہ کون لوگ ہیں۔ چنانچہ یہ بھی کہا گیا ہے کہ وہ میں والے ہیں اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ وہ فارس والے ہیں اور دلیل کے بغیر اس جگہ کے تعین کی کوئی شکل نہیں ہے۔ ۲۔

اب آپ غور فرمائیں کہ کیا (نعموذا اللہ) اللہ کے سپہ رسول مختلف موقعوں پر مختلف صحابہ سے الگ الگ قسم کی متضاد باتیں کہہ سکتے تھے کہ حضرت سلمان فارسیؓ سے ان کے منہ پر اہل فارس (ایرانی) کو بتا دیا اور حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ جو میں کے رہنے والے تھے ان کے سامنے اہل میں کہہ دیا؟ اگر ایسا نہیں ہے اور یقیناً نہیں ہے (علامہ آپ کی زبان پر ہمیشہ حق بولتا تھا) تو پھر ہیں ان دو بظاہر متضاد قسم کی روایات میں تطبیق ڈھونڈنا پڑے گی۔ دنیا میں صرف ہندوستان ایک ایسا ملک ہے جہاں یہ دونوں قومیں اکٹھی ہو گئی ہیں۔ اہل فارس (ایرانی) آریں نسل کے لوگ تھے اور شمالی ہندوستان میں آریں نسل کے لوگ اگر آباد ہوئے۔ جنوبی ہندوستان کے دراوڑ نسل کے باشندوں کی بہت بڑی تعداد میں آباد تھی۔ بدھ مت کو ماننے والی سندھی قومیں مید سباجو، سیابجا اور احامرہ نامی قومیں بھی میں میں آباد تھیں۔ ۳۔ اور وہاں آج بھی ہندوستانی تہذیب کی زبردست چھاپ ہے۔ ہند، ہندہ، شیشام یا شام، ریام نامی عظیم الشان قبیلے وہاں موجود ہیں۔ ۴۔

۱۔ اس حدیث کو ابوالفتح ابن مردیہ۔ شعبہ۔ یہی بنی ابن عسکر اور حکم نے اپنی جہ میں نقل کیا ہے۔

۲۔ اس روایت کو ابن ابی حاتم، ابوالفتح اور بخاری نے اپنی تاریخ میں نقل کیا ہے (بخاری فتح القدیر جلد ۲ ص ۳۴۵)۔

۳۔ مسالما ص ۸۹۔ اعلیٰ کتبہ نمبر ۲۷ جلد ۸۹ ص

۴۔ سیرت ابنی از موفان شبلی ج ۱ ص ۸۵، ۸۶

ان دونوں نسلوں کا ایک ہی ملک ہند میں اکٹھا ہونا بھی ناظر کائنات کے نظم انتظام کا ایک نمود ہے تاکہ اس کے رسول کی اُس وقت بظاہر متضاد ہمیش گویاں یہاں کچھ ثابت ہو سکیں۔

یہاں یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ اہل ایران اور ان کے ہمدرد صرف حضرت سلمان فارسیؓ سے متعلق روایات کو لے کر موجودہ ایرانی انقلاب کا ذکر کرتے ہیں۔ ہم ان کے بارے میں خوش گمانی رکھتے ہوئے صرف اتنا کہہ سکتے ہیں کہ حضرت ابو موسیٰؓ اشعریؓ سے متعلق روایات پر ان کی نظر نہیں پڑ سکی ہوگی جو جاٹوں کے اولین قبول اسلام میں بھی عہد آفرین تاریخی رول ادا کر چکے ہیں!! مولانا مبدی اللہ رحمہ جو حضرت شاہ ولی اللہؒ کے فلسفے کے سب سے بڑے علمبردار تھے اپنی کتاب میں سورہ جمعہ کی آیت ۲۵ کے ضمن میں لکھتے ہیں:

..... ہمارے نزدیک: اٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ کے مصداق اہل ایران ہندوستان والے اور اس ضمن میں جو اور ان کے ساتھ شامل ہوں.....“

یہاں حضرت شاہ ولی اللہؒ کی ایک پیشین گوئی بھی سننے چلیں۔

”اور جس بات کا مجھے یقین ہے وہ یہ کہ اگر مثلاً ہندوؤں کا ہندوستان کے ملک پر تسلط محکم اور ہر پہلو کے اعتبار سے جو جب بھی اللہ کی حکمت کی رو سے یہ واجب اور مفروضی ہے کہ ہندوؤں کے سرداروں اور لیڈروں کے دل میں یہ الہام کرے کہ وہ دین اسلام کو اپنا مذہب بنالیں۔“

شاہ صاحب کی مغللوں کے دور میں کی گئی پیشین گوئی کا پہلا جز پورا ہو چکا ہے یعنی ہندوؤں پر مغل ہندوؤں کا تسلط محکم ہو چکا ہے۔ انشا اللہ اس پیشین گوئی کا آگاہ حصہ یعنی اس قوم کا قبول اسلام بھی ضرور پورا ہوگا۔

ہم سمجھے ہیں کہ یہ نہ وہ کم سے کم دلائل سامنے رکھ دیئے ہیں جو اس بات کو ثابت کرنے

لے جاتیں کہ اسلامی تاریخ۔ از مہرمان علی بریلووی۔ ص ۸۹

۱۰۔ شاہ ولی اللہؒ اور ابن کثیرؒ مطبوعہ ہند سائنس اکاڈمی لاہور ص ۱۳۱

۱۱۔ حضرت علیؓ رضی اللہ عنہ۔ شاہ ولی اللہؒ فیروز آبادی ص ۱۵۸

کے لیے کافی ہیں کہ امت محمدی کے دو حصے ہیں۔ پہلے حصے یعنی موجودہ امت محمدی کی عمر پندرہ سو سال ہے۔ ہندوستان کی ہندو قوم اس امت کا دوسرا حصہ یعنی آخرین ہیں۔ یہ قوم بحیثیت مجبوری اسلام قبول کرے گی اور اس وقت امت عالم کے منصب پر سرفراز ہوگی۔

دل و دماغ کو جھنجھوڑ دینے والی اس خبر کو سن کر ایک رتو عمل تو یہ ممکن ہے کہ آپ اسے فرضی تاؤں بافوں سے بنا ایک خیالی افسانہ قرار دے کر ٹکٹن رہیں۔ بصورت دیگر امیر جنسی (زننگائی) حالات میں اپنے کو گھرا ہوا پا کر خود ہی فیصلہ کریں۔ اپنی اصلاح کریں۔ اپنے نصب العین پر غور کریں اور اس قوم کو دعوت دینے کا طریق کار سوچیں جو دنیا کی امام بنے جا رہا ہے۔ اگر اس کے ایمان لانے میں کچھ حصہ ہمارا بھی شامل ہو جائے تو ہماری کتنی بڑی کامرانی ہوگی ورنہ اللہ کا وعدہ برحق ہے اور وہ ہمارا مدد کا بالکل محتاج نہیں ہے۔

جس سورہ توبہ کی آیت ۳۹ میں قوم تبدیل کیے جانے کی خبر دی گئی تھی اس کو اگلی آیت ۴۰ میں یہ بات بھی واضح کر دی گئی ہے کہ —

اگر تم نے اس رسول کی دفعہ کی تو (دیکھو اور سابقہ تاریخ سے پوچھ لو کہ تمنا) اللہ اس کی اس وقت مدد کر کے دکھا چکا ہے جب اسے انکار اور کفرانِ نعمت والوں نے (بے گھر اسلام کے پہلے دورِ اجنبیت میں) نکال دیا تھا اور غارِ ثور میں وہ دوسری رہ گئے تھے اور وہ اپنے ساتھی سے کبہ رہا تھا۔ غم نہ کرو۔ اللہ ہمارے ساتھ ہے پھر اللہ نے اس پر سکون دل کا فزائے الٹ دیا اور ان دیکھے لشکروں سے اُس کی ایسی مدد کی کہ کفر کی بات کر کر رہی ہو گئی اور اللہ کا بول بالا ہو کر رہا اور اللہ وہ توبہ کی سراپا قوت و اقتدار مرآۃ حکمت و وقار۔

یکن بہت سے وہ لوگ جو پہلے تھے پیچھے رہ جائیں گے اور بعد میں آنے والے آگے نکل جائیں گے۔ (انجیل متی: ۱۰: ۳۱)

باب ۲

ہندو قوم کا نبی

کرشنا مینن کی حیرت | کہا جاتا ہے کہ مشرقی کرشنا مینن اپنے قیام لندن کے زمانے میں ایک دن اپنے حلقہ را حباب میں بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک ایک دوست نے انھیں مخاطب کرتے ہوئے کہا :

”یہ سائنس بیٹھا ہوا تمہارا دوست یہودی ہے۔ اس کا کہنا ہے کہ اس کے پاس خدا کی ایک کتاب ہے جس کا نام توریت ہے اور یہ علم آسمانی کی کتاب خدا نے حضرت موسیٰ کے ذریعہ دی تھی۔ میں یہ بات جانتا ہوں؟ کرشنا مینن نے جواب دیا۔

اب اس کی دوست نے ایک دوسرے عیسائی دوست کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا ”یہ شخص عیسائی ہے اور اس کا کہنا ہے کہ اس کے پاس بھی خدا کی ایک کتاب ہے جس کا نام انجیل ہے اور یہ علم خداوندی کا تحفہ خدا نے حضرت عیسیٰ مسیح کے ذریعہ عطا کیا تھا۔“

”میں یہ بھی جانتا ہوں۔“ کرشنا مینن نے ہلکے سے قسم کے ساتھ کہا۔ جیسے ان شہرہ آفاق باتوں کے دہرانے پر انھیں تعجب ہو رہا ہو۔ لیکن بولنے والا مکمل سنجیدگی سے بول رہا تھا۔ اس نے قیصر اعنوان چھوڑتے ہوئے اور ایک مسلمان دوست کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

”یہ ہمارا مسلمان دوست ہے اور اس کا کہنا ہے کہ اس کے پاس بھی خدا کی ایک کتاب ہے۔ قرآن۔ اور خدا نے یہ علم جس انسان کے ذریعہ دیا اس کا نام حضرت محمدؐ ہے۔“

”اے بھائی میں یہ بھی جانتا ہوں۔“ مکرشنا مینن نے تیرت کے آخری عالم میں جواب دیا۔ ”بے شک وہی دوست بولا۔“ ہم اور تم یہ سب باتیں خوب جانتے ہیں مگر دوست

ہم میں سے کوئی یہ نہیں جانتا کہ وید جس کو تم ٹھیک اسی طرح خدا کا سب سے پہلا۔ سب سے قدیم سب سے عظیم علم اور کلام مانتے ہو اسے آدگرنتھ (Adigraṁtha) یعنی اولین مصحف کہتے ہو اس کو خدا سے لینے اور مخلوق کو دینے کا سب سے پہلا انسانی ذریعہ کون تھا آخر؟

کہا جاتا ہے کہ پوری مغل کی سمت سے اس بار سوالیہ تبسم اور تعجب کے سامنے پہلی بار خود کرشنا مینن سر سے پاؤں تک سوالیہ نشان بن گئے۔ ایک ایسے فکری ستارے میں گم ہو گئے جیسے پہلی بار انھیں یہ ایک ٹھوس سوال محسوس ہوا ہو۔ جیسے پہلی بار انھیں اپنے ویدک علماء کے موجودہ علمی موقف میں ایک حقیقی خلا کا احساس ہوا ہو۔ توریت، انجیل اور قرآن مجید کے خدا سے انسان تک پہنچنے کے ذرائع تو معلوم ہیں لیکن اگر وید خدا کا کلام ہے تو اسے لانے والا کون تھا؟ یہ واقعہ چاہے سچا ہو چاہے افسانہ، اس میں شک نہیں رہتا کہ یہ فطری سوال ہر ایک ویدک دھرم کے ماننے والے کے سینے میں ہزاروں سال سے اندر ہی اندر مسلسل کھٹک رہا ہوگا۔

حضرت نوح کی امت کا نبی بھی کھویا ہوا ہے! ہندو قوم رامائن اور مہا بھارت کو انسانوں

کی لکھی ہوئی کتاب میں تسلیم کرتی ہے لیکن ویدوں کے بارے میں ان کے سوادِ اعظم کا عقیدہ ہے کہ یہ کلام الہی ہیں۔ اس کے باوجود وہ یہ بتانے سے قاصر ہیں کہ یہ کس رسول کے ذریعہ دنیا میں آئے۔ اپنے نبی کو انھوں نے دیوالاؤں میں گم کر دیا۔ دنیا کی ہر مذہبی قوم کسی نہ کسی شخصیت کو اپنی مذہبی کتب سے منسوب بنی مانتی ہے لیکن ہندو قوم وہ واحد مذہبی قوم ہے جس کا اصل نبی کھویا ہوا ہے۔ اس حقیقت پر نظر رکھیں اور سنہاری شریف کی مندرجہ ذیل حدیث پر غور کریں۔

”حضرت ابراہیمؑ کہتے ہیں کہ رسول اللہؐ نے فرمایا۔ قیامت کے دن حضرت نوحؑ کو لایا جائے گا اور ان سے پوچھا جائے گا کہ کیا انھوں نے اپنی امت کو احکامِ خداوندی پہنچائے تھے؟ وہ عرض کریں گے۔ بے شک اے میرے پروردگار۔ پھر حضرت نوحؑ کی امت سے پوچھا جائے گا کہ کیا (نوحؑ نے) تم تک ہمارے احکام پہنچائے تھے؟ وہ لوگ انکار کریں گے اور کہیں گے

ہمارے پاس تو کوئی بھی ڈرانے والا نہیں آیا تھا! اور پھر حضرت نوحؑ سے پوچھا جائے گا۔
 ہمارے گواہ کون ہیں؟ اور وہ کہیں گے: میرے گواہ حضرت محمدؐ اور ان کی امت کے لوگ ہیں!
 اور اس کے بعد رسول اللہؐ نے فرمایا: تب تمہیں پیش کیا جائے گا اور تم یہ گواہی دو گے کہ (حضرت
 نوحؑ نے احکام) پہنچائے تھے۔ پھر رسول اللہؐ نے یہ آیت پڑھی: وَكَذَلِكَ جَعَلْنَاكَ
 أَدَمًا عَلَىٰ نَحْسٍ لِّتَكُونَا شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُونَ الرَّسُولُ عَلَيْكَ شَهِيدًا..... "اے
 اب ذرا غور فرمائیں۔ ایک طرف تو حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت نوحؑ کی امت
 اپنے رسولؑ کو پہچاننے سے انکار کر دے گی اور دوسری طرف ہم یہ جانتے ہیں کہ تمام مذہبی
 قوموں میں صرف ہندو قوم کا نبی گویا ہوا ہے۔

پھر سوچیں۔ ایک طرف تو ہم یہ جانتے ہیں کہ ہندو قوم تبدیل ہو کر امت محمدی بنے گی
 اور موجودہ امت محمدی نے افراد اس تبدیلی کا ذریعہ بنیں گے اور دوسری طرف حدیث سے
 یہ معلوم ہوتا ہے کہ قوم نوحؑ کے اپنے نبی کو پہچاننے سے انکار کے بعد امت محمدی گواہی دے
 گی کہ حضرت نوحؑ نے اپنی قوم کو احکام خداوندی پہنچائے تھے۔ یعنی گواہی دینے والی امت
 محمدی کے افراد حضرت نوحؑ کی امت کو اور ان سے حضرت نوحؑ کے رشتے کو پہچانتے ہوں گے۔
 کیا یہ واضح دلیل اس بات کی نہیں محسوس ہوتی کہ موجودہ ہندو قوم حضرت نوحؑ کی
 امت ہے۔

ہندو قوم قوم نوحؑ ہے | ویسے بھی دیکھ و دھرم دنیا کے تمام مذاہب میں متفق
 طور پر سب سے پرانا مذہب ہے اور حضرت نوحؑ
 دنیا کے سب سے پہلے صاحب شریعت رسول تھے۔

لیکن ابھی یقین کرنے سے پہلے خود ویدک دھرم سے معلوم کرنا بھی ضروری ہے۔
 ابھی ہم چاہے ہندو قوم کے اس دعوے کو تسلیم نہ کریں کہ وہ بلازم الہی ہیں، لیکن یہ تو دیکھیں کہ

یہ کتابیں جن کو ہندو قوم کلام الہی قرار دیتی ہے اپنا بیانیہ کون سا بتاتی ہیں؟ فرانسیسی مصنف ڈیوبائس (A.J.A. DUBOIS) جس نے چالیس سال تک ہندو مذہب اور ہندوستانی تہذیب کا مطالعہ کیا اور ہندو مذہب ہی رسم و رواج پر آج تک محکمگی سب سے مستند اور ضخیم کتاب لکھی اس نے اپنی کتاب میں جو حقیقتیں بیان کی ہیں وہ شاید قارئین کی دل چسپی کا سبب بنے بغیر نہیں ہو سکتی۔

..... مختصر یہ کہ ایک مشہور شخصیت جس سے ہندوؤں کو بہت عقیدت ہے اور جسے وہ مہانوو (MAHANUVU) کے نام سے جانتے ہیں۔ (سیلاب کی) تباہی سے ایک کشتی کے ذریعہ بچ نکلی جس میں سات مشہور رشی بھی سوار تھے۔..... مہانوو دو الفاظ کا مرکب ہے۔ مہا کے معنی عظیم اور نوو بلاشک و شبہ (حضرت) نوح ہی ہیں..... ۳۰

..... عملایہ تسلیم کیا جاتا ہے کہ ہندوستان اس سیلاب عظیم کے فوراً بعد آباد ہوا تھا۔ جس نے پوری دنیا کو ویران کر دیا تھا۔..... ۳۱

..... مارکنڈیہ پران اور بھاگوت میں اس کا بہت واضح بیان ہے کہ اس حادثہ میں تمام نسل انسانی ختم ہو گئی تھی سوائے سات مشہور عبادت گزار رشیوں کے جن کا میں نے بہت سے مقامات پر ذکر کیا ہے یہ سات رشی ایک کشتی پر بیٹھ کر عالم گیر تباہی سے بچ سکے تھے۔ اس کشتی کو دشنود (خدا) خود چلا رہا تھا۔ ایک اور عظیم شخصیت جو بچ جانے والوں میں تھی۔ وہ منو کی تھی جس کو میں نے دوسرے مقامات پر ثابت کیا ہے کہ (حضرت) نوح کے سوا کوئی نہیں تھی..... جہاں تک مجھے علم ہے ان تمام مشرک اقوام میں کسی نے سیلاب کو اتنی تفصیل کے ساتھ بیان نہیں کیا ہے اور اس واقعہ کی تفصیلات حضرت موسیٰ کی توریت میں بیان کردہ تفصیلات سے کسی قوم کی تحریروں میں اتنی مماثلت نہیں رکھتیں جتنی کہ ان

ہندو کتابوں میں ہے جن کامیں نے ذکر کیا ہے۔ یہ قابل ذکر بات ہے کہ یہ شہادت ہیں اس قوم میں
 ملے جس کے قدیم ہونے پر سب متفق ہیں..... ۱۷

حضرت نوحؑ اور سیلاب نوح کے واقعات بہت تفصیل کے ساتھ بھوشیہ پران اور
 متیہ پران میں بھی بیان ہوئے ہیں جن کے حوالے ہم آئندہ ابواب میں پیش کریں گے۔
 منو کا لفظ بہت سی ہندو مذہبی شخصیات کے لیے استعمال ہوا ہے لیکن پرانوں
 ویدوں اور دیگر ہندو مذہبی کتب میں سب سے زیادہ تفصیل سے جس منو کا تذکرہ ہے وہ حضرت
 نوحؑ ہی ہیں۔

ویدوں میں حضرت نوحؑ کا ذکر منو کے نام سے ۵، مقامات پر آیا ہے۔
 ویدوں کا انگریز مفسر وید کے ایک منتر میں آنے والے لفظ منو کی تشریح کرتے
 ہوئے لکھتا ہے: "منو (نوحؑ) لا جواب شخصیت اور انسانوں کے نامندے تھے تمام نسل انسانی
 کے باپ اور سیلاب کے بعد آدم ثانی کی حیثیت سے اور پہلی شریعت کے شروع کرنے والے
 تھے۔" ۱۸

پرانوں اور ویدوں میں حضرت نوحؑ کی تفصیلات کے علاوہ ایک اور بہت اہم

Hindu Manners, Customs & Ceremonies ۱۹

Abbe. J. A. Dubois ص ۲۱۶ - ۲۱۷

۲۰ جیسے حضرت آدم کے لیے۔ بتایا گیا ہے کہ منو کے باپس حصے سے شت روپا (शतरोप) یعنی
 حضرت خواجہ ابوبیس۔ (رام چرت انس، مفسر نہومان پرشاد پوت وار مطبوعہ: گیتا پریس، گوڑکھپور
 ایڈیشن ۱۵ صفحہ ۱۵۵ اور ہندو مذہب کی معلومات، از خواجہ حسن نظامی دہلوی، مطبوعہ:
 حلقہ مشائخ دہلی ایڈیشن ۲۰ دسمبر ۱۹۲۰ء صفحہ ۷۰)

۲۱ گرفتہ کا یہ تشریحی نوٹ رگ وید ۱-۱۳-۴ کے ذیل میں ہے

نوٹ

نوجوں میں بن القوسین (برکیٹ کے درمیان) الفاظ ہمارے ہیں۔

ثبوت اس قوم کے حضرت نوحؑ سے متعلق ہونے کا ہم پیش کر رہے ہیں۔

اکثر اقوام اپنے انبیاء سے تعلق کا ایک مظہر یہ بھی ہوتا ہے کہ وہ ان کے زمانے سے اپنا سال یاسن شمار کرتے ہیں جیسے مسلمان اپنا سن ہجری حضرت محمدؐ کی ہجرت سے شمار کرتے ہیں۔ اور میسائی اپنے سال حضرت مسیحؑ کی وفات سے گنتے ہیں۔ اسی طرح ہندو قوم اپنے اہم واقعات کے وقت کو حضرت نوحؑ سے گنتی ہے۔ اس کے لیے وہ حضرت نوحؑ کے سیلاب سے ہر ساٹھ سال کے وقفہ کو ایک اکائی یا ایک سال مانتے ہیں اور ان سالوں سے اپنے اہم واقعات کو شمار کرتے ہیں۔ دیوبائس اپنی مذکورہ بالا کتاب میں لکھتا ہے۔

”ہندوؤں کا موجودہ یک کلیگ تقریباً اسی زمانے سے شروع ہوتا ہے جو سیلاب نوحؑ کا زمانہ ہے۔ یہ ایک ایسا واقعہ ہے جس کو وہ یادگار سمجھتے ہیں اور ان کے مصنفین اسے جل پر یاد یا پانی کے سیلاب کا نام دیتے ہوئے اس کا وضاحت سے ذکر کرتے ہیں۔ اس موجودہ یک کی تاریخ یقیناً ’جل پر یادوں‘ کے آغاز سے شروع ہوتی ہے۔“

..... اور حیرت انگیز بات یہ ہے کہ ہندو اپنی زندگی کے تمام اہم اور مشہور واقعات و معمولات اور اپنی تمام عوامی یادگاروں کی تاریخ یاسن کو ایک سیلاب کے خاتمے سے شمار کرتے ہیں۔..... سیلاب کے بعد ہر ساٹھ سال کا ایک سال مان کر ان سالوں سے اپنے تمام عوامی اور ذاتی واقعات کی مدت شمار کرتے ہیں۔

اس قوم کا حضرت نوحؑ ان کی زبان میں منو سے خصوصی تعلق ہونے کا ایک ثبوت یہ بھی ہے کہ ان کی مذہبی کتب میں منو اسمرتی کو ایک خاص مقام حاصل ہے۔

ہندو قوم کی مذہبی تاریخ اور مذہبی کتب کے حضرت نوحؑ سے خصوصی تعلق کی چند مثالیں یہاں پیش کی گئیں۔ قوم نوحؑ سے متعلق سنہاری شریف کی جو حدیث اس باب کے شروع میں گذری اس میں ہم نے دیکھا کہ حضرت نوحؑ کی امت ان کو اپنے نبی کی حیثیت سے نہیں پہچانتی ہوگی اور

ہم جان چکے ہیں کہ حضرت نوحؑ سے زبردست رشتہ موجود ہونے کے باوجود موجودہ ہندو قوم بیثبت مجموعی ان کو نہیں جانتی ہے۔ اسی حدیث سے ہمیں یہ بھی معلوم ہوا تھا کہ قیامت کے دن امت محمدی حضرت نوحؑ کے اپنی قوم میں پیغام پہنچانے کی گواہ بنے گی۔ اور ہمیں معلوم ہے کہ دیگر احادیث نے اس قوم کے امت محمدی بننے کی طرف اشارہ کیا ہے۔ ظاہر ہے ان تمام حقیقتوں کے آشکارا ہونے کے بعد اور امت محمدی میں شامل ہونے کے بعد وہی اس بات کی گواہی دیں گے۔

لیکن ان تمام ثبوتوں کے بعد بھی ابھی آخری اور مستند ترین گواہی باقی ہے۔ قرآنِ عظیم آئیے دیکھیں۔

قرآن کی گواہی | دنیا کی تمام قوموں کو دو طرح کی نسلوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ سامی نسلیں (Semetic races) اور غیر سامی قومیں (Non-Semetic races) غیر سامی قوموں میں آریں نسل آتی ہے اور سیمٹک قوموں میں یہودی، عیسائی اور جزیہ خلمے عرب کے بنی اسماعیل۔

دنیا کی دو نسلوں میں تقسیم ہونے اور ان میں سے ایک نسل کا تعلق حضرت نوحؑ سے ہونے کی قرآن بھی تصدیق کرتا ہے۔

”یہ وہ لوگ ہیں جن پر اللہ نے انعام فرمایا ہے۔ منجملہ دیگر، انبیاء کے نسل آدمؑ سے تھے اور بعض ان کی نسل سے تھے جنہیں ہم نے نوحؑ کے ساتھ کشتی میں سوار کیا تھا، اور بعض ابراہیم و یعقوب علیہما السلام کی نسل میں سے ہیں۔ اور یہ سب ان لوگوں میں سے تھے جن کو ہم نے ہدایت دی اور ہم نے ان کو مقبول بنایا۔“

قرآن مجید کی اس آیت سے معلوم ہوا کہ نسل آدمؑ میں سے حضرت نوحؑ کے ساتھیوں کی نسل الگ ہے اور حضرت ابراہیم و یعقوب علیہما السلام کی نسل یعنی بنی اسماعیل اور بنی اسرائیل الگ نسلیں ہیں۔ ہم جانتے ہیں کہ بنی اسماعیل و بنی اسرائیل سامی نسلیں Semetic races ہیں

صاف ظاہر ہے کہ حضرت نوحؑ کے ساتھیوں کی نسل غیر سامی (Non-Semetic) یا آریں نسل
 ہونی چاہیے۔ آریں نسل دنیا کے بہت سے ملکوں کے علاوہ ہندوستان کے بیشتر حصے میں آباد ہے۔
 یہاں یہ سوال پیدا نہیں ہونا چاہیے کہ ہم حضرت نوحؑ کے ساتھیوں کی نسل کو حضرت
 نوحؑ کی امت کیسے کہہ رہے ہیں۔ کسی رسول کی امت کہلانے کے لیے ان کی نسل سے ہونا یا نہ ہونا
 ضروری نہیں ہے۔ ہم مسلمان ہیں۔ حضرت محمد مصطفیٰؐ کی امت ہیں حالانکہ ہم میں سے اکثر ان کی
 نسل سے نہیں ہیں۔ ہم ان کی امت ہیں۔ کیونکہ ہم ان کو اپنا رسول تسلیم کرتے ہیں۔ حضرت موسیٰؑ کی
 امت میں سے جنہوں نے حضرت عیسیٰؑ کے پیغمبر خدا ہونے کا اقرار کیا۔ وہ پھر حضرت عیسیٰؑ کی امت
 کہلائے۔ حضرت نوحؑ کے ساتھ ان کے وہی ساتھی طوفانِ نوحؑ سے بچا لیے گئے تھے جو ان پر ایمان
 لائے تھے۔ وہ ان کے امتی تھے ان ساتھیوں کی نسل یا آریں نسل میں سے موجودہ ہندو مذہبی قوم
 چونکہ حضرت نوحؑ کے بعد گئے والے دوسرے انبیاء کو اپنا نبی تسلیم نہیں کرتے ہیں اس لحاظ سے
 ہم نے اپنی تحریروں میں ان کو حضرت نوحؑ کی امت یا حضرت نوحؑ کی قوم کہا ہے۔ یہ ایک الگ
 بات ہے کہ حضرت نوحؑ کو بھی ان کی اصل حیثیت کے ساتھ یہ قوم نہیں پہچانتی ہے جس کا اظہار
 ہم ان الفاظ میں کرتے ہیں کہ انہوں نے اپنے نبی کو دیوالاؤں میں گم کر دیا ہے۔



اگر آج کل کے مسلمانوں میں اس اولائے فرض کے سپاہی بننے کا دلولہ نہیں تو کیا
 عجیب کہ اللہ تعالیٰ کسی اور قوم کو زندگی کے میدان میں لائے اور اس سے
 اسلام کا یہ فرض ادا کرائے؟ رسیدیلیمان مذوٹی۔ معارفِ جنوری ۱۹۳۹ء

باب ۱

قرآن میں ہندو قوم کا ذکر

قرآن پر الزام بہت سے ہندو مخلصین جو اسلام سے متاثر ہیں اور قرآن کی عظمت کے مستحق سمجھا ہیں ان کو یہ شکایت کرتے ہوئے ہم نے سنا ہے کہ قرآن میں دیگر قوموں کا ذکر تو ہے لیکن ہمارا ذکر قرآن میں کہیں نہیں ہے۔ ان کی شکایت کا جواب جب ہم طرح طرح کی تادیلوں سے دینے کی کوشش کرتے ہیں تو ذرا غور کیجئے کہ کہیں ہم خود بھی غیر ارادی طور پر یا غیر محسوس طریقے سے قرآن پر یہ الزام عائد کرنے میں شریک تو نہیں بن رہے ہیں؟

شرعی نگار پرشاد ابادھیائے نے عربی میں قرآن شریف کا مطالعہ کر کے اردو زبان میں مصابیح الاسلام کے نام سے جو کتاب لکھی ہے اس کا ایک حوالہ ہم نقل کر رہے ہیں :

”قرآن شریف میں کئی جگہوں پر قویہ کہا ہے کہ خدا مختلف قوموں کی ہدایت کے لیے مختلف نمبروں کو بھیجتا ہے لیکن خصوصاً کسی کا تذکرہ نہیں ہے۔ تماشے کی بات یہ ہے کہ جو پرانی قومیں ہیں اور جن کی تہذیب کی تواریخ ہزاروں سال پرانی ہے جیسے ہندوستان، چین وغیرہ ان کا کچھ بھی اشارہ تک نہیں۔ گویا اس الہام سے جس کو قرآن یا کلام مجید کے نام سے پکارا جاتا ہے عام انسانی جماعت کا کوئی تعلق ہے ہی نہیں.....“

بیشک قرآن کے اولین مخاطب اہل عرب تھے لیکن اگر یہ صرف ۱۴۰۰ سال پرانی کتاب

نہیں ہے بلکہ رہتی دنیا تک کے حالات و واقعات کا اس میں ذکر ہے تو یہ کیسے ممکن ہے کہ اس قوم کا اس میں ذکر نہ ہو جو دنیا کی قدیم ترین مذہبی قوم ہے اور نزولِ قرآن سے ہزاروں سال قبل سے آج تک بہت بڑی تعداد میں دنیا میں موجود ہے۔ یہ قرآن پر ایک الزام ہے۔ کیا ہم نے کبھی ہندو قوم کا نام یا تعارف قرآن میں تلاش کرنے کی کوشش کی ہے ٹھیک ہے۔ قرآن میں لفظ ہندو کہیں نہیں ملتا لیکن کیا لفظ عیسائی یا کر سچین ملتا ہے؟ کیا ہم یہ سمجھ لیں کہ عیسائیوں کا بھی قرآن حکیم میں ذکر نہیں ہے؟ قرآن نے عیسائیوں کے لیے لفظ "نصاری" استعمال کیا ہے دنیا کا کوئی عیسائی اپنے آپ کو نصاریٰ نہیں کہتا لیکن ہم جانتے ہیں کہ نصاریٰ قرآن میں ان لوگوں کو کہا گیا ہے جو آج اپنے آپ کو عیدانی کہتے ہیں۔ ہر سکتا ہے کہ جو قوم آج اپنے آپ کو ہندو کہتی ہے اسے کسی اور نام سے قرآن حکیم نے موسوم کیا ہو۔

قرآن میں سب قوموں کے ناموں کی تحقیق ہی نہیں ہوئی

قرآن پاک میں بہت سی ایسی قوموں کا تذکرہ ملتا ہے جنہیں مفسرین آج تک متعین نہیں کر سکے جیسے اصحابِ انزس اور قومِ بقیع۔ خصوصاً صابئین کا ذکر تو جگہ جگہ کلامِ پاک میں مومنین یہود اور نصاریٰ کے ساتھ اس حیثیت سے کیا گیا ہے جیسے یہ بہت بڑی قوم یا دنیا کے منفرد گروہوں میں سے ایک ہوں۔ مثلاً —

ترجمہ: "بیشک جو لوگ مومن ہیں اور جو یہودی ہیں اور صابئین ہیں ان میں سے جو اللہ پر ادریوم آخر پر ایمان لائیں اور نیک عمل کریں تو ان کے لیے ان کے رب کے پاس اجر ہے نہ ان پر کوئی خوف آئے گا اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔ (البقرہ: ۶۲)

اس آیت میں صابئین کا ذکر مومنین یہودیوں اور عیسائیوں کے ساتھ کیا گیا ہے۔ یہی نہیں بلکہ قرآن پاک میں جہاں جہاں صابئین کا ذکر ہے انہیں بڑی بڑی قوموں کے ساتھ ہے۔ اتنی اہمیت کی حامل قوم جس کا خصوصاً تذکرہ قرآن پاک نے کیا کی بڑی بڑی قوموں کے ساتھ ہی کیا ہے اس کو ہم آج تک تلاش نہیں کر سکے۔ حالانکہ انہیں مسلمانوں، یہودیوں اور عیسائیوں

کی طرح کج سمجھا اٹھانہ آنے والے زمانے میں بھی دنیا کی نمایاں مذہبی قوموں میں سے ہونا چاہیے۔ اگر ہم خود کریں تو تلاش کا دائرہ بہت محدود ہو گیا ہے۔ مسلمان، عیسائیوں اور یہودیوں کے علاوہ دنیا میں کتنی بڑی بڑی مذہبی قومیں اور میناں ہیں انہیں میں سے صاحبین کو ہونا چاہیے۔ اب ذرا ایک اور زاویے سے تلاش کریں۔

قرآن مجید میں شریعت نافذ کرنے والے پیغمبران میں خصوصی اہمیت کے حامل جن پیغمبروں کا ذکر خصوصی اہمیت کے ساتھ بار بار آیا ہے۔ وہ حضرت نوحؑ، حضرت ابراہیمؑ، حضرت موسیٰؑ، حضرت عیسیٰؑ اور پیغمبر آخر الزماں حضرت محمد مصطفیٰؐ ہیں۔ مثلاً دیکھیے۔ ترجمہ: "اور جب ہم تم سے عہد لیا اور آپ سے اور نوحؑ اور ابراہیمؑ اور موسیٰؑ اور عیسیٰؑ ابن مریم سے اور ہم نے ان سے پختہ عہد لیا۔" (سورہ احزاب: ۷)

ترجمہ: "اللہ نے تم لوگوں کے لیے وہی دین مقرر کیا جس کا اس نے نوحؑ کو حکم دیا تھا اور جس کو ہم نے آپ کے پاس وحی کیا ہے اور جس کا ہم نے ابراہیمؑ اور موسیٰؑ اور عیسیٰؑ کو بھی حکم دیا تھا۔" (سورہ شوریٰ: ۱۳)

ہم دیکھتے ہیں کہ کلام پاک میں جن بڑی بڑی قوموں کا ذکر ایک ساتھ آیا ہے وہ مسلمان، عیسائی، یہودی اور صاحبین ہیں اور جن صاحب شریعت رسولوں کا تذکرہ جگہ جگہ ایک ساتھ آیا ہے وہ رسول اکرم حضرت محمدؐ، حضرت عیسیٰؑ، حضرت موسیٰؑ اور حضرت نوحؑ ہیں۔ ان میں سے مسلمان حضرت محمدؐ کو اپنا آخری پیغمبر تسلیم کرتے ہیں، عیسائی حضرت عیسیٰؑ سے اور یہودی حضرت موسیٰؑ سے منسوب قوم ہیں لیکن صاحبین ہ ہم نہیں جانتے۔

پھر سوچیں! حضرت محمدؐ کے امتی مومنین ہیں۔ حضرت عیسیٰؑ کے ماننے والے عیسائی، حضرت موسیٰؑ کی قوم یہودی اور حضرت نوحؑ کی قوم ہ کسی کو معلوم نہیں کہیں انہیں کی قوم کو تو صاحبین نہیں کہا گیا ہے؟

حضرت ابراہیمؑ کی قوم میں یہودی، عیسائی اور مسلمان سب شامل ہیں کیونکہ سب ان پر ایمان لاتے ہیں اور دنیا میں کوئی ایسا قوم نہیں ہے جو حضرت ابراہیمؑ پر تو ایمان لائے اور ان کے بعد آنے والے کسی اور نبی پر ایمان نہ لاتی ہو۔

حضرت نوح کی قوم ہی صابئین ہیں | تفسیر ابن کثیر میں عبدالرحمن بن زید کا یہ قول درج ہے کہ صابئین اپنے آپ کو

حضرت نوح علیہ السلام کے دین پر بتاتے تھے۔

صابئین کے بارے میں حضرت عمرؓ، امام ابو حنیفہؒ، امام احمدیؒ، ابوالزنادؒ، قرطبیؒ، طبرانیؒ، ابن تیمیہؒ، امام غزالیؒ، امام ماغبؒ، معالمؒ، ابن جریرؒ، ابن کثیرؒ، امام سیوطیؒ، علامہ شوکانیؒ، ابن کثیرؒ، بیضاویؒ، عبدالمجید دیابادھیؒ اور سید سلیمان ندویؒ کے مختلف اقوال اپنی تشریحات کے ساتھ ہم ذیل میں اکٹھا کر رہے ہیں۔

۱۔ عراق کے اس مقام کے رہنے والے لوگ تھے جہاں ابراہیمؑ پیدا ہوئے تھے۔ حضرت اہلیم کے مقام پیدائش آذربائیجان، ہندوستانی تہذیبوں، ہڑپا اور موہن جو دڑو کے کھنڈرات کی کھدائی سے یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ دونوں تہذیبوں کے درمیان بہت قریبی روابط تھے۔
۲۔ اہل کتاب تھے (یہ تو قرآن میں صابئین کے تذکرے سے بھی اندازہ ہوتا ہے کہ ان کا ذکر جگہ جگہ آسانی کتاب رکھنے والی قوموں کے ساتھ ہی آیا ہے۔ صابئین کے پاس حضرت نوحؑ کون سے حیثیت لائے اس پر ہم آئندہ صفحات میں بحث کریں گے۔)

۳۔ لا الہ الا اللہ کہتے تھے لیکن مشرک تھے۔ (اس کا ذکر ہم آئندہ صفحات میں کریں گے کہ ہندو مذہب کا کلمہ بھی لا الہ الا اللہ ہے۔)

۴۔ یمن کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے تھے (یہ بات بھی تہذیبوں کے مطالعہ سے ثابت ہو چکی ہے کہ ہندوستانی مذہب کے لوگ بہت بڑی تعداد میں یمن میں آباد تھے۔ وہاں آج بھی شام اور ہند نامی قلعے موجود ہیں۔)

۵۔ صابئین علمی (غیر عرب) نام ہے عربی نہیں۔

۶۔ فرشتوں کی بھاری قوم تھی (ہندو مذہب میں بہت سے دیوتاؤں کا تصور فرشتوں کا تصور ہے اور وہ ان کی پوجا کرتے ہیں)۔

۷۔ جماعت ساز گان اور نجوم کے معتقد تھے۔ (اقوام عالم میں شاید کسی قوم کو

نجوم میں اتنی دلچسپی نہیں رہی ہے اور نہ ہی جتنی ہندوستانی ہندو قوم کو ہے۔

۸۔ ستاروں کی پوجا کرنے والے (مختلف ستاروں اور سیاروں کی پوجا کا تصور موجودہ ہندو مذہب کا جزو ہے)۔

۹۔ آگ کی پوجا کرنے والے (آگ کی پوجا ہونے شادی، الٹھی وغیرہ میں ہندو قوم میں رائج ہے)۔

۱۰۔ زرتشت ایرانی النسل رہے۔ لگ بھگ آگ کے سبب ہی تھے اور ہندو بھی ہیں۔ یہ بھی آریں تھے اور ادھر سے ہی آریں ہندوستان میں آئے۔

۱۱۔ مذہب ہندو میں کئی مرتبہ غسل کرنے والے۔ رزمیہ دنیا میں غسل کی اہمیت شاید سب سے زیادہ ہندو مت ہی میں ہے۔ ان کی کوئی پوجا اشران کے بغیر نہیں ہوتی۔ اس کے علاوہ مختلف موقعوں پر اجتماعی اشران بھی ہوتے ہیں)۔

۱۲۔ ایک دین سے نکل کر دوسرے دین میں داخل ہونے والے یہی ہندو قوم دین اسلام قبول کرے گی۔ یہ ہم پچھلے باب میں ثابت کر چکے ہیں)۔

۱۳۔ مائل ہونے اور جھکنے والے رتبہ دینی قوم کے لیے احادیث میں اسی قوم کی طرف اشارہ ہے۔ یہ پچھلے باب میں آچکا ہے)۔

اتنے متضاد اور مختلف تصورات صابین کے بارے میں ہمارے مفسرین و علماء کے ہیں اور بہت تعجب کی بات ہے کہ وہ سب کے سب ہندو قوم پر فٹ ہوتے ہیں۔ چاہے مختلف ادوار میں مختلف مفسرین الگ الگ قوموں کو صابین سمجھتے رہے ہوں لیکن اس دور میں یہ سب خصوصیات اس قوم میں ایک ہی جگہ پائی جاتی ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ مندرجہ بالا خصوصیات یا عقائد رکھنے والی تمام جماعتیں ماضی میں نقل مکانی کر کے ہندوستان میں اکٹھی ہو چکی ہوں۔ ہم نہیں سمجھتے کہ اب بھی کسی شک و شبہ کی گنجائش اس امر میں باقی ہے کہ صابین کون ہیں۔ یہ ہو سکتا ہے کہ پچھلے ادوار میں مختلف گروہوں پر صابین کی تعریف صادق آتی ہو۔ لیکن کم از کم موجودہ دور میں صابین سے مراد کون سی قوم ہے۔ یہ روز روشن

کی طرح عیاں ہے ۔

بات نامکمل رہ جائے گی اگر ہم یہاں یہ نہ ذکر کریں کہ حضرت شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ بھی صاحبین کو آدین نسل ہی مانتے تھے ۔ ثبوت کے طور پر ملاحظہ ہوں مندرجہ ذیل حوالے —

..... مسیح مقرر ایسے بزرگ تھے جنہوں نے اس تعلیم کو غیر اسرائیلی لوگوں میں بالفاظ دیگر صاحبین یا آدین قوموں میں بھی پہنچانے کی کوشش کی ۔ ۱

..... ایران اس زمانے میں آدین یعنی صابی قوموں کا مرکز بن چکا تھا ۔ اس سے پہلے ہندوستان کو یہ مرکزیت حاصل تھی ۲

اور مولانا سید سلیمان ندویؒ کی گواہی بھی دیکھ لیجئے کہ وہ صاحبین کو قدیم ہندوستانی باشندے تسلیم کرتے تھے ۔

..... مغضوب اور خال میں طرح اہل کتاب میں ہیں ، اپنی اپنی مزاجی کیفیت کی بنا پر وہی صہر تیس متابعت شیعہ اہل کتاب میں بھی ہیں جن کی دو جماعتوں سے ہم کو قرآن نے واقف کرایا ہے اور وہ مجوس اور صاحبین ہیں جن میں ایران قدیم اور ہند قدیم کے باشندے بھی داخل ہیں ۳

آخر میں یہ بھی سمجھ لیں ایک بہت ہی قلیل تعداد کا فرقہ عراق اور شام میں پایا جاتا ہے جو اپنے آپ کو مسمی کہتا ہے ۔ یہ لوگ حضرت یحییٰؑ کے بعد کے کسی بنی کو تسلیم نہیں کرتے ۔ حضرت عیسیٰؑ کو بھی نہیں مانتے ۔ حضرت یحییٰؑ سے پہلے کے انبیاء کو مانتے ہیں ۔ اس کا امکان ہے کہ قرآن نے صاحبین ان کو بھی کہا ہو ۔ لیکن سید سلیمان ندویؒ جیسے محقق اور مولانا عبید اللہ سندھیؒ

۱۔ رسالہ الفرقان ، بریل ، شاہ ولی اللہ فیر ، ص : ۳۰۳

۲۔ رسالہ الفرقان ، بریل ، شاہ ولی اللہ فیر ، ص : ۳۰۰ مضمون از مولانا عبید اللہ سندھی ۔

۳۔ ماخوذ از خطبہ صدارت مولانا سید سلیمان ندویؒ ، سلامۃ اجلاس جمعیتہ علماء ، بیہی فردری ۱۳۳۲ھ

بحوالہ حکومت الہیہ اور علماء مظفرین ، ص ۳۳۳ ۔ مرتبہ ابو محمد ام الدین رام نگر ، مطبوعہ : مکتبہ نشاۃ ثانیہ ۔

حیدر آباد ۔ ۱۹۳۶ء

جیسے ہر ملک میں گھومنے والے اہل نظر نے صائبین ہندوستانی نسل کے لوگوں کو دیکھا ہے حالانکہ ان دونوں حضرات کے علم میں یہ فرق ضرور ہوگا۔ اس کے علاوہ اس مٹی فریق میں سوائے اہل کتاب ہونے کے اور کوئی وہ خصوصیت نہیں پائی جاتی جن کو مفسرین علماء نے صائبین سے منسوب کیا ہے اور جن کو اسی باب میں ہم نقل کر چکے ہیں۔

ہماری رائے میں قرآن کی مختلف اصطلاحوں کا اطلاق چونکہ کبھی کبھی ایک وقت مختلف گردہوں کے لیے اور کبھی کبھی مختلف زمانوں میں مختلف گردہوں کے لیے بھی ہوتا ہے اس لیے یہ ممکن ہے کہ اس مٹی فرقہ پر بھی قرآنی اصطلاح صائبین کا اطلاق ہو لیکن ہندوستانی مذہبی قوم کا صائبین کے ذیل میں آنا شک و شبہ سے بالاتر ہے۔

..... عالی مرتبت صائبین تمہارے پاس آئیں گے
اور وہ تمہارے ہو جائیں گے۔ وہ تمہارے بعد آئیں گے۔ پاب زنجیر اور
تمہارے سامنے جھک جائیں گے۔ وہ تم سے نہایت عاجزی سے کہیں
گے۔ بے شک خدا کے سوا کوئی خدا نہیں ہے۔

(بائبل۔ یسعیاہ نبی کی کتاب ۴۵: ۱۴)

”وہ سب کے سب شرمندہ اور پشیمان ہوں گے۔ وہ سب جو بت
بنانے والے ہیں، آپس میں شرمندہ ہوں گے۔“

(بائبل۔ یسعیاہ نبی کی کتاب ۴۵: ۱۶)

[باب]

یکسانیت اور ازلی رشتے

رجحانات اور تعلقات کا جائزہ ضروری ہے | عربوں کی روحانی ہلاکت کے بعد آج

ہم کم و دور سے گزر رہے ہیں اس کا تجزیہ ہمارے لیے بہت ضروری ہے۔ ایک قوم چودہ ^{۱۳} سو سال قبل ملک عرب میں تبدیل ہوئی تھی، ایک اب ہندوستان میں تبدیل ہوگی۔ دونوں کے مذہبی رجحانات اور بگاڑ کا تقابل انتہائی ضروری ہے، پھر ہم یہ بھی دیکھیں گے کہ موجودہ ہندومت اور اسلام میں کون کون سی اقدار مشترک ہیں اور یہ بھی کچھ کم اہم نہیں کہ ہم باضی میں عرب اور ہندوستان کے معاشرتی، تمدنی، جغرافیائی اور روحانی تعلقات پر نظر ڈالیں۔ کیونکہ جس قوم کو ہمیں دعوت دینا ہے اسے پہلے ہرنس سے سمجھنا ضروری ہے۔ تو آئیے پہلے جائزہ لیں مشرکین کہ اور موجودہ ہندو قوم کے بگاڑ کا۔

حیرت انگیز مماثلت | حدیث رسول پاکؐ ہے: "اسلام کا آغاز اجنبیت کی حالت میں ہوا اور پھر وہ اسی طرح اجنبیت کی طرف لوٹ جائے گا جیسا

کہ شروع میں تھا۔ پس خوشخبری ہے اجنبیوں کے لیے۔" ^۱ کیا ہم آج اسی غربت اسلام کے دور سے نہیں گزر رہے ہیں جس سے رسول خدا اور فدائیان رسولؐ کی دور میں گزرے تھے۔

وہ سیکڑوں بتوں کی پوجا کرتے تھے۔ یہ قوم ہزاروں بتوں کی پجاری ہے۔

۱۔ مسلم کتاب الامان، باب جوار الاسلام غریبا۔ بحوالہ معارف و فکر از سید جلال الدین عمری ص ۲۱۸

اس وقت سے آج تک کوئی دوسری قوم میں ایسی نہیں ملتی جو سیکڑوں ہزاروں بتوں کی پجاری ہو۔
 وہ اپنی بیٹیوں کو زندہ دفن کرتے تھے۔ یہ اپنی عورتوں کو زندہ جلا رہے ہیں اور اجسٹا
 کے کچھ علاقوں میں آج بھی بیٹیوں کو پیدا ہوتے ہی قتل کر دیا جاتا ہے۔

وہ رسول خدا کے پاس باہمی رضامندی (COMPROMISES) کے فارمولے لاتے تھے کہ تم
 ہمارے بتوں کو برا نہ کہو، ہم تمہارے خدا کو تسلیم کیے بیٹے ہیں۔ اس قوم کے افراد وقتاً فوقتاً ایسے
 فارمولے (COMPROMISES) ہمارے سامنے پیش کرتے رہتے ہیں کہ ہر دم کی اچھی باتیں لے کر
 انسانیت کے مذہب کو مانو۔ دنیا کے کسی دوسرے دینی اور لادینی مذہب کے پیرو، یہودی، عیسائی
 یا کیرسٹنٹ ایسا نہیں کرتے۔ وہ صرف اپنے طریقے کو اچھا کہتے ہیں۔

ان کا بھی ایک گروہ کعبہ کا ننگا طواف کرتا تھا۔ ان کے بھی بعض گروہ ننگے ہو کر اپنی پوجائیں
 کرتے ہیں۔

ان کے مخالف گم تھے زمرہ ابراہیم کا کہیں پتہ نہ تھا۔ ان کا نبی کھویا ہوا ہے۔ (صدا)
 کو یہ ایشیاء والی یعنی کلام خدا کہتے ہیں لیکن یہ کس پر نازل ہوئے انھیں نہیں معلوم)۔
 کیسی حیرت انگیز مماثلت ہے ان دونوں قوموں کے مذہبی رجحانات میں، جن کے درمیان ناخوشیوں ہیں اور
 جن کے درمیان رسول اکرم کو آس کئی دور میں مبعوث کیا گیا تھا۔

عقائد کے بگاڑ کے جس آخری درجہ پر رسول اللہ کی بہشت کے وقت مشرکین مکہ پہنچ گئے
 تھے ٹھیک اسی طرح موجودہ ہندو قوم عقائد کے بگاڑ کی آخری اتہار پر پہنچ چکی ہے۔ تاریخ کے اپنے آپ
 کو دہرانے اور اس قوم کی تبدیلی کے لیے انتخاب کیے جانے پر حیرت نہیں ہونی چاہیے۔ اہل مکہ کے بحیثیت
 مجموعی اسلام میں داخل ہونے سے چند برس قبل تک کوئی اس کا تصور بھی نہیں کر سکتا تھا۔ صرف
 قادر مطلق کی پیشین گوئیوں پر فدائیانِ رسول کو یقین تھا اور تاریخ نے دیکھا کہ وہ معجزہ رونما
 ہوا۔ آج بھی اگر پرستھی، انداز پر دیکھنے والوں کو کتنا ہی ناممکن کیوں نہ معلوم ہو، ہم اللہ اور اس کے
 رسول صادق کی پیشین گوئیوں پر مکمل ایمان رکھتے ہیں

ہندو اور مسلمانوں کی مشترک اقدار

ہندو دنیا کی سب سے پہلی شریعت والی قوم ہیں اور مسلم آخری شریعت والی قوم

اور ان دونوں کو حکمت الہی نے ایک ہی ملک ہندوستان میں اکٹھا کر دیا ہے۔

ہندوستان کے تمام مندر اور مسجد شرقاً و غرباً یعنی قبلہ رو تعمیر ہوئے ہیں۔ ڈیو بائس اپنی کتاب میں لکھتا ہے :

”بڑے بڑے منادر کا طرز تعمیر اور ڈھانچہ خواہ وہ نئے ہوں یا پرانے ہر جگہ بالکل ایک اور یکساں ہے۔۔۔۔۔ داخلے کا صدر دروازہ پورب کی سمت میں کھلتا ہے اور یہ ایک ایسی نوعیت ہے جس کا پورا الحانان کے تمام منادر اور معابد میں کیا گیا ہے۔ چلبے وہ بڑے ہوں یا چھوٹے۔۔۔۔۔ مسلمانوں کو تو مسجدوں کی سمت تعمیر کی وجہ معلوم ہے لیکن ہندو نہیں جانتے کہ اس میں کیوں اپنے مندر قبلہ رو تعمیر کیے ہیں۔ مختلف لوگ مختلف توجیہات کرنے کی کوشش کرتے ہیں لیکن صحیح علم کسی کو نہیں ہے۔ کہیں یہ ان کے کعبہ سے دیرینہ تعلق کی بنا پر تو نہیں ہے۔ جسے آج وہ بھول گئے ہیں اور اب خالی رواج باقی رہ گیا ہے اور حقیقت کھو گئی ہے؟

ہندوؤں کی چٹا کارٹھ شمالاً جنوباً ہوتا ہے اور یہی مسلمانوں کی قبروں کا رخ ہے۔

مسلمان حج و عمرہ کے موقع پر کعبہ کے سات طواف کرتے ہیں۔ ہندو شادی بیاہ کے موقع پر اگنی کے سات پھیرے کرکے عید کرتے ہیں۔

مسلمان حج کے موقع پر جو لباس (اترہام) پہنتے ہیں وہ دو عدد بغیر سلی چادروں پر مشتمل ہوتا ہے۔ ایک تہ بند کے طور پر باندھی اور دوسری اوپر اوڑھ لی جاتی ہے۔ ہندو تیرتھ کے موقع پر ہزاروں سال پہلے ہی سے یہی لباس زیب تن کرتے چلے آ رہے ہیں بلکہ یہ لباس ان کے یہاں اتنا مقدس مانا گیا ہے کہ اس کی بدلی ہوئی شکل عام زندگیوں میں مردوں نے دھوئی اور عورتوں نے ساربی کی شکل میں اپنالی ہے۔

حج و عمرہ کے موقع پر مسلمانوں کے لیے بال کتر مانا لازم اور منڈانا افضل قرار دیا گیا ہے۔ ہندو ہزاروں سال قبل سے ہی تیرتھ کے موقع پر اپنے سر منڈواتے چلے آ رہے ہیں۔

مسلمان حج یا عمرہ کے موقع پر جب حالت احرام میں ہوتے ہیں تو ان کے فردوں کو جوتے یا ایسے چپل پہننے کی اجازت نہیں ہوتی جس سے پاؤں کا اوپری حصہ ڈھک جائے۔ موجودہ دور میں ہوائی چپل اس مقصد کے لیے استعمال کیے جاتے ہیں تاکہ چلنے میں دشواری بھی پیش نہ آئے اور پاؤں کے اوپری حصے پر صرف دو تپلی پٹیاں رہیں۔ ہندو ہمیشہ سے تیرتھ کے موقعوں پر لکڑی کی ایسی کھڑاؤں پہنتے آئے ہیں جن کے اوپر کوئی پٹی نہیں ہوتی بلکہ صرف لکڑی کا کھونٹی نما انگوٹھا ہوتا ہے۔

مسلمان عقیقہ کے موقع پر بچے کا نام رکھتے ہیں اور اس کا سر منڈتے ہیں۔ ہندو پہلے ہی سے نام کرن سنکار اور بچے کا نام رکھنے کی مذہبی رسم کے موقع پر اپنے بچوں کا سر منڈتے آ رہے ہیں۔ کیا آپ یہ تصور بھی کر سکتے ہیں کہ رسول خدا نے یہ رسومات چودہ سو سال پہلے ہندومت سے مستعار لی تھیں (نعوذ باللہ) حقیقت یہ ہے کہ اس قوم کا کعبہ سے دیرینہ تعلق ہے اور یہ دنیا کی واحد مذہبی قوم ہے جس نے اپنی روایات کو خرافات کی شکل میں بھی باقی رکھا ہے۔ اگر حضرت نوحؑ نے اپنی قوم کو کعبہ کے تعلق سے یہ رسومات دی تھیں تو حضرت موسیٰؑ اور حضرت عیسیٰؑ نے بھی یقیناً اپنی قوموں کو دی ہوں گی۔ وقت کے لیے سفر میں اصل حقیقت کعبہ گم ہو گئی جس کے بعد دیگر قوموں نے تو ان ظاہری رسومات کو بھی کھو دیا، لیکن اس قوم نے ان رسومات کو کسی نہ کسی شکل میں باقی رکھا۔ اس طرز کی سیکڑوں مثالیں ہیں جنہیں ہم طوالت کی وجہ سے یہاں پیش نہیں کر رہے ہیں۔ لیکن یہ سمجھ لیں کہ یہ اس قوم کی ایک بہت قیمتی صفت ہے۔ اگر ان کی گم شدہ حقیقتیں کسی طرح انہیں واپس دی جاسکیں تو دوسری تمام قوموں کے مقابلے میں ہندو قوم کا اسلام کو سمجھ سکا سب سے آسان ہے۔ حقیقت فراموش ہو کر روایات باقی رہ جانے والی خرابی مسلمان قوم میں بھی پیدا ہو چلی ہے۔ جسے محسوس کر کے ملازمہ اقبالؔ نے کہا تھا ہے

یہ اُمت خرافات میں کھو گئی ، حقیقت روایات میں کھو گئی

لیکن اس امت کی کتاب اور اس کا رسول قیامت تک کے لیے محفوظ ہے۔ مسلمانوں کو کھوئی ہوئی حقیقتیں کتاب اور رسول سے رجوع کر کے واپس ہی جاسکتی ہیں۔ ہندو علماء کے بقول اگر وہ صرف علم خداوندی کا نام ہے کسی خاص کتاب کا نہیں تو پھر یہ کہنا چاہیے کہ ہندو قوم کی کتاب اور رسول دونوں کھوئے ہوئے ہیں۔ ان کی حقیقتیں ہم جب ہی واپس کر سکتے ہیں جب ان کی کتاب اور ان کا رسول ڈھونڈ کر انھیں واپس کر سکیں۔

رشتے ازل سے ہوتے ہیں | رشتے پیدا نہیں کیے جاتے ازل سے قائم ہوتے ہیں صرف جسمانی نہیں ہوتے روحانی بھی ہوتے ہیں۔ ان کا ظہور

چاہے جب بھی ہو۔ یہ اصول صرف انفرادی رشتوں کا ہی نہیں بلکہ قوموں اور گروہوں کا بھی ہے۔ صرف انسانی رشتوں کے لیے ہی نہیں بلکہ حیوانی نباتاتی اور جماداتی رشتوں کا بھی یہی اصول ہے کہ وہ بھی ازل میں یہ ایک الگ تفصیل موضوع ہے جس کے سائنٹیفک ثبوت ہیں۔ اس پس منظر میں آئیے دیکھیں کہ تبدیل ہونے والی قوم اور اس کے مسکن ہندوستان کے حضرت محمدؐ کی جائے پیدائش عرب اور عربی قوم سے کیا رشتے ہیں۔ اس ذیل میں ہم مختلف نامور محققین کی تحریروں کے کچھ اقتباسات پیش کر رہے ہیں۔

مستشرقین میں یمن کی قوم سبائے بھی ہندوستان سے تجارتی تعلقات کو مضبوط کیا تھا۔ مؤرخ جوزف یفس نے لکھا ہے کہ یہی کے قریب سبباً 'مقام سے عبدیلمان میں' جن کا زمانہ ۱۰۰۰ ق م ہے فلسطین سے تجارت ہوئی۔ اسی طرح ہندوستانی ملحد جینیٹ را ایک قسم کا کپڑا اور رومال وغیرہ عرب میں مقبول تھے جن کا ذکر عربی اشعار میں ملتا ہے..... خاندان مورہ کے اندھرا میں تمام کتبات آرامی یعنی عربی طرز میں لکھے ملے ہیں۔ اشوک کے کتبات بھی داہنی طرف سے لکھے ہوئے ملے ہیں۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ آج سے پانچ ہزار سال قبل ہندوستان میں عربی زبان یہ حشر کے دربار میں کیسے رائج ہو گئی اس کا جواب یہ ہو سکتا ہے کہ آج سے پانچ ہزار سال پیشتر اس ملک میں

نہام کامل مولفہ ڈاکٹر محمد اسد صدیقی استاد شعبہ عربی حجازی الامام ابو یوسفؒ۔ بحوالہ فاران سراچی جنوری ۱۹۵۹ء ص ۱۱

ہندوستان کا دورِ گھبراہٹ تھا۔

ہندوستان کی ایک اور جماعت بھی قدیم زمانے سے عرب میں پائی جاتی تھی اس کو عرب مید کہتے تھے۔

..... اصطخری نے لکھا ہے کہ حدودِ سندھ کے تمام شہروں میں کفار کا مذہب بودھ ہے اور ان کے ساتھ ہی ایک قوم ہے جسے مید کہا جاتا ہے۔ جاٹ اور مید کے بعد ہندوستان کی ایک اور قوم عرب میں قدیم زمانے سے پائی جاتی ہے وہ سیابجر یا سیابجر ہے۔ بلاذری نے فتحِ بلدان میں اور ابنِ خلدون نے اپنی تاریخ میں بار بار سیابجر استعمال کیا ہے۔ عرب میں ہندوستان کی ایک اور جماعت زمانہ قدیم سے آباد تھی جسے عرب حمر، حمر، احمر اور احمر کے لقب سے یاد کرتے تھے۔ ۱۷

یہ عجیب حیرت انگیز بات ہے کہ ہند کا لفظ عربوں کو ایسا پیارا معلوم ہوا کہ انہوں نے اس ملک کے نام پر اپنی عورتوں کا یہ نام رکھا۔ چنانچہ عربی شاعری میں یہ نام وہ حیثیت رکھتا ہے جو فارسی میں یلی و شیریں کا ہے۔ ۱۸

تفصیلاتِ محققین کی کتابوں میں بھری پڑی ہیں۔ اردو میں خصوصاً مولانا سید سلیمان ندوی اور مولانا قاضی اطہر مبارکپوری نے عرب و ہند رابطوں پر بہت جامع کتابیں تصنیف کی ہیں یہاں ہم نے بطور نمونہ چند حوالے پیش کیے ہیں جن سے عرب و ہند کے قدیمی روابط کا اندازہ ہو سکتا ہے۔ یہ روابط صرف تمدنی و معاشرتی ہی نہ تھے بلکہ روحانی بھی تھے مثلاً

”محققین کو اس میں کوئی شبہ نہیں کہ اہل عرب بودھ کو ہی ’بودا سیف‘ کہتے تھے۔ ۱۹

۱۷ کفر توڑ۔ مصنفہ دھرم پال۔ لاہور۔ بحوالہ سماجی اوقات ص ۶۹۔

۱۸ نادریل سے غنیل تک۔ مولفہ: قاضی اطہر مبارکپوری۔ بحوالہ ص ۵ جلد ۸۹

۱۹ عرب اور ہند کے تعلقات از سید سلیمان ندوی۔ ص ۱۲-۱۳

۲۰ کتاب الغرہ۔ ابن عربی۔ ص ۳۲۵

بحوالہ عرب و ہند تعلقات از سید سلیمان ندوی۔ ص ۱۱۵

مذہبی روابط اور خصوصاً انبیاء علیہم السلام کی بعثت یا آمد کے سلسلے میں ہمیں متعدد روایات ملتی ہیں۔

آج ایک عام تصور مسلمان ذہنوں میں یہ ہے کہ جن انبیاء کا ذکر قرآن شریف میں ہے۔ ان کا تعلق صرف جزیرہ نمائے عرب سے تھا لیکن یہ دعویٰ کرنے والے حضرات یہ نہیں بتاتے کہ حضرت آدمؑ اور حضرت نوحؑ عرب، مصر، عراق یا شام کے کن حصوں میں دعوت کے لیے مبعوث ہوئے تھے۔ اس سلسلے میں محققین حضرات کو جو کچھ ملا ہے وہ ہم مختصراً پیش کر رہے ہیں۔

حضرت آدمؑ ہندوستان میں | ایک دلچسپ بات یہ ہے کہ شری لنگامیں کوہ سرانڈیپ پر ایک بہت بڑے پاؤں کا نشان

موجود ہے جسے بہت سے مذاہب کے پیرو مقدس مانتے ہیں۔ مسلمان اور عیسائی اسے حضرت آدمؑ کے پاؤں کا نشان بتاتے ہیں، بودھ مذہب کے پیرو اسے گوتم بدھ کے پاؤں کا نشان کہتے ہیں اور ہندو اسے شیو جی کے پیر کا نشان مانتے ہیں۔ یہ عجیب و غریب روایات بالکل بے بنیاد بھی نہیں ہیں ان کی کڑیاں ہیں عربوں کی تاریخ میں بھی ملتی ہیں۔

اہل عرب کا دعویٰ یہ ہے کہ ہندوستان سے ان کا تعلق صرف چند ہزار برس کا نہیں بلکہ پیدائش کے شروع سے یہ ملک ان کا پدری وطن ہے۔ حدیثوں و تفسیروں میں جہاں حضرت آدمؑ کا واقعہ ہے۔ متعدد روایتوں سے یہ بیان آتا ہے کہ حضرت آدمؑ جب آسمان کی جنت سے نکالے گئے تو وہ اسی زمین کی جنت میں جس کا نام ہندوستان جنت نشان ہے اتارے گئے۔ سرانڈیپ (لنگا) میں انھوں نے پہلا قدم رکھا جس کا نشان اس کے ایک پہاڑ پر موجود ہے۔ ابن جریر، ابن ابی حاتم اور حاکم میں ہے کہ ہندوستان کی اس سرزمین کا نام جس میں حضرت آدمؑ اترے، وجنا ہے۔ کیا یہ کہا جاسکتا ہے کہ یہ دجنا، دکھنا یا دکھن ہے جو ہندوستان کے جنوبی حصے کا مشہور نام ہے؟ اب ایک ثبوت تفسیر کی کتابوں سے بھی ملاحظہ فرمائیں۔

ابن عباسؓ نے فرمایا کہ آدمؑ کا نور ہند میں تھا۔

واضح رہے کہ قرآن انجیل اور تورات سے یہ روشنی مفسرین کو ابھی تک نہیں مل سکی ہے کہ حضرت آدمؑ دنیا کی کس خطہ میں آمارے گئے، مندرجہ بالا روایات اور شری شکا میں پاؤں کا کہ نشان سے یہ اشارات ملے ہیں کہ حضرت آدمؑ کی بعثت اس سرزمین میں ہو سکتی ہے۔ حالانکہ یہ روایات ضعیف قرار دی جاتی ہیں، لیکن یہ بات ضرور قابل غور ہے کہ دنیا کے کسی اور خطے کے بارے میں ایسا دعویٰ ہونے کی روایات کبھی ہمیں نہیں ملتیں۔

حضرت نوحؑ ہندوستان میں | قرآن سے ہمیں یہ معلوم ہوتا ہے کہ طوفان نوحؑ کے بعد حضرت نوحؑ کی کشتی جو دمی پہاڑ پر رکھی گئی جو کہ عراق کے علاقے کردستان میں ہے۔ بالیل سے پتہ چلتا ہے کہ کوہ ارات پر ان کی کشتی ٹھہری تھی۔ (جودی پہاڑ کوہ ارات کے سلسلے کی ہی ایک چوٹی ہے)۔ لیکن آج تک مفسرین نے یہ نہیں بتایا کہ کشتی کے اُکنے کے بعد حضرت نوحؑ کا خطہ تبلیغ دنیا کے کون کون سے علاقے رہے اور یہ بھی پتہ نہیں چل سکا کہ طوفان نوحؑ سے پہلے حضرت نوحؑ چوتھو سال تک کہاں رہے۔ توریت سے صرف اتنا معلوم ہوتا ہے کہ حضرت نوحؑ اور ان کے ساتھی طوفان کے بعد بابل میں اکٹھا ہوئے اور وہاں سے پوری روئے زمین پر پھیلے۔

”اس لیے اس کا نام بابل ہے کیونکہ خداوند نے وہاں پر تمام اہل زمین کی زبانوں کو غلط طوط کر دیا تھا۔ اور وہاں سے اُن (حضرت نوحؑ اور ان کے ساتھیوں) کو خدا نے تمام روئے زمین پر پھیلایا۔“ (توریت کتاب پیدائش ۱۰-۹)

قرآن یہ بتاتا ہے کہ تور سے پانی ابلنا شروع ہوا تھا، اور یہاں سے طوفان کی ابتدا ہوئی تھی۔ ترجمہ:- ”یہاں تک کہ جب ہمارا حکم آپہنچا اور تور سے پانی ابلنا شروع ہوا تو“ ہم نے کہا کہ اس (کشتی) میں ہر قسم کے جوڑوں میں سے دو کو چڑھا لو.....“ (ہود: ۴۰)

لفظ تور عربی زبان کا لفظ نہیں ہے۔ فارسی میں اس کے معنی روٹی پکائے جانے والے تور کے ہیں۔ بیشتر مفسرین نے اس لفظ کو انہیں معنوں میں استعمال کیا ہے اور کچھ نے تور سے مراد سطح زمین یا ہے۔ یعنی سطح زمین سے پانی ابلنا شروع ہوا لیکن لفظ تور سے پہلے

قرآن میں الف لام استعمال ہوا ہے جس کا مطلب ہے کوئی مخصوص تنور۔ اس سلسلے میں علماء کی تشریح دیکھئے :

”اور اگر یہ کہا جائے کہ الف لام اَلْتَّنُورِ میں ہے..... اس کا جواب یہ ہے کہ یہ عید نہیں کر نوح کو وہ تنور معلوم ہو۔“

حسن بصری کا بیان ہے کہ وہ تنور پتھر کا تھا اور حضرت خواص میں بوٹیاں پکاتی تھیں پھر وہ حضرت نوح کے پاس آگیا تھا اور ان سے کہہ دیا گیا تھا کہ جب تم دیکھو کہ تنور سے پانی اُبل رہا ہے تو اپنے ساتھیوں کو لے کر کشتی میں سوار ہو جانا۔ ۱۷

”یہ تنور حضرت آدم کا تھا۔ یہ بات مولانا محمد نعیم صاحب مراد آبادی نے بھی اپنی تفسیر میں لکھی ہے۔ پہلے ہم تفسیر فتح القدیر سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا یہ قول نقل کر ہی چکے ہیں کہ حضرت آدم کا تنور ہند میں تھا۔ آئیے اب ایک اور رخ سے دیکھیں۔“

لفظ تنور پر بہت سے اقوال اکٹھا کرتے ہوئے علامہ شوکانیؒ نے لکھا ہے :

”..... آنحوال قول یہ ہے کہ وہ ایک مقام ہے جو ہند میں ہے....“ ۱۸

یہاں یہ بات دلچسپی سے خالی نہ ہوگی کہ جب ہم نے ہندوستانی ریلوے ٹائم ٹیبل میں تلاش کیا تو ہمیں تنور (TANUR) نام کا ایک مقام صوبہ کیرالہ میں ملا۔ اور نقشہ میں تلاش کیا تو معلوم ہوا کہ کیرالہ کے ملاپورم (MALAPPURAM) ضلع میں ساحل سمندر پر تنور واقع ہے۔ یہ ہندوستان کے مغربی ساحل پر ہے جو بحیرہ عرب کے ذریعہ عرب سے جدا ہوتا ہے۔ روایات کی روشنی میں کیا یہ قیاس کیا جاسکتا ہے کہ یہ وہی مقام ہے جہاں سے سیلاب نوح کے شروع ہونے کا ذکر قرآن نے کیا ہے؟ اس سے دوسرے تمام اقوال کی تطبیق بھی ہو جاتی ہے۔ یعنی ساحل سمندر پر جو مقام تنور ہے وہاں سطح زمین سے پانی اُبلنا شروع ہوا تھا اور یہی مقام حضرت آدم کا تنور کہلاتا تھا۔

۱۷ باب فتاویٰ، ج ۳ ص ۱۸۹۔ طبع مصر ۱۳۳۵ھ۔ بحوالہ لغات القرآن مؤلف مولانا عبدالرشید نعمانی

ندوة المصنفین۔ دہلی ۱۳۳۵ھ

۱۸ تفسیر فتح القدیر۔ جلد دوم۔ ص ۴۷۳

یہ نظر میں رہے کہ ہندوستانی قوم سے حضرت نوح کا زبردست تعلق بحیثیت 'منو' کے ہم پچھلے منعمات میں پودے و ثوق کے ساتھ ثابت کر چکے ہیں۔ پیچھے بیان کردہ حسن بصریؒ کے قول سے کہ جب تم دیکھو کہ تنور سے پانی ابل رہا ہے تو اپنے ساتھیوں کو لے کر کشتی میں سوار ہو جانا؛ اور ان دوسری تمام روایات سے جن میں کہا گیا ہے کہ یہ تنور حضرت آدمؑ کا تھا اور ہند میں تھا یہ ثابت ہوتا ہے کہ حضرت نوحؑ طوفانِ نوح سے قبل ہندوستان میں تھے۔ اب طوفان کے بعد پر غور کریں۔

نرسنگھ اگر وال نے اپنی کتاب میں لکھا ہے کہ آریں قوم ہندوستان میں منو (حضرت نوحؑ) کے ساتھ آئی۔

”آریں جن کو ہندوستان میں فاد منو لے کر آئے تئوں کی پوجا نہیں کرتے تھے؟“
و گجرات کے ایک قانون دان اور محقق ایم۔ زماں کو کھرانے برسوں کی تحقیق کے بعد انکشاف کیا ہے کہ آدمؑ ثانی خاکِ گجرات میں محوِ ستراحت ہیں۔ ان کے دعوے کی بنیاد دو سو چالیس فٹ چوڑا ایک قدیم ترین مزار ہے جو گجرات کے اسی تاریخی شہر سے پچیس میل دور موضعِ بڑیلہ شریف کے نواح میں صدیوں سے مرجعِ خلایق ہے۔ لگاؤں سے تقریباً ایک فرلانگ جنوب میں گھنی جھاڑیوں اور سایہ دار درختوں سے ڈھکی ہوئی اس نوگزی قبر کے بارے میں عام تاثر ہے کہ یہاں حضرت نوحؑ کے بیٹے یا پوتے حضرت قبیط کا دفن ہے۔ لیکن ایم۔ زماں کو کھرانے علم کشف القبور کے دولہاء..... کی روایت سے ثابت کیا ہے کہ یہ قبیط انہیں بلکہ خود حضرت نوحؑ ہیں.....“

بہت سے دیگر علماء کشف القبور اور بزرگان کے حوالے تائید میں بیان کرنے کے بعد آگے لکھا ہے:

”بڑیلہ شریف ایک سرحدی گاؤں ہے اور گجرات سے پانچ میل دور جانبِ شمال مشرق

قصہ انڈہ کے نزدیک واقع ہے۔ یہاں سے وادی چھدب کا علاقہ شروع ہو جاتا ہے اور دریائے چناب اور تومی اس کے قریب ہی بہتے ہیں۔ تقسیم سے قبل ہندو مزار کو منومہرست کے نام سے پکارتے تھے۔ منومہرست سنسکرت کا لفظ ہے اور اس کا مطلب کشتی والا ہے۔ عبرانی لفظ نوح سے بھی یہی معنی اخذ کیے جاتے ہیں۔ سنسکرت کی قدیم کتابوں میں درج ہے کہ آدم کا ایک بیٹا چنگہ پچھیر و سمیٹ کر کشتی پر بھلا تا ہے۔ طوفان نوح کا ذکر آریاؤں کی قدیم مذہبی کتابوں میں آیا ہے اور اس حوالے سے ثابت ہوتا ہے کہ اوائل ہی میں نوح کی اولاد برصغیر ہند تک پھیل ہوئی تھی۔ آئینہ گجرات میں درج ہے کہ گجرات کے باشندے حضرت نوح کے بیٹے حام کی اولاد ہیں اور حامیوں نے کشمیر کے نواح میں بڑی بڑی عمارتیں اور خلافت تعمیر کرائے تھے مگر در زمانہ سے لحد حام کے آثار بھی مٹ چکے ہیں لیکن شہروں اور مزارات کی صورت میں ان کی آمد کے نشانات یہاں کے وسیع و عریض علاقے میں پھیلائے ہوئے ہیں۔ بڑیلہ شریف کے نواح میں مٹی کے بڑے بڑے تودے اور ٹیلے اس امر کے گواہ ہیں کہ یہاں کبھی اولاد آدم کی مالیشان بستیاں ہوں گی؟ ۱

اس تحقیقاتی مقالے کے مندرجہ بالا اقتباسات کے بعد اب ذرا یہ بھی دیکھیں۔
 یا قوت تومی نے لکھا ہے کہ بوقیر بن یقطن بن حام بن نوح کی اولاد میں سندھ اور ہند دو بھائی تھے جن کے نام سے یہ دونوں ملک مشہور ہوئے۔ ۲
 ان نام روایات اور تحقیقات سے کیا اس قیاس کو تقویت نہیں ملتی کہ طوفان نوح سے قبل اور بعد میں بھی حضرت نوح کا تعلق ہندوستان سے رہا تھا؟

حضرت آدم اور حضرت نوح سے متعلق مندرجہ بالا روایات اور تحقیقاتی تحریروں کو اگر آپ علیحدہ علیحدہ دیکھیں تو ان میں سے چند یا ہر ایک کو ضعیف کہہ لیں لیکن اکٹھا ہونے کے بعد ان کی حیثیت قوی اور مستند بن جاتی ہے۔ پھر یہ بھی غور طلب ہے کہ کسی اور ملک میں ان انبیاء کی بعثت

۱۔ لفظ نام تومی جنگ ۲۔ اپنی حاشیہ ۳۔ در نامہ نصف جید آباد۔

۲۔ خلافت راشدہ اور ہندوستان از قاسمی اطہر مبارکپوری مطبوعہ بحوثہ المصنفین دہلی ۱۳۵۷ھ ۲۵

یا وفات کے دعوے ہیں نہیں ملتے۔ اس کے علاوہ اگر ان تمام محققین نے ایک ہی حقیقت پر اپنی اپنی جگہ افسانے گڑھ لیے تو یہ بڑی عجیب بات ہے کہ عربوں نے بھی حضرت آدم اور حضرت نوح کے ہندوستان ہی سے متعلق ہونے کے افسانے گڑھے اور چین، روس، جاپان، یورپ، امریکہ یا آسٹریلیا سے متعلق نہیں گڑھے۔

ویسے بھی اس میں تعجب کی کیا بات ہے۔ اس دور کے انسانوں کے قد ساٹھ ساٹھ میٹر لمبے اور عرس ایک ایک ہزار سال کی ہوتی تھیں۔ ایسے انسان اپنی عمریں اگر دنیا کے ہر خطے سے گزریں ہوں تو یہ کوئی حیرت کی بات نہیں۔ لمبی عمروں کی روایات تو بہت عام ہیں۔ لمبے قد کے لیے صحیح بخاری میں کتاب الانبیاء صلوات اللہ علیہم میں حضرت ابوہریرہؓ سے مروی حدیث دیکھو، جاسکتی ہے جس میں ہے کہ حضرت آدمؑ کا قد ساٹھ ذراع رمیٹر تھا۔ اس وقت سے اب تک لوگوں کا قد برابر گھٹتا آرہا ہے۔
حضرت موسیٰ و دیگر انبیاء ہندوستان میں
 جی ہاں! حضرت آدمؑ و نوحؑ ہی نہیں، دیگر بہت سے انبیاء کی ہندوستان میں آمد یا موجودگی کی بہت سی روایات موجود ہیں جن میں کچھ کا ذکر ہم ذیل میں کر رہے ہیں۔

۱۔ محققین کو اس میں کوئی شبہ نہیں کہ اہل عرب بودھ کو ہی بودا سنف کہتے تھے؟
 اس دور کے ایک نامور عالم مولانا مناظر احسن گیلانی مرحوم کو مہاتما بودھ میں نبوت کا پرتو نظر آتا تھا اور وہ کلام مجید کے ذوالکفل اور کپل دستاؤ کو ایک ہی شخصیت قرار دیتے تھے؟
 اے این کنگسم کی آثار قدیمہ کی ۶۲-۱۸۶۲ء کی رپورٹ کے ذکر سے کے ذیل میں ہیں یہ

مقام ہے :
 کنگسم نے اجداد میں ان تودوں کی تفصیل بتاتے ہوئے لکھا ہے کہ سنی اور بکیر پر بتوں کے درمیان مسلمانوں کا ایک مذہبی مقام ہے جو مشرق سے مغرب تک ۶۴ فٹ ہے۔ اور

ہم فٹ چڑھائے اور اس میں دو مزار ہیں جنہیں حضرت شیت اور حضرت ابوب سے منسوب کیا جاتا ہے۔
 ہندوستان کی سرزمین بھی خدا کے پیغمبروں سے خالی نہیں رہی ہے۔ حضرت مجدد الف ثانیؒ
 جیسے بزرگ تک جو عقائد میں بڑے متشدد ہیں ہندوستان میں بعثت انبیاء کے قائل ہیں اور ان
 کو یہاں کے بعض شہروں میں نور نبوت نظر آیا تھا۔ ۱۷
 ایم زمان کو مکھراجن کا ذکر ہم روزنامہ قومی جنگ رام پور کے حوالے سے کر چکے ہیں ان کے بارے
 میں اخبار مزید لکھتا ہے،

ایم زمان کو کھرانے مزار نوح یا فرزند نوح کے مرقد کے علاوہ وسیع و عریض قبروں کی نشاندہی
 کی ہے ان کے بقول موضع چوگالی میں حضرت خانوخ کنانی تھے اور وہ حضرت یوسف کے بیٹے
 تھے۔ آئینہ گجرات میں درج ہے کہ قاضی سلطان محمود نے علم کشف القبور کے ذریعہ گجرات کے آس
 پاس متعدد مزارات کی نشاندہی کی ہے۔ ان کا دعویٰ ہے کہ یہ تمام قبریں ان تمام انبیاء جنہیں اسرائیل
 کی ہیں جو اولاد موسیٰ و عمران میں سے تھے۔ قدیم تاریخی حوالوں سے اندازہ ہوتا ہے کہ گجرات، علم و
 فضل کے اعتبار سے خطہ یونان ہی نہیں بلکہ روحانیت کی نسبت سے پیغمبروں کا مدفن بھی ہے۔
 روال شریف کے مقام پر ایک مزار موجود ہے جس کی لمبائی مام قبر سے کئی فٹ زیادہ ہے۔ اس کے
 بارے میں یہ کہا جاتا ہے کہ یہاں آدم کے بیٹے شیت کی اولاد میں سے ایک بزرگ دفن ہیں۔ پیرنگر
 میں ہمالان کی ایک تربت ہے۔ سخت نصر کے حملے کے دوران اپنے بیٹے سمیت قید ہو گئے تھے
 اور بابل میں اسیری کے، برس گزارنے کے بعد بند کی طرف چلے آئے تھے۔ ان کے جد امجد حضرت،
 ہاروت ہیں۔ قصبہ نانڈا میں ایک اسرائیلی سردار نقیب خوشی کی قبر ہے۔ دریائے تومی کے کنارے سلطان
 طینوس اور فناؤس کی قبریں ہیں۔ یہ دونوں بزرگ حضرت ابراہیم کے بیٹے افراسیم کی اولاد
 میں سے بیان کیے جاتے ہیں۔ سلطان سیاؤوش کے بارے میں یہ مشہور ہے کہ وہ حضرت داؤد
 کے فرزند ہیں۔ ایک نوگزی قبر موضع رنڈہ میں بھی ہے۔ ان قبروں اور قبروں پرانی قبروں

سے سلم اٹھیا (اردو)، اپریل ۱۹۹۸ء ص ۱۵۷ ۱۵۸ مکتوبات جلد اول۔ مکتوب نمبر ۲۵۵۔ بحوالہ اسلام
 میں دوسرے مذاہب اور اہل مذاہب کی حیثیت؟ از شاہ معین الدین آذمذوی، مطبوعہ: رسالہ معارف ۹۵ ص ۱۵۷

نے اگر اپنے تقدس اور احترام کو برقرار رکھا ہو ہے تو اس بارے میں یہی کیا جاسکتا ہے کہ یہ پیغمبروں کے معجزات ہیں۔" لے

حضرت موسیٰ کے بارے میں ہندوستان کی جین قوم کی روایات میں یہ ملتا ہے کہ وہ ہندوؤں تشریف لائے تھے۔

اگرچہ حضرت آدم و نوح کے ضمن میں بیان کردہ روایات کے مقابلے میں مندرجہ بالا روایات کی حیثیت اور زیادہ کمزور ہے لیکن پھر بھی کیونکہ روایات موجود ہیں اس لیے ہم نے مختصراً بیان کر دیں۔

حضرت عیسیٰ ہندوستان میں | حضرت عیسیٰ کی ہندوستان میں آمد کے بارے میں کشمیر اور لداخ میں بہت سی روایتیں مشہور ہیں

روسی اور انگریزی محققین نے بھی اس کا ذکر کیا ہے۔ ذیل میں ہم ہندی زبان کے مشہور رسالے کا دبئی (مارچ ۱۹۵۷ء) میں چھپے اچاریہ رجنیش کے ایک مضمون "عیسیٰ کی نامعلوم زندگی" (ईसा का अज्ञात जीवन) سے کچھ اقتباسات نقل کر رہے ہیں۔ (ترجمہ ہندی سے اردو)

"..... ہندوستان کے پاس یہ یقین کرنے کے کئی ثبوت ہیں کہ عیسیٰ کشمیر میں ایک بدھ مٹھ میں ٹھہرے رہے۔ کشمیر میں کہانیاں مشہور ہیں کہ عیسیٰ وہاں تھے ... مراقبے میں غرق تھے پھر وہ یروشلم میں ظاہر ہوئے اسی وقت وہ تیس سال کے تھے۔"

ایک فرانسیسی مصنف اپنی کتاب "جنت کا سانپ" (The Serpent Of Paradise) میں کہتا ہے۔ "کوئی نہیں جانتا کہ تیس سال کے ہونے تک انھوں نے کیا کیا اور کہاں رہے۔ ایک روایت کے مطابق وہ کاشمیر میں رہے تھے؟"

"..... روسی سیاح نکولاس فیروچ جو کہ قریب ۱۸۸۰ء کے آس پاس ہندوستان آیا تھا۔ لداخ گیا۔ وہاں وہ بیمار پڑ گیا اور مشہور ہنسیس گیمبا میں رہا۔ گیمبا میں اپنے قیام کے دوران وہ متعدد بدھ گرنتمہ پڑھ گیا اس نے ان بدھ گرنتموں میں عیسیٰ کا ان کی تعلیمات اور

۱۷ روزنامہ قومی جنگ۔ ام ۱۲ سہ ماہی ۱۳۹۱ھ

ان کے لداخ کے سفر وغیرہ کے بارے میں کافی بیان پایا۔ بعد میں اس نے ایک کتاب شائع کی۔ اس میں عیسائی کے لداخ اور مشرق کے دوسرے ممالک کے سفر سے ملحق بیانون کا ذکر کیا ہے۔ یہ بیان کیا گیا ہے کہ لداخ میں عیسائی اونچے پہاڑوں کے دروں میں سے گزر کر برقیلے راستوں و پہاڑوں کو پار کرتے ہوئے کشمیر میں پہلکام پہنچ گئے۔ وہ پہلکام (گڈریہ گاؤں) میں کافی لمبے عرصے اپنی بحیرہ بکریوں کی دیکھ بھال کرتے رہے۔ یہاں عیسائی کو اسرائیل کی کچھ کھوئی ہوئی قوموں کے نشانات ملے ایسا بیان ملتا ہے کہ عیسائی کے قیام کے بعد سے ہی یہ گاؤں پہلکام کے نام سے پکارا گیا۔ پہل ہکا کشمیری زبان میں مطلب ہے گڈریہ اور 'کام' کا مطلب 'گاؤں'۔ بعد میں سری نگر جلتے ہوئے عیسائی آرام کے لیے رُکے اور اسٹکم (इस्मकम) مقام پر انھوں نے اپدیش دیئے۔ یہ گاؤں بھی اسٹکم (عیسائی کے آرام کی جگہ) نام سے ان کے پیچھے ہی پکارا جانے لگا۔ ۱۰

اسی ہندی رسالے کا دہمینی کے دسمبر ۱۹۰۱ء کے شمارے میں شانتی نیج ہری دوارا لکھیا مضمون "مستی لاما کی قربت میں عیسائی" (इसा में सान्निध्य के लामा के संबंध में)

کے عنوان سے چھپا ہے۔ اس کے اقتباسات بھی ہم نقل کر رہے ہیں۔ (ترجمہ ہندی سے اردو) "یہ تیس سال عیسائی نے کہاں اور کس طرح گزارے" یہ جاننے کے لیے عالموں نے کافی ریسرچ کی ہے۔ ریسرچ اسکالروں میں سب سے آگے ہیں روسی عالم نورودچ، جنھوں نے لگا تار چالیس سال تک مختلف ملکوں کا سفر کر کے ریسرچ کی اور اپنے نتائج کو ۱۸۹۶ء میں "عیسائی کی نامعلوم زندگی" (Unknown Life Of Jesus) نامی کتاب کی شکل میں شائع کر دیا۔ نکولس نورودچ اپنے تحقیقاتی سفر کے دوران تبت بھی گئے اور انھوں نے تبت کے نموس بودھ ومار میں تار کے پتوں پر لکھا ہوا ایک قدیمی گرتھ دیکھا۔ نورودچ نے اس بودھ ومار میں گزارے عرصہ کا بیان اس طرح لکھا ہے۔ "میں جب ایک گھما میں گیا تبت وہاں ایک لانا نے مجھے ایک ایسے پیغمبر کے بارے میں بتایا جسے وہ بودھ کا ہی ایک روپ مانتا تھا۔ لانے اس پیغمبر کا نام عیسائی بتایا اور کہا کہ ہم لوگ عیسائی کا نام بڑی عزت کے ساتھ لیتے ہیں۔ ان کے بارے میں نہ یہ لفظ ہندی میں اس طرح کہلاتا تھا۔ عیسائی اور مقام سے بنا ہوا معلوم ہوتا ہے۔"

ہمیں زیادہ معلومات نہیں ہے۔ لیکن بڑے لاما کچاس ایک قدیمی گرنٹھ ہے جس میں عیسیٰ کے بارے میں بہت کچھ لکھا ہے کسی طرح نوردوچ نے وہ قدیمی گرنٹھ دیکھنے اور اس کی تصویر تارنے میں کاپیائی حاصل کر لی۔ اس گرنٹھ میں ۱۴ باب اور ۲۴ اشلوک ہیں۔ گرنٹھ میں عیسیٰ کے بارے میں جو بیان ملتا ہے وہ اس طرح ہے۔ عیسیٰ یگان حاصل کرنے کی غرض سے ہندوستان آئے۔ ان دنوں یروشلم کے سوداگروں کے قافلے تجارت کے لیے یہاں آیا کرتے تھے۔ عیسیٰ بھی ایک تجارتی قافلہ کے ساتھ سندھ ہوتے ہوئے ہندوستان آئے تھے..... عیسیٰ سب ہی انسانوں سے محبت کرتے تھے۔ اور انھیں بھی دلشاد شورو سبھی پیار کرتے تھے۔ ان دنوں وہ جگن ناتھ پوری میں ٹھہرے ہوئے تھے۔ جگن ناتھ مندر کے سجادوں کو یہ پتہ چلا کہ عیسیٰ شوروں سے بھی ملے ہیں تو وہ ان سے ناراض رہنے لگے۔ عیسیٰ کو جب سجادوں کی ناراضگی کا پتہ چلا تو وہ جگن ناتھ مندر چھوڑ کر راج گڑھ چلے گئے..... چھ سال وہاں رہے اس کے بعد نیپال ہوتے ہوئے تبت پہنچے۔ سو سال تک اس طرح سفر کرتے ہوئے ایران کے راستے سے اپنے وطن لوٹ گئے۔ تبت کے سفر کے دوران انھوں نے چند سال انہوں نے ہندو وہاں کے ساتھ بھی گزارے تھے.....

انجیل میں بھی ایسا بیان ملتا ہے کہ بیت لحم میں جب عیسیٰ کا جنم ہوا تب مشرق کے کوئی یگانی پرش ان کا درشن کرنے کے لیے بیت لحم آئے۔ آرتھر مل نے اس یگانی پرش کو بدھ سنیا سی بتایا ہے۔

۲۔ کرائسٹ ان کشمیر میں عزیز قریشی نے لکھا ہے کہ ان دنوں یہودیوں کی ایک بڑی تعداد ہندوستان میں آکر بس گئی تھی۔ جن کے نشانات ابھی بھی یہاں پائے جاتے ہیں۔ کشمیر کے گوجر لوگ اپنے کو استرائی قبیلے کا بتاتے ہیں ان کے نام اب بھی یہودی وٹنگ کے ہوتے ہیں وہ عبرانی سے ملتی جلتی زبان بولتے ہیں۔ واضح رہے کہ یہودیوں میں بھی عبرانی زبان چھٹی پڑے۔ ان کے گھروں کے نام بھی یہودیوں جیسے ہیں۔ عیسیٰ خود بھی یہودی خاندان میں پیدا ہوئے تھے۔ اہل ان دنوں ہندوستان میں آنے والے یہودی تاجروں کے ساتھ یہاں آ گئے تھے.....

۳۔ دانی سوائی آٹنگ کے لکھے ہوئے
Long Missing Links & Discoveries About Aryans.

اور عیسیٰ مسیح اور خدا کے بغیر بات ادھوری رہے گی۔ اُنکے نے اس کتاب میں جیس کی لکھی ہوئی کتاب سے بطور ثبوت کئی تصویریں دی ہیں..... کتنی ہی تصویریں ہیں جن میں ہندوستانی تہذیب کی چھاپ ہے.....

..... بحوشیر پران (भविष्य पुराण) کے پرنگ ۳۷ ادھیائے ۳۲ کے ۲۱ سے ۲۶ اشلوک تک ہمالیہ پر عیسیٰ سے شکا دلش کی ملاقات کا بیان اس طرح ملتا ہے۔ "ایک بار شکا دلش ہمالیہ سے آگے چوڑ (हृण) دلش گئے وہاں انھوں نے ایک سفید پوش گورے رنگ کے منت کو پہاڑوں میں گھومتے ہوئے دیکھا۔ شکا دلش نے اُن سے تعارف چاہا تو منت نے کہا کہ عیسیٰ میرا نام ہے۔ میں نے کنواری ماں کے پیٹ سے جنم لیا ہے اور میں غیر ملک سے آیا ہوں۔ مجھے مسیح کہا جاتا ہے....." مندرجہ بالا مضمون میں اس کے علاوہ ہمیش چندر دت کی کتاب "قدیم ہندوستان میں تہذیب کی تاریخ" (History Of Civilisation In Ancient India) اور ڈاکٹر اسپنسر کی "عیسیٰ کی پوشیدہ زندگی" (Mystic Life Of Jesus) کے حوالے سے بھی حضرت عیسیٰ کا ہندوستان آنا ثابت کیا گیا ہے۔

یہ تحقیق ہندوستانی انگریزوں اور ایک روسی کی تحقیقات انھیں آپ مانیں یا نہ مانیں (حالانکہ نہ ماننے کی کوئی وجہ بھی نہیں ہے) اب آئیے دیکھیں نبی آخر الزماں حضرت محمد کے ہندوستان سے تعلق کی روایات۔

حضرت محمد مصطفیٰ اور ہندوستان "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک صحابی حضرت تمیم داری رضی جو

۱۰ھ میں مسلمان ہوئے ان کے بارے میں ایک چلتی ہوئی روایت ہے کہ وہ جنوبی ہند میں تبلیغ اسلام کے لیے تشریف لائے تھے اور یہیں انتقال فرمایا اور نواحی مدارس میں ان کی قبر وجود ہے۔" طبقات ابن سعد، سیرت ابن ہشام اور تاریخ طبری وغیرہ میں ہے کہ ۱۰ھ میں حضرت

۱۳۵۹ تا ۱۳۶۰ کا دہائی۔ دسمبر ۱۳۵۹ھ

شہ خلافت راشدہ اور ہندوستان از قاضی محمد مبارک پوری، مطبوعہ ۱۳۵۹ھ (۱۹۴۰ء)

خالد بن ولیدؓ نبیوں سے جو حادث کا ایک وفد لے کر رسول اللہؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے..... رسول اللہؐ نے ان کا ان وفد کو دیکھ کر فرمایا: "یہ کون لوگ ہیں جو گویا ہندوستان کے آدمی ہیں؟"

مندرجہ بالا روایات سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ آپؐ ہندوستانیوں کو اتنی اچھی طرح جانتے تھے کہ غیر معروف لوگوں کا حلیہ بیان کرنے کے لیے آپؐ نے ہندوستانیوں کی مثال دی۔ ذیل میں دو روایتیں ہم نظر نقل کر رہے ہیں جن سے آپؐ کا ہندوستانیوں سے واقف ہونا ثابت ہوتا ہے۔

"یوں تو عہد رسالت میں ہندوستان کی مختلف قومیں دیار عرب میں موجود تھیں مگر ان میں سے نظر رجاء اور سیاح بڑی تعداد میں عرب کے مشرقی ساحل اور ان سے متصل آبادیوں میں رہتے تھے اور پورے عرب کے لوگ ان سے اچھی طرح واقف تھے۔ خود رسول اللہؐ اور صحابہ کرامؓ ان کو جانتے اور پہچانتے تھے۔ چنانچہ جامع ترمذی کے ابواب الاشارة میں..... حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ کے الفاظ یہ ہیں: کچھ لوگ میرے قریب آئے، وہ اپنے جسم اور بال میں جاٹوں کے مشابہ تھے۔"

مندرجہ بالا حدیث کے بارے میں امام ترمذی نے لکھا ہے کہ یہ حدیث اس طریقے سے حسن فریب منگ ہے۔
صحیح بخاری میں معراج کے باب میں یہ روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے حضرت موسیٰؑ کو رنگ اور جسامت میں جاٹ سے تشبیہ دی ہے۔

"حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے حضرت عیسیٰؑ، حضرت موسیٰؑ اور حضرت ابراہیمؑ کو دیکھا۔ عیسیٰؑ تو سرخ رنگ، گھونگھریا لے بالوں اور چوڑے سینے والے ہیں۔ رہے موسیٰؑ تو وہ گندمی رنگ اور بید سے بالوں والے تھے۔ گویا وہ جاٹوں (زط) میں سے ہیں۔"

۱۔ علامہ خلافت راشدہ اور ہندوستان از قاضی امجد آبادی پوری۔ مطبوعہ ۱۹۱۷ء ص ۲۹۱، بالترتیب
۲۔ ترمذی شریف (اردو) مطبوعہ ربانی بکٹر پورہ دہلی ۱۹۹۷ء جلد دوم ص ۱۳۵
۳۔ بخاری کتاب الانبیاء باب ما ذکر فی الکتاب کریم۔

یہاں تک تو ہم نے وہ روایات پیش کی ہیں جن میں ہندوستانیوں سے آپ کی واقفیت کا ذکر ہے لیکن بات صرفہ واقفیت تک ہی کی نہیں ہے بلکہ خصوصی تعلق، محبت اور لگاؤ آپ کو اس ملک سے تھا۔ ملاحظہ فرمائیں۔

۱۔ عربوں کو ہندوستان سے ہمیشہ بڑا لگاؤ رہا ہے..... عربوں کا خیال ہے کہ حضرت آدمؑ دنیا میں وجہ کے مقام پر اتارے گئے جو ہندوستان میں واقع ہے۔ نور محمدی حضرت آدمؑ کی پیشانی میں امانت تھا۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ محمد رسول اللہؐ کا ابتدائی ظہور اس سرزمین میں ہوا۔ ایک روایت یہ ہے کہ جنت سے چار دنیا نکلے ہیں: نین، فرات، جیحون اور سیحون۔ نین تو مصر کا دریا ہے۔ فرات عراق میں، جیحون ترکستان میں۔ سیحون کے متعلق یہ ہے کہ ہندوستان کے دریا کا نام ہے۔ کیا جنت کے اس چوتھے دریا کو لگتا کہیں گے؟ بعض لوگوں نے 'ا' کو دریا ہندہ قرار دیا ہے۔" ۱۰

"..... اسی مناسبت سے عربوں میں یہ روایت مشہور ہے کہ رسول اکرمؐ نے ارشاد فرمایا کہ مجھے ہندوستان کی طرف سے ربانی خوشبو آتی ہے اور حضرت علیؑ نے بھی فرمایا کہ سب سے پاکیزہ اور خوشبودار مقام ہندوستان ہے۔" ۱۱

صرف اتنا ہی نہیں بلکہ رسول اکرمؐ نے ہندوستان میں غزوہ کی بھی خوشخبری سنائی ہے۔ ایسا غزوہ جس میں صرف شرکت ہی کر لینے پر دوزخ کی آگ سے حفاظت کی بشارت ہے۔ امام نسائیؒ نے سنن میں باب غزوۃ الہند کے تحت اور امام طبرانی نے معجم میں سید جتید کے ساتھ حضرت ثوبانؓ کی روایت سے روایت نقل کی ہے۔

۲۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت کے دو گروہوں کو اللہ تعالیٰ نے ناریہ جہنم

۱۰ تفسیر درمشور از علامہ سیوطی جلد ۱ ص ۵۵

۱۱ بحوالہ سید صاحب الدین عبدالرحمن رسالہ معارف فردی ۵، ۱۵ ص ۴۴

۱۲ عرب ہند تعلق۔ مولانا سید سلیمان ندوی ص ۲۰۲

۱۳ سبکتہ المرحان فی تاریخ ہندوستان، باب اول۔ بحوالہ سید صاحب الدین عبدالرحمن، رسالہ معارف فردی ص ۴۴

سے محفوظ رکھا۔ ایک دہ گروہ جو ہندوستان میں جہاد کرنے کا اور دوسرا گروہ جو حضرت عیسیٰ کے ساتھ ہے گا۔

حضرت ابو ہریرہؓ نے کہا کہ ہم سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہندوستان میں غزوہ کا وعدہ فرمایا ہے۔ اگر میں اس میں شریک ہوں تو اس میں اپنی جان و مال خرچ کر دوں گا۔ اگر ارا گیا تو بہترین شہید ہوں گا اور اگر زندہ واپس ہوں تو جہنم سے آزاد ہوں گا۔ ” اللہ تعالیٰ ہمیں بھی غزوہ ہند کے لیے قبول فرمائے۔

عرب و ہند کبھی ایک تھے | عرب و ہندوستان کے درمیان ہزاروں صفحات پر پھیلی ہوئی تجارتی، ثقافتی اور روحانی تعلقات پر مبنی

ایک طویل کہانی کے یہ کچھ درمیانی حصے تھے جو آپ کی نظر سے گزریں گے۔ کہیں کہیں تو ایسا محسوس ہوتا ہے کہ ایک ہی کمپیوٹر مشین کے دو حصے ہیں جن کا ایک دوسرے سے مسلسل رابطہ ناگزیر ہے جیسے کبھی کبھی دو جزائر بھائیوں کے درمیان ٹیلی فونی کی دوائی لہروں کا تعلق قائم رہتا ہے۔ چاہے وہ ایک دوسرے سے سینکڑوں ہزاروں میل دور ہوں۔ اس احساس کے بعد یہ جان کر حیرت بالکل نہیں ہوگی کہ کبھی دونوں ملک جغرافیائی اعتبار سے بھی ایک دوسرے سے جڑے ہوئے بلکہ ایک دوسرے میں پیوست تھے۔ وقت کے طویل سلسلے میں جو تغیرات رونما ہوئے ان میں یہ دونوں ملک بھی ایک دوسرے سے جدا ہوئے۔

علم طبقات الارض کے ماہرین کی جدید تحقیقات کے مطابق دنیا کے یہ تمام براعظم کائنات میں ایک مسلسل حرکت کر رہے ہیں۔ بیس کروڑ سال پہلے زمین کے تمام خشکی کے حصے ایک دو کمرے سے جڑے ہوئے تھے۔ اس خشکی کے خطے کے چاروں طرف سمندر تھا۔ مختلف براعظم اس عظیم خطہ زمین سے ٹوٹ ٹوٹ کر تیرتے ہوئے آج موجودہ شکل میں آ پہنچے ہیں اور اب

۱۔ سنن نسائی جلد دوم ص ۷۷ مطبوعہ مجتہبی۔ دہلی

۲۔ سنن نسائی اور امام احمد بن عساکر اور امام ابن کثیر نے بھی غزوہ ہند کا حدیث کی روایت کی ہے۔ چنانچہ البدایہ والنہایہ جلد ۵ صفحہ ۵۵ میں ہے۔ غزوہ ہند میں حدیث وارد ہوئی ہے جسے حافظ ابن عساکر وغیرہ نے روایت کیا ہے۔ غلام علی آزاد نے مذکورہ بالا دونوں روایتوں کو تفصیل کے ساتھ سورتہ جہان صفحہ ۱۱ میں (درج کیا ہے)

بحوالہ خلافت راشدہ اور ہندوستان از قاضی اعظم مبارکپوری۔ مطبوعہ: ندوۃ المصنفین۔ دہلی۔ ۱۹۶۷ء۔ ص ۷۷

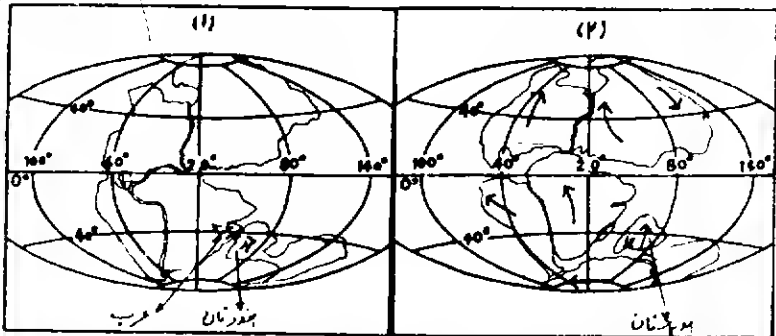
سبھی حرکت پذیر ہیں۔ اس موضوع پر ڈنلڈ ڈشلیئر کے کلمے ہوئے مضمون "زمین کے براعظم بہہ رہے ہیں" * [EARTH'S CONTINENTS ARE ADrift] سے حیدر اقبال

ہم پیش کر رہے ہیں۔ یہ مضمون ریڈرس ڈائجسٹ جولائی ۱۹۹۱ء کے انگریزی شمارے میں چھپا تھا، اعلیٰ صفحہ پر جو تصاویر دی جا رہی ہیں وہ بھی ریڈر ڈائجسٹ کے اسی مضمون سے لی گئی ہیں۔

دنیا کے چار ارب ساٹھ کروڑ سالہ علم طبقات الارض کی تاریخ میں سمندر ایک اکاروین باجے کی طرح پھیلے اور سکڑتے رہے ہیں اور براعظم طغانی سمندر میں ایک پرانے جہاز کی مانند ڈولنے نہ رہے ہیں..... یقیناً اس معجزے کے کچھ حصے ابھی غائب ہیں اور تمام تفصیلات پر سائنس دان متفق نہیں ہو پائے ہیں لیکن ایک عمومی خاکہ پر سائنس دانوں کی اکثریت اس حیثیت سے اتفاق کر چکی ہے کہ یہ اب صرف ایک نظریہ نہیں رہا بلکہ اسے سائنسٹک سچائی تسلیم کر لیا گیا ہے..... سمندری علوم کے باہر سائنس دان مورس الیونگ کے الفاظ میں یہ تحقیق سائنس اور نسل انسانی کے لئے اتنی اہم ہے جتنی کہ سائنس دان آئنسٹائن کے حرکت اور قوت کے اصول.....

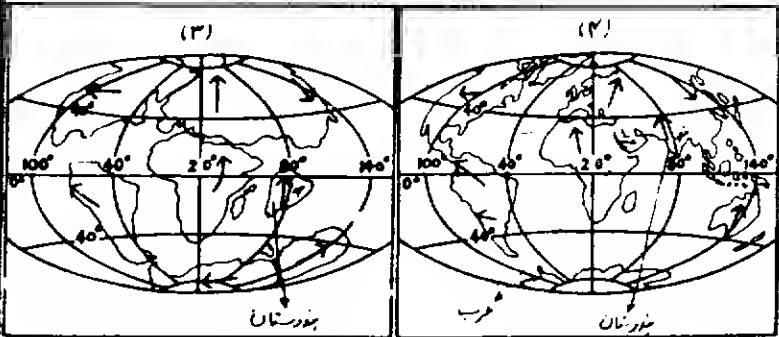
زمین کے تمام براعظم آپس میں جڑے ہوئے تھے۔ بیس کروڑ سال پہلے یہ زبردست براعظم
 ٹوٹنا شروع ہوا۔ یہاں تک کہ آج کی موجودہ شکل یعنی سات براعظم اور مختلف جزائر وجود میں آ گئے
 یہ تمام براعظم ایک زبردست طاقت کے ذریعہ جس کا مرکز نامعلوم ہے مختلف سمتوں میں
 بہہ رہے ہیں اور ان کی رفتار ایک سینٹی میٹر سے پندرہ سینٹی میٹر سالانہ ہے جو کہ علم طبقات الارض
 کی رو سے ایک زبردست رفتار ہے..... مثلاً سائنس دانوں کو یہ معلوم ہوا کہ بحر اوقیانوس
 کی چوڑائی بڑھ رہی ہے۔ یورپ اور شمالی امریکہ ایک دوسرے سے ٹھکانی سینٹی میٹر سالانہ کی رفتار
 سے دور ہوتے جا رہے ہیں..... سمندر کے فرش کی حرکت کی رفتار کا حساب لگانے کے بعد
 سائنسداں یہ معلوم کر سکے ہیں کہ خشکی کے تمام براعظم پہلے کس شکل میں ایک دوسرے سے
 جڑے ہوئے تھے۔ سب سے پہلے ایک زبردست مشرق مغرب دراڑ پیدا ہوئی جس کی وجہ
 سے افریقہ اور جنوبی امریکہ جدا ہوئے۔ انڈیا اٹھکا اور آسٹریلیا علیحدہ ہوئے اور ہندوستان آزاد
 ہو کر شمال کی طرف سے بہنا شروع ہوا۔ بیس کروڑ سال میں زمین نے موجودہ شکل اختیار

کی..... سب سے حیرت انگیز کیس ہندوستان کا ہے۔ جس نے افریقہ اور انڈیا کٹکٹ سے ٹوٹنے کے بعد شمال کی طرف آٹھ ہزار آٹھ سو کلومیٹر کا فاصلہ اٹھارہ کروڑ سال میں طے کیا اور ایشیا کے پیٹ میں



۱۔ براعظم۔ میں کروڑ سال قبل

۲۔ دو کروڑ سال تک پہنچنے کے بعد



۳۔ گیارہ کروڑ سال سے زائد پہلے کے بعد

۴۔ آج۔ اور اب بھی حرکت پذیر

اس قوت سے داخل ہوا کہ اس کے آگے کی زمین ہمالیہ پہاڑ کی شکل میں اونچی اٹھ آئی..... موجودہ سمندر میں موجود رفتار سے زمین کے ٹکڑوں کا بیٹنا جاری رہا تو ہمالیہ ابھی اور اونچا ہو گا اور پھر ہندوستان ایشیا میں گھسنے رہنے سے تھک کر مشرق کی طرف بیٹنا شروع کر دے گا.....

اور دیئے نقشوں سے یہ واضح ہے کہ ہندوستان پہلے موجودہ براعظم افریقہ میں جزا ہوا تھا۔ ہندوستان کے الگ ہونے کے بعد کروڑوں سال کی تبدیلیوں کے بعد اس جگہ نے موجودہ عرب کی شکل اختیار کی۔

پرانا تصور یہ تھا کہ زندگی صرف انسانوں، جانوروں اور چند نظر نہ آنے والی مخلوقات میں ہے باقی تمام چیزیں بے جان ہیں۔ پھر سائنس نے نباتات یعنی پودوں میں زندگی کا ہونا ثابت کیا۔ اور آج سائنس یہ بتاتی ہے کہ ہر شے میں زندگی ہے۔ جمادات یعنی مٹی پتھر وغیرہ میں بھی زندگی ہے۔ یہاں تک کہ ان میں احساسات و جذبات بھی ہوتے ہیں۔ (یہی قرآن سے ثابت ہے لیکن فی الوقت یہ ہمارا موضوع نہیں ہے) دنیا کی ہر شے میں زندگی ہونے کے باوجود خاص مادی نقطہ نظر سے سوچنے والے ہماری یہ بات نہیں سمجھ سکیں گے کہ دنیا کی تمام اشیاء میں آپسی تعلقات یا دوریاں بھی ہیں۔ ان دیکھی طاقت کی رہنمائی میں مختلف اصولوں اور ضابطوں میں بندھے ہوئے مختلف اشیاء میں آپس میں محبت اور نفرت کے تعلقات بھی ہیں۔ کیا تعجب ہے کہ عرب کی سرزمین سے ہندوستان کے جزائریاتی اعتبار سے جدا ہونے کے بعد بھی ان کے درمیان ایسے تعلقات کی مقناطیس اور ریڑیاں لہریں قائم ہوں جن کی وجہ سے ان ممالک میں ماضی میں بھی گہرے روحانی رابطے رہے ہیں اور مستقبل میں بھی ظاہر ہوتے رہیں گے۔

دھول کی تہوں پر نئی پالش نہیں چڑھے گی | مدبر کائنات کے نظم تدبیر
 ڈالیں حسن تدبیر پر عقل حیران رہ جاتی ہے۔

کروڑوں سال پہلے زمین کے دو ٹکڑے جو ایک دوسرے سے متصل تھے جدا ہوتے ہیں۔ پھر ایک ٹکڑے پر دنیا کا پہلا قدم رکھا ہے اور دوسرے ٹکڑے پر جنت سے اس کی بیوی کو آمارا جاتا ہے (ردایات کے مطابق حضرت خواکِ جَدہ میں آمارا گیا تھا) اس طرح دنیا میں بسنے والی نسل انسانی کی ابتدا ہی سے ان دونوں خطوں کے درمیان رابطوں کی شروعات ہوتی ہے۔ ایک

خطے کا نام ہندوستان اور دوسرے کا نام سرزمین عرب ہے۔ طوفانِ نوح ایک ٹکڑے سے شروع ہوتا ہے اور یہاں سے حضرت نوح کی کشتی چل کر دوسرے ٹکڑے پر سیلاب کے بعد رکتی ہے۔ حضرت نوح پھر اسی طرف واپس لوٹتے ہیں۔

ہندوستان کی مختلف نسلوں کے باشندے ہر دور میں عرب کے مختلف حصوں میں پائے جاتے ہیں۔ ایک حصے میں مبعوث ہونے والے انبیاء بھی دوسرے حصے سے اپنا تعلق قائم رکھتے ہیں۔ پھر عرب میں نبی آخر الزماں کا ظہور ہوتا ہے۔ ایک ایسی قوم میں جو تبدیل ہونے سے پہلے عقائد کی گمراہی کے اعتبار سے دنیا کی منفرد ترین قوم تھی۔ وہ خود بدلی اور دنیا کے ایک بڑے حصے کو بدل کر امت محمدی میں شامل کیا۔ اور اب چودہ سو سال بعد ہندوستانی قوم جو اس وقت عقائد کی گمراہی کے اعتبار سے دنیا کی منفرد ترین قوم ہے تبدیل کی قریب ہے اور اوم مت (ओम मत) سے امت میں بدلنے والی ہے اور اس مقصد کی تکمیل کے لیے آخری شریعت کی علمبردار قوم کو حضرت نوح کی قوم یعنی پہلی شریعت والی قوم کے ساتھ ہندوستان میں یکجا کیا جاتا ہے۔ پہلے ویدک ازم پھر جین ازم اور بدھ ازم اور بعد میں مسلمان صوفیاء نے حضرت نوح کے دور سے اب تک اس ملک کو روحانیت کے مرکز کی حیثیت سے برقرار رکھا ہے۔ ہزاروں سال پرانی دھول کی پرتیں ہٹانے کی ضرورت ہے۔ اندر سے جو صاف شفاف ٹرافی نکلے گی اس پر انہی پالش چڑھانے میں کوئی دقت پیش نہیں آئے گی۔ دھول کی بہروں کی موجودگی میں پالش ہونا ممکن نہیں ہے۔

اب کیا لوگ بس نیا مت ہی کے منتظر ہیں کہ وہ اچانک ان پر آجائے؟ اس کی علامات تو اچکی ہیں۔ جب وہ خود آجائے گی تو ان کے لیے نصیحت قبول کرنے کا کون سا موقع باقی رہ جائے گا؟ (سورہ محمد: ۱۸)

اولین آسمانی صحائف وید


وید کا تعارف | ہم سب سے آگے کے خدا کی ہی عبادت کرتے ہیں؛ (رگ وید: ۱-۱-۱)
 "اے سربا پاء علم، سب کو روشن کرنے والے پر میشور، ہم کو ہدایت اور مغفرت
 کے لیے عراط مستقیم سے لے چل۔ اے سکھ، داتا پر بھو، حاضر و ناظر مالک، تو سب کے علوم، اعمال
 انکار اور معاملات سے واقف ہے۔ ہم سے ٹیر دھ، مگر اسی اور گناہ کو دور کر۔ ہم تجھے ہی بندگی اور
 حمد پیش کرتے ہیں۔" (یجر وید: ۴۰-۱۶) ۱۷


"عالم کا مالک ایک ہی ہے۔" (رگ وید: ۱۰-۱۲۱-۳)
 "لوگو، سنو۔ نرا شنس (محمد) کی لوگوں کے درمیان انتہائی تعریف کی جائے گی؛
 (اتھر وید: ۲۰-۱۲۶-۱)
 "وہ یوم آخر کو بھلا کر اور علم و عقل کو حقارت سے ٹھکر کر سہاری مقرر کر دہ حدود کو بھلا


رہے ہیں۔" (رگ وید: ۱-۴-۳)
 یہ کچھ دید منزروں کے ترجمے ہیں۔ بنجندگی سے غور کیجئے کہ کیا ہندو مذہب کی موجودہ رائج
 شکل ویدوں کی ان تعلیمات کے بالکل برعکس نہیں ہے؟ کیا ان تعلیمات اور خبروں میں قرآنی
 تعلیمات اور خبروں سے ذرا سی بھی عدم مطابقت آپ کو محسوس ہوتی ہے؟ ویدوں میں ایسی
 صرف چند مثالیں ہی نہیں ہیں بلکہ تمام کے تمام وید ان تعلیمات سے بھرے پڑے ہیں جس کی کچھ اور


۱۷ سدھارک گرو کل بھجرو جنک کے وید پرولیش خصوصی نمبر، راج ۱۹۵۷ میں دیے گئے سوامی ویدانند جی کے
 ہندی ترجمہ ص ۵۱ سے اردو کی کٹی۔ بحوالہ معراج الاسلام۔ از گنگا پرشاد پادھیائے۔


مثالیں ہم اس باب کے آخر میں پیش کریں گے۔ اس سے پہلے آئیے دیکھیں کہ عام ہندوؤں کی نظر میں ویدوں کا مقام کیا ہے اور جن عیسائی اور مسلم محققین نے کسی حد تک ویدوں میں تحقیق کی ہے، وہ کیا کہتے ہیں۔ عام ہندو عقیدے کے مطابق —


 وید شرونی گیان رتنا ہوا علم یا سنا جانے والا علم ہیں ہزاروں سال سے وید کہیں تحریری شکل میں موجود نہیں تھے۔ یہ علم پنڈتوں کے حافظے میں تھا اور سینہ بہ سینہ چلا آ رہا تھا۔ سب سے پہلے میکس ملر MAXMULLER نے سخت محنت سے بہت سے ویدوں کے حافظہ پنڈتوں سے سن کر اسے تحریری شکل میں مرتب کیا۔ تحریری شکل میں نہ ہونے کی وجہ سے عام لوگوں کے لیے انہیں پڑھنا تو ظاہر ہے ممکن ہی نہ تھا۔ وید سننے کی کبھی ہر ایک کو اجازت نہ تھی۔

 تمام ہندو مانتے ہیں کہ اصل وید ایک تھا لیکن آج چار وید موجود ہیں۔ اس بارے میں طرح طرح کی قیاس آرائیاں ہیں۔ کچھ لوگوں کا عقیدہ ہے کہ اصل وید کم ہو گیا ہے۔ کچھ کا عقیدہ ہے کہ ان چاروں ہی میں سے ایک اصل وید ہے اور بعض لوگ ایک وید کو ان چار حصوں میں تقسیم شدہ مانتے ہیں۔

 وید دیووانی (देव वाणी) یعنی کلام الہی ہیں۔ ہندو لوگ مہا بھارت اور رامان کو تو رشیوں سے منسوب کرتے ہیں لیکن وید کو خدا کا کلام کہتے ہیں۔

 وید برہم کا بیج گیان (ब्रह्म निज जान) خدا کا ذاتی علم ہیں۔

 وید دو طرح کے علوم پر مشتمل ہیں۔ وید متشرذتی (वेद मन्त्र त्ति) یعنی سنا ہوا متشابہ

 وید آدی گرنٹھ (आदि ग्रन्थ) یعنی اولین صحائف ہیں۔

موجودہ دور میں ویدوں پر سب سے پہلے تحقیق کرنے والے میکس ملر صاحب (MAX-MULLER) کو بیس سال تک بے تکان محنت اور بے اندازہ خرچ کرنے پر بھی صرف ساٹن آچلوہ کی تفسیر ہی مکمل حالت میں حاصل ہو سکی تھی۔ اسی کی بنیاد پر انھوں نے سینکڑوں ہندوستانی

ہندوؤں کی مدرسے کثیر تعداد میں کھوئے ہوئے ویدوں کو دنیا کے سامنے چھپی ہوئی مقدس کتاب کی شکل میں پیش کیا تھا۔ ۱۰

’آرین انسان سے وابستہ یہ سب سے پہلے بولے جانے والے الفاظ ہیں۔ ان کا تعلق دنیا اور ہندوستان کی تاریخ سے ہے۔ یہ پچھلی نسلوں کی یادگار ہیں۔ نسل انسانی کی آرین شاخ سے متعلق طویل کتابی سلسلوں کی پہلی کتاب ہیں۔ (ریکس ٹلر) ۱۱

’ان چاروں ویدوں کی ابتدا، آسمانی خیال کی جاتی ہے اور یہ مانا جاتا ہے کہ یہ ہمیشہ سے چلے آ رہے ہیں۔ عظیم ترین پیدا کرنے والے سے یہ براہ راست حاصل ہوئے ہیں؟ یہ؟
’ان کی شروعات کہاں سے ہوئی اس کے بیانات میں تضاد ہے لیکن اس پر اتفاق ہے کہ یہ انسان کو خدا کا براہ راست تحفہ ہیں؟ (روکنس) ۱۲

’موجودہ شکل تک پہنچتے پہنچتے وید کے مضامین کے بارے میں خاطر خواہ اختلافات رہے ہیں؟ (روکنس) ۱۳

’ویدوں کی تخلیق کس نے کی؟ یہ میرا سوال ہے۔ راسخ العقیدہ ہندو ایسا کہتے ہیں کہ وید غیر انسانی ظاہر، خدا کا کلام ہیں۔ مقصد یہ کہ وید خدائی علم ہیں۔‘ ۱۴ (ڈاکٹر سمجھو ناتھ)
’میسائی حقیقت ڈیوبائیس لکھتا ہے:

’اور نقل کرنے والوں سے لاپرواہی یا جہالت کی وجہ سے بڑی تعداد میں غلطیاں ہوئی ہیں۔‘ (ص ۱۴) (Hindu Manners, Customs

حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی کے ہم عصر مرزا مظہر جان جانا کے شاہ عبدالغنی بریلوی کے نام

۱۵ بحوالہ محمد علی ۱۶ نیز مختصر ہادوگان، ج ۱۱، از ہندو شری رام شرما

Quoted by Griffith in the preface of the first edition
of the Hymns Of Rig Veda. Volume I

۱۷ W.J. Wilkins in 'Hindu Mythology' ص ۲

’ویدیک سہیتے‘ - پं۔ رام گوویند تریویدی،
ہارتویہ آمان پوٹ، کاشی (۲۳-۲۴)

کھے گئے ایک مکتوب پر تبصرہ کرتے ہوئے پروفیسر غلیق نفاخی تحریر کرتے ہیں :

”انھوں نے ہندوؤں کو مشرکان عرب کے مشابہ تسلیم کرنے سے نہ صرف انکار کیا ہے بلکہ وید کو الہامی کتاب مانتے ہوئے ہندوؤں کو اہل کتاب کا مرتبہ دیا ہے۔“

”منظار العلوم سہارنپور کے مفتی مولانا محمد یحییٰ صاحب نے ایک سوال کے جواب میں لکھا۔ حضرت مرزا منظر جان جاں نور اللہ مرتدہ کے مکتوبات میں وید کے متعلق تحریر موجود ہے کہ انھوں نے اس کو آسمانی اور الہامی کتاب قرار دیا ہے۔۔۔۔۔ نیز مولانا شاہ عبدالعزیز اور مولانا عبدالحی صاحب لکھنوی کے فتاویٰ میں ان کے مقدراؤں کا ذکر ہے جن کو یہ اقوال (آئینے ہوئے) کہتے ہیں۔ حاصل یہ ہے کہ جو لوگ مثلاً آریہ اپنے مذہب کو آسمانی و حرم اور اپنی کتاب کو الہامی کتاب کہتے ہیں ان سے ان کے دعویٰ پر برہان طلب کی جاسکتی ہے لیکن بلاوجہ حتمی طور پر اس کا انکار نہ کیا جائے چنانچہ ہمارے استاد مولانا اسد اللہ صاحب نامناسب الفاظ ان کے لیے استعمال نہیں فرماتے تھے۔“

اور دارالعلوم دیوبند کے بانی مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی کا مسلک تو اس سلسلے میں اتنا محتاط تھا کہ رام چند جی اور کرشن جی کی شان میں بھی گستاخی کو منع فرماتے تھے کیونکہ ان کے خیال میں ان کے رسول ہونے کا امکان ہے۔

مقدس کیسے مانیں؟ اب تک کا حاصل مطالعہ یہ ہے کہ ویدوں میں آسمانی کلام ہونے کا امکان ہے۔ کم از کم وہ جسے یقیناً الہامی ہیں

جن میں ہزاروں سال قبل دی ہوئی رسول اللہ کی بعثت کی خبریں موجود ہیں لیکن حیثیت مجموعی صرف توحید و آخرت کے عقائد موجودگی اس کی دلیل نہیں ہو سکتی کہ انھیں کتاب اللہ کی اس تحریف شدہ شکل کا بھی درجہ دیا جیسے جو توریت، زبور اور انجیل کا ہے۔ اس کی تین وجوہات ہیں۔

- ۱۔ موجودہ توریت، زبور اور انجیل ہی کو کتب مقدس کے درجہ پر رکھنے میں ابھی شبہات ہیں۔
- ۲۔ کلام کے مستند ہونے کی دلیل خود کلام ہوتا ہے۔ توحید اور آخرت کی صرف چند مثالیں ملنے

لے تاریخ شاخ حیات، جلد پنجم ص ۵۸، بحوالہ مولانا اخلاق حسین قاسمی، رسالہ ”دینی دہلی“، فروری ۱۹۸۸ء، ص ۱۱

مولانا اخلاق حسین قاسمی، رسالہ ”دینی دہلی“، فروری ۱۹۸۸ء، ص ۱۳

سے ویدوں کو ابھی توریت۔ زبور اور انجیل کا درجہ نہیں دیا جاسکتا۔

۳۔ توریت، زبور اور انجیل کا ذکر قرآن نے کیا ہے اور ویدوں کا قرآن میں کہیں مذکرہ نہیں ہے ہم ایک ایک کر کے مندرجہ بالا اشکالات کا تجزیہ کر رہے ہیں:

۱۔ موجودہ توریت، زبور اور انجیل کو کتب مقدسہ کا درجہ دینے والے کے مسئلہ کو مولانا عبدالمجید سندھی نے بڑی خوبی کے ساتھ حل کیا ہے۔ وہ رقمطراز ہیں:

..... ہمارے علماء عموماً یہ سمجھتے ہیں کہ اصلی توریت اور انجیل غائب ہو چکی ہیں۔ اس لیے وہ ان کتابوں کو مقدس ماننے کے لیے کسی طرح تیار نہیں ہیں۔ اس نظریہ سے یہ برائی نتیجہ پیدا ہوا کہ قرآن حکیم نے جہاں پہلی کتاب کو اپنی کتابوں پر عمل کرنے کی دعوت دی اور عمل نہ کرنے کا الزام دیا ان کی صحیح تفسیر کرنے سے پہلے علماء عاجز آ گئے..... ۱

۲۔ قرآن عظیم کی طرح ایسی وحی جس کے معانی و الفاظ مقرر ہو کر نازل ہوں اور قطعی طور پر محفوظ رہیں چند مکتروں کے علاوہ کسی مذہب کی کتاب الہی میں یہ طریقہ نہیں برتا گیا۔ عام طور سے ان کے ان کے دین کتابیں اپنے اجتہاد سے جمع کرتے ہیں جو اس نبی کی سیرت اور اس کے اقوال کو جمع کر دیتی ہیں۔

یہ بیان ہی کتابوں میں وہ چیز بھی آجاتی ہے جو براہ راست لفظاً اور معنی مقرر ہو کر نازل ہوئی۔ جیسے توریت کے احکام عشرہ اور انجیل کے بعض خطبات نیز وہ چیز بھی آجاتی ہے جو نبی اپنے اجتہاد سے تعلیم دیتا ہے۔ یہ فیصلہ شدہ امر ہے کہ نبی کے اجتہاد پر منجانب اللہ گرفت نہ ہو تو وہ علماء وحی بھی جانتے ہیں..... قرآن خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ایک مصحف میں کتابتہ محفوظ کر دیا گیا اور اس کی روایت بالترتیب قائم رہی لیکن حدیث میں

جو وحی آئی ان (علماء) کے نزدیک بھی نہ تو حضورؐ کے زمانے میں اس کی کتابت ہوئی اور نہ اس کے لیے تو اتر ضروری ہے۔ ان لوگوں کی اصطلاح پر اگر کتب مقدسہ سابقہ کو کتب حدیث کا درجہ دیا جائے تو بطریق اولیٰ اس کو مستبعد نہیں سمجھنا چاہیے۔ اگر یہ لوگ اس بات کو تسلیم کر لیں تو تمام اشکال حل ہو جائیں گے۔

[[ہمارے کتب حدیث میں بالاتفاق غیر صحیح روایات بھی موجود ہیں۔
[[نیز ان کتب حدیث میں ایک واقعہ کو مختلف طریقوں سے بھی روایت کیا گیا ہے۔
[[ہمارے بہت سی کتب حدیث میں بھی کتابوں سے غلطیاں ہوتی رہی ہیں جن کو محققین علماء درست کرتے رہتے ہیں۔

اس کے بعد اگر انا جیل اربعہ کو ہماری صحاح اربعہ و بخاری مسلم، ابوداؤد، ترمذی کے درج پر رکھ دیا جائے تو ذرہ برابر اختلاف نظر نہیں آئے گا.....
..... ہمارے امت میں کتب مقدسہ کی اس قسم کی مثال میں شاہ صاحب (ولی اللہ دہلوی) صحیح بخاری و صحیح مسلم کو پیش کرتے ہیں.....

..... میں نے انجیل کی شرح مسٹر مہزی اسکاٹ کی اردو میں مطالعہ کی۔
اس میں انا جیل اربعہ کے اختلافات کو اس طرح جمع کرنے اور ترمیم دینے کی سعی کی گئی ہے جیسے ہم کتب حدیث میں کرتے ہیں.....

یہ واقعہ ہے کہ جب ہم غور کرتے ہیں تو ہمیں محسوس ہوتا ہے کہ آج تک پچھلے صحائف کو مقدس کتابوں کا درجہ دینے میں یہی شکوک حائل رہے ہیں۔ ان کتابوں میں بالاتفاق تحریف یا کمی درج ہیں۔ اکثر ایک واقعہ کو مختلف طریقوں سے بیان کیا گیا ہے اور ان کی کتابت میں تبدیلیاں بھی ہوتی رہی ہیں۔ جنہیں ان کے محققین درست کرتے رہے ہیں۔

مولانا کی وضاحت کے بعد یہ سمجھ میں آتا ہے کہ پچھلے صحائف کو مقدس ماننے میں دواصل
 ہجکھا ہٹ ہی اسی لیے محسوس ہوئی تھی کہ صحیفہ کا نام آتے ہی ہم ذہنی طود پر قرآن سے اس کا
 موازنہ شروع کر دیتے تھے لیکن اگر احادیث کے مجموعوں کو کسی ہم تقدس کا درجہ دے سکتے
 ہیں جبکہ ان میں وہی فنی خامیاں موجود ہیں جو پچھلے صحیفوں میں ہیں تو ان صحیفوں کو مقدس
 ماننے میں تکرار نہیں ہوگا خصوصاً اس حالت میں جبکہ قرآن میں جگہ جگہ اس کی تائید ہے
 اور یہ بھی محل نظر ہے کہ احادیث کے مجموعوں کو اگر یہ فوقیت حاصل ہے کہ ان پر بے مثال
 تحقیق ہوئی ہے (اس کے باوجود بڑی تعداد میں مشکوک احادیث موجود ہیں) تو توریت اور
 انجیل کو اس لحاظ سے برتری حاصل ہے کہ بالاتفاق ان میں کلام الہی بھی درج ہے۔

اس نکتہ کے واضح ہو جانے کے بعد اب اگر ہم کو دیدوں کے بارے میں یہ ثبوت مل سکیں کہ ان
 میں صحت کلام خود کلام اللہ ہونے کی گواہی دیتا ہے اور قرآن سے بھی دیدوں کی تصدیق ہو جائے تو مولانا
 سندھی کے بتائے ہوئے طرز پر انہیں بھی کتب مقدسہ تسلیم کرنے میں کوئی دشواری نہیں ہوگی۔

ایک کلام دوسرے کلام کی روشنی میں | کلام الہی خود اللہ کا کلام ہونے کی دلیل
 ہوتا ہے۔ قرآن کے مضامین خود قرآن

کی حقانیت کی سب سے بڑی دلیل ہیں۔ آئیے دیدوں کے کچھ مضامین پر قرآن کی روشنی میں نظر
 ڈالیں۔ (اس ضمن میں تمام دید منتروں کے ترجمے ہم نے شری گشتا پرشاد پابھیائے کی کتاب معانی کلام
 سے لیے ہیں۔)

قرآن	وید
الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ○ تمام تر لیس اللہ کے لیے میں جو تمام جہانوں کا پروردگار	वही देवस्य तबिबुः परिपृच्छति: اس دنیا کے بنانے والے کے لیے تعریف ہے۔ (رگ وید: ۱۰-۸۱)
○ الْوَحْنِ الرَّحِيمِ جو رحمن اور رحیم ہے۔	वसुवन्मानः جوینے والا اور رحیم ہے۔ (رگ وید: ۱۰-۳۴)

नव सुपथा एते मस्याम

ہم کو ہائے فائدے کے لیے سیدھے راستے پر لگا۔

(مکروید: ۱۶-۴۰)

महोदिवः प्रकिञ्चन सखाट

وہ عظیم زمین و آسمان کا مالک ہے۔

नो भवस्विन्न कृती

وہ ایسود ہماری مدد کرے۔

(رنگ وید: ۱-۱۰)

प्रजा पति मर्गयति प्रजा इवा:

پرما تاسب پرچار مخلوق کو بناتا ہے۔

(اتھروید: ۱۱-۱۹)

य एक इदं विद्यतेवदु मताय

वाशवे

خدا ایک ہے وہ مہربان خیرات کرنے والے آدمی کو

رزق دیتا ہے۔ (رنگ وید: ۱-۸۲)

إِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ ۝

ہماری سیدھے راستے کی طرف رہنمائی کر۔

(فاتحہ: ۵)

أَلَمْ تَقْعُدَنَّ اللَّهَ لَهُ مُلْكُ السَّمَوَاتِ
وَالْأَرْضِ ۖ

کیا تم نہیں جانتے کہ اللہ ہی کے لیے آسمانوں اور
زمین کی سلطنت ہے۔

وَمَا لَكُمْ مِنْ دُونِ اللَّهِ مِنْ دَلِيلٍ ۖ وَلَا تَصِيرُ
أُدُّرَاللّٰہ کے سوا کوئی تمہارا یا رومدگار نہیں۔

(بقرہ: ۱۰۴)

وَخَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ ۖ

اور اس نے ہر (موجود) چیز کو پیدا کیا

(الفرقان: ۲)

وَأَنْفِقُوا خَيْرًا لِّأَنْفُسِكُمْ ۖ

اور اپنے حق میں بھلائی کے لیے خرچ کرتے رہو۔

(التغابن: ۱۶)

إِنْ تَقْرَضُوا مِنَ اللَّهِ قَرْضًا حَسَنًا يُّضَاعِفْهُ

لَكُمْ ۖ

اگر تم اللہ کو اچھی طرح قرض دو گے تو وہ اس کو

تمہارے لیے بڑھاتا چلا جائے گا۔ (التغابن: ۱۷)

अमलमन्त्रो अमिवाक जीति
 پراتا کھاتا نہیں ہے۔ دوسروں کو کھلانے کا
 انتظام کرتا ہے۔ (رگ وید : ۱-۱۲۴-۲)

وَهُدَّيْطِعُهُمْ وَلَا يَطْعَمُهُ...
 وہ سب کو کھلاتا ہے۔ اس کو کھلایا نہیں جاتا۔
 (انعام : ۱۲)

न तस्य प्रतिमा अस्ति
 اس پر مشور کی کوئی صورت نہیں بن سکتی۔
 (سبحر وید : ۲-۲۳)

لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ...
 اس کی کسی چیز سے مشابہت نہیں ہے۔
 (شوری : ۱۱)

वस्तेवाः प्रदिशः
 سب سمتیں اس کی ہیں۔
 (رگ وید : ۱۰-۱۲۸-۲)

وَاللَّهُ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ...
 اور اللہ ہی کا ہے مشرق بھی اور مغرب بھی۔
 (البقرہ : ۱۱۵)

सविता वचातात् सविता पुरस्तात्
 सवितोसरतात् सविताधरात्तात्
 دنیا کا خالق۔ مشرق۔ مغرب اور پرانے
 سب جگہ ہے۔
 (رگ وید : ۱۰-۱۲۹-۱)

فَإِنَّمَا تَوَدَّ أَنْ تَشْمَخَهُ اللَّهُ إِنَّ
 اللَّهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ ۝
 سو تم جو ہر بھی منہ پھیر (اللہ ہی کی ذات ہے
 اللہ بڑی وسعت والا ہے بڑے علم والا ہے۔
 (البقرہ : ۱۱۵)

वि-इत चक्षुषत वि-वतो मुखो
 خدا کی آنکھ ہر طرف ہے، خدا کا منہ ہر طرف ہے۔
 (رگ وید : ۱۰-۸۱-۳)

त्वं नो अन्तम उत वाता
 تو ہم سے نزدیک ترین اور مانف ہے۔
 (رگ وید : ۵-۲۳-۱)

نَحْنُ أَقْرَبُ إِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيدِ ۝
 اور ہم تو اس کی شراک سے بھی زیادہ اس کے
 قریب ہیں۔
 (ق : ۱۶)

न वस्य साधा प्रविशो मनुष्यचो
न तिष्ठचो रजतो मन्तमानशुः ।

मोत स्ववर्षिष्टं वदे अस्य वृष्यत
एको मग्यच् चकृचे विम्वमानुष्क

زمین اور آسمان اس خدا کے محیط ہونے کی
حد کو پا سکتے ہیں۔ نہ آسمان کے کڑے۔ نہ آسمان
سے برسنے والا مینہ۔ سوائے اس خدا کے کوئی اور
دوسرا اس طاقت پر قدرت نہیں رکھ سکتا۔

(رگ وید: ۱-۵۲-۱۲)

وَلَا يُحِيطُونَ بِشَيْءٍ مِنْ عِلْمِهِ إِلَّا
بِمَا شَاءَ ذَاسِعٌ بِرُحْمَةِ السَّمُوتِ
وَالْأَرْضِ...

اور وہ اس کے علم میں سے کسی چیز کا احاطہ نہیں
کر سکتے سوائے اس کے کہ جتنا وہ خود چاہے۔ اس
کی کسی آسمان اور زمین پر چھائی ہوئی ہے۔
(البقرہ: ۲۵۵)

وَيُزِيلُ الْعِيبَ

اور وہی منہ پرست ہے۔ (لقمن: ۳۴)

वेद नावः समद्वयः

وہ سمندر کا کشتیوں کو جاتا ہے۔ (رگ وید: ۱-۲۵-۱)

الْمَحَرَّاتِ الْفَرْجِ حَرِي

فِي الْبَحْرِ يَنْعَمِبُ الْدَّ
کیا تم نہیں دیکھتے کہ اللہ ہی کے فضل سے
کشتی سمندر میں چلتی ہے۔ (لقمن: ۲۱)

अहोरात्राणि विदपद् विम्वस्य

मिपतो वशो

کل جاہداروں کے اور قدرت رکھنے والے خدا نے
دن اور رات کا سلسلہ قائم کیا۔

(رگ وید: ۱۰-۱۰۰-۱۰)

أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللَّهَ يُؤَيِّنُ الْبَلَدَ فِي الشَّامِ

وَيُؤَيِّنُ الْبَلَدَ فِي الْبَلَدِ وَتَحَرَّ الشَّمْسُ

وَالْقَمَرُ كُلُّ شَيْءٍ إِلَى آبٍ بِسْمِيَّ

أَنَّ اللَّهَ يَسْمَعُ لَكُمْ خَيْرٌ

کیا تم نہیں دیکھتے اللہ رات کو دن میں داخل

کر رہا ہے اور سورج اور چاند کو ستر کر رکھا ہے۔

ہر ایک مقررہ عبادت تک چلتا رہے گا اور یہ کہ
اللہ تمہارے سب اعمال کی پوری خبر رکھتا
(تقمن: ۲۹) ہے۔

यदङ्क राशुषे त्वमाने भद्रं करिष्यसि।
तवेत् तत् सत्यमङ्कुरः

ہے پر مشورہ آپ نیک آدمی کا اچھا بھلا دیتے ہیں
یہ آپ کا حقیقی خاتمہ ہے۔ (رگ وید: ۱۰-۱۱)

ऋतस्य पथा नमसा विवासेत्
انسان کو چاہیے کہ سچائی کے راستے پر عاجزی سے
چلے۔ (رگ وید: ۱۰-۱۱)

نِعْمَتٌ مِّنْ عِنْدِنَا كَذَلِكَ نَجْزِي مَنْ
شَكَرَ ۝

یہ ہمارے پاس سے ایک نعمت ہے کہ جو شکر کرتا ہے
ہم اسے ایسا ہی صلہ دیا کرتے ہیں۔ (قر: ۳۵)

إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْمُغْتَالًا
فَخُذُوا ۝

قطعاً اللہ ایسوں کو درست نہیں رکھتا جو گمراہ
اور بڑائی کرنے والے ہیں۔ (النساء: ۳۶)

यो विश्वाप्ति वि पश्यति भुवना
संच पश्यति

وہ ایشور ساری دنیا کو اچھی طرح جانتا ہے۔
(رگ وید: ۱۰-۱۱)

وَاللَّهُ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمَوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ
وَاللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ۝
اور اللہ آسمانوں اور زمین میں جو کچھ ہے اسے
جانتا ہے اور اللہ سب چیزوں کو جانتا ہے۔
(الحجرات: ۱۶)

यस्तिष्ठति चरति यश्च वञ्चति,
यो निन्नायं चरति या प्रतद्वम् ।
हो संनिचय यन् मंत्रं धेतं

..... يَفْلَحُ مِرْكُوهٖ وَجَهَنَّمُ وَيَعْلَمُ
مَا تَكْسِبُونَ ۝
وہ تمہارے پوشیدہ احوال کو بھی اور تمہارے ظاہر

राजातद् वेदं ब्रह्मस्तुतोऽयः।

جو کھڑا کہتا ہے۔ چلتا ہے۔ جو دو حوالا دیتا ہے۔ جو
جو چھپتا پھرتا ہے۔ جو دوسرے کو تکلیف دیتا
ہے۔ جو دو آدمی خفیہ بات کرتے ہیں۔ تیسرا
ایشور ان سب کو جانتا ہے۔
(اتھرو وید ۲-۱۶-۴)

विश्वस्य निवृत्तो ब्रह्मा

وہ سب جامہ داروں پر غالب ہے۔ (رگ وید ۱۰-۱۹-۲۰)

तथंतद् राजा ब्रह्मो विश्वस्य

यदन्तरा रोबसी यत् परस्तात्

جو زمین اور آسمان میں یا اس کے اوپر ہے
اسے ایشور دیکھتا ہے۔ (اتھرو وید ۳-۱۶-۵)

वेद वातस्य वतं निमरो ब्रह्मस्य
वृष्टः । वेदा वं अध्यासते

وہ اوپر پھیل ہوئی خوش گوار ہوا کے راستوں کو جانتا
ہے اور ان سب چیزوں کو جانتا ہے جو اس کے
سہاے رہتی ہیں۔ (رگ وید ۱-۲۵-۹)

अहोरात्राणि विश्वः

دن اور رات بنائے۔

(رگ وید ۱۰-۱۹-۲)

احوال کو بھی جانتا ہے اور تم کو کچھ بھی عمل کرتے
ہو اس کو جانتا ہے۔ (انعام: ۳)

..... وَهُوَ مَعَكُمْ أَيْنَ مَا كُنْتُمْ
وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ

اور جہاں بھی تم ہو وہ تمہارے ساتھ ہے اور جو کچھ
بھی تم کرتے ہو اسے اللہ دیکھ رہا ہے۔ (الحید: ۴۱)

وَهُوَ النَّاهِي فُوتَ عِبَادِهِ.....

وہ (اللہ) اپنے بندوں پر غالب ہے۔ (غفار: ۱۸)

..... يَخْتَصِمُ مَا يُلْقَى فِي الْأَرْضِ وَمَا يُخْرَجُ
مِنْهَا فَمَا يَرْزُقُ مِنَ السَّمَاءِ وَمَا يَرْزُقُ مِنْهَا.....

وہ اسے بھی جانتا ہے جو چیز زمین کے اندر داخل
ہوتی ہے اور جو اس میں سے نکلتی ہے اور جو آسمان
سے اترتی ہے اور جو اس میں واپس چڑھتی ہے۔

(الحید: ۴)

وَهُوَ الَّذِي أَرْسَلَ الرِّيحَ بُشْرًا لِّبَيْنَيْ يَدَيْهِ رُفَاتٍ

اور وہی ہے جو اپنی رحمت سے پہلے خوشخبری کے طور پر
ہواؤں کو بھیج دیتا ہے۔ (الفرقان: ۲۸)

وَهُوَ الَّذِي جَعَلَ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ
خِلْفَةً.....

اور وہ ہے جس نے رات اور دن کو ایک دوسرے
کے پیچھے آنے جانے والا بنایا..... (الفرقان: ۶۲)

सूर्याचन्द्रमसौ घाता यथा
पूर्वमकल्पयत्

خالق نے سورج اور چاند کو مثل سابق
خلقتوں کے رچا (رگ وید ۱۰-۱۹۰-۲)

وَجَعَلَ اللَّيْلُ سَكَنًا وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ
حُسْبَانًا.....

اور اس نے رات کو آرام کے لیے بنایا اور سورج
اور چاند کو حساب کے لیے۔ (انعام: ۹۶)

होतारं सत्ययज्ञं रोदस्योवृत्तानहस्तो
नमसा विवासेत

قابل پرستش زمیں اور آسمان کو بچے راستہ پر چلانے
والے پر مشور سے عاجزی سے ہاتھ اوپر اٹھا کر
دعا مانگو۔ (رگ وید ۶-۱۶-۴۹)

...إِلَٰهُ الْخَلْقِ وَالْأَمْرِ تَبَارَكَ اللَّهُ
رَبُّ الْعَالَمِينَ ۝ أَعُوذُ بِكُمْ لَضُمُّرَعَا
وَحُفْيَةً ۝ إِنَّهُ لَا يَجِبُ الْمُعْتَدِينَ ۝
یاد رکھو اللہ ہی کے لیے خاص ہے خالق اور حاکم ہونا
تمام جہانوں کے پروردگار بڑی خوبیوں سے بھرے
ہیں تم لوگ اپنے پروردگار سے عاجزی سے اور
چپکے چپکے دعا کیا کرو۔ بیشک وہ حد سے گزرنے
والوں کو پسند نہیں کرتا ہے۔ (اعراف: ۵۳-۵۵)

अद्वा देव महा

خدا در حقیقت بہت بڑا ہے۔

(اتھرو وید ۲۰-۵۸-۳)

.....الْكَبِيرُ الْمُتَعَالِ ۝

(اللہ) سب سے بڑا اور عالی شان ہے۔ (زمرہ: ۹۱)

अद्वयानि वरुणस्य वतानि

خدا کے قانون نہیں بدلتے

(رگ وید ۱-۱۰-۱۰)

..... لَا تَبْدِيلَ لِكَلِمَاتِ اللَّهِ.....

اللہ کی باتوں میں کوئی تبدیلی نہیں ہوا کرتی۔

(یونس: ۶۴)

न क्रिस्व प्रमिनन्ति वतानि

خدا کے قوانین کوئی نہیں بدل سکتا۔

(اتھرو وید ۱۸-۵۰-۱)

وَلَنْ تَجِدَ لِسِتَّةِ اللَّهِ تَبْدِيلًا ۝

اور تم خدا کے قانون میں کوئی تبدیلی نہیں پاؤ گے۔

(الفتح: ۲۳)

ہمے چیت تھ منیوے بے پتے۔

نیمیتا مہی یکنیہ یکنیننویکسا

نم مہتواں اہوہیہ یکنن

تھراگنم (رگ وید: ۱۱-۸۰-۱)

لے خدا زمین اور آسمان تیرے رب سے کانپتے
میں لے خدا تو اپنے تہرے بدکار کو مارتا ہے اور
شکی کرنے والے کے لیے روحانیت کی عظمت قائم
کرتا ہے۔ (رگ وید ۱-۸۰-۱۱)

وَلِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ
لِيَجْزِيَ الَّذِيْنَ اَسَاءُوْا بِمَا عَمِلُوْا وَّ
لِيَجْزِيَ الَّذِيْنَ اَحْسَنُوْا بِالْحَسَنٰتِ ۝

اور آسمانوں اور زمینوں میں جو کچھ بھی ہے
اللہ ہی کی ملک ہے تاکہ جنہوں نے برے
عمل کیے ان کو برابر دے اور نیک عمل
کرنے والوں کو اچھا بدلہ دے۔

(النجم: ۳۱)

تھمگنے پرمیوہ اہوہیہ:

لے پرمیوہ تو سب سے اول ہے اور سب سے

زیادہ عالم ہے۔ (رگ وید ۱-۳۱-۲)

هُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ
وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۝

وہی اول ہے وہی آخر اور وہی ظاہر اور باطن ہے
اور وہ ہر شے کا علم رکھتا ہے۔ (حدید: ۳)

دھواکھوہیاکروہیہ تھاننوتے

پرجاپتی: مہنننوتے دھواکھ

تھاننوتے پرجاپتی:

خدا نے حق و باطل کی کیفیت کو سمجھ کر حق کو باطل
سے جدا کر دیا اور حکم دیا کہ اسے تو گو حق پر ایمان لاؤ
او۔ باطل پر ایمان مت لاؤ۔

(-بحر وید ۱۹-۶۶)

..... قَدْ تَبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ
فَمَنْ يَكْفُرْ بِالطَّاغُوتِ وَيُؤْمِنْ
بِاللهِ فَقَدْ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ
الْوُثْقٰى ۚ

ہدایت انکراہی سے ممتاز ہو چکی ہے تو جو
کوئی طاغوت کا انکار کرے اور اللہ پر ایمان
لے آئے اس نے ایک بڑا مضبوط حلقہ تھام لیا۔

(البقرہ: ۲۵۱)

उत त्वः पश्यन् सर्वं वाचम्
उत त्वः पुराणं मनोत्वेनाम्
بے عقل لوگ کتاب دیکھتے ہوئے نہیں دیکھتے اور
سننے ہوئے نہیں سنتے۔
(رگ وید ۱۰-۶۱-۴)

.....وَأَنْتُمْ تَشْتُلُونَ الْكُتُبَ
أَفَلَا تَعْقِلُونَ ۝
حالانکہ تم کتاب (الہی) پڑھتے ہو۔ تو
کیا تم عقل سے کام ہی نہیں لیتے؟
(البقرہ: ۲۳)

महेचन त्वामद्रिचः पराशक्त्याय
वेयाम् । न सहसाय नायुताय
बन्धिनो न शताय इतामघ
لے لازوال قادر مطلق خدا تو اس قدر جیش قیمت
ہے کہ میں تجھ کو کسی قیمت کے لیے نہ چھوڑوں۔ نہ ہزار
کے لیے نہ اربوں کے لیے۔ نہ سینکڑوں دنیاوی
نعمتوں کے لیے۔ (رگ وید ۸-۱-۵)

.....وَلَا تَشْتَرُوا بِإِيمَانِي ثَمَنًا قَلِيلًا
ذُرِّيَّاتِي فَأَنْتُمْ بِ ۝
اور تمھوڑی سی قیمت کے عوض میری
آیتوں کو فروخت مت کرو ڈالو اور صرف
مجھ ہی سے ڈرو۔
(البقرہ: ۴۱)

स्वयं यजस्व स्वयं अयस्व
तु ہی عمل کر تو ہی اس کا پھل بھوگ
(- بقرہ وید ۲۳-۱۵)

الْأَشْرَارُ وَأَنْزِلَا دَنَارَ الْخُسْرِ
اور یہ کہ کوئی بوجھ اٹھانے والا دوسرے کا بوجھ نہیں
اٹھائے گا۔ (نجم: ۳۸)

अस्यः अमहं हीमतां प्रतीप अगमा
मृचे । मृता सुमत्र मृतय
اے قادر مطلق عظیم الشان پروردگار ہم اپنی جہالت
سے گمراہ ہوتے ہیں۔ ہمارے اوپر مہربانی کیجئے۔
(رگ وید ۷-۸۵-۴)

إِنَّ اللَّهَ لَا يَظْلِمُ النَّاسَ شَيْئًا وَ
بَلَّغَتِ النَّاسَ أَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُونَ ۝
بے شک اللہ انسانوں پر بالکل ظلم نہیں کرتا بلکہ لوگ
خود اپنے اوپر ظلم کرتے ہیں (یونس: ۲۴)

केवसायो भवति केवसावो
जो اپنی کمائی کو کیلا ہی کھاتا ہے وہ گناہ کھاتا ہے
(رگ وید ۱۰-۱۱۶-۹)

स इव भोजो यो गृह्ये
ववात्यन्नकामाय चरते कृशाय
अरमस्मै भवति यामहता
उतापरीष कृणुते सखायम्
جو غریبوں اور حاجت مندوں کی مدد کے لیے خیرات
کرتا ہے وہی سخی ہے اس کا بھلا ہوتا ہے۔ اس کے
دشمن بھی اس کے دوست بن جاتے ہیں۔
(رگ وید ۱۰-۱۱۶-۳)

य आध्याय चकमानाय पितवो
ऽग्निवात्सन् रफितायोपजामुषे ।
स्थिर मनः कृणुते सेवते
पुरोतोचित्स मांडितारं न बिन्दते
جو ترس کے قابل۔ یم روٹی کے طالب کو روٹی ہوتے
ہوئے بھی مدد نہیں دیتا اور سخت دل کر کے خود
کھاتا رہتا ہے اُس کو مصیبت آنے پر کوئی راحت
نہیں ہوتی۔ (رگ وید ۱۰-۱۱۶-۲)

لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ شَيْءٌ تَنَفَّقُوا مِنْهُمَا تَحِبُّونَ
تم نیکی کو نہیں پہنچ سکتے مگر جب تک ان چیزوں کو
(خدا کی راہ میں) خرچ نہ کرو جنہیں تم عزیز نہ رکھتے
(آل عمران: ۹۲)

الَّذِينَ يَنْفِقُونَ فِي السَّرَّاءِ وَالضَّرَّاءِ
وَالْكَظِيمِ الْغَيْظِ وَالْعَافِينَ عَنِ
النَّاسِ ۗ وَاللَّهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ ۝
یہ وہ لوگ ہیں جو آسودگی اور تنگی دونوں
میں خرچ کرتے ہیں اور غصہ کو ضبط کرتے
ہیں اور لوگوں سے درگزر کرتے ہیں اور اللہ
احسان کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔
(آل عمران: ۱۳۴)

فَذَلِكَ الَّذِي يَدْعُ الْيَتِيمَ ۝ وَلَا
يَهْدِي عَلَىٰ آجَامِ الْمَسْكِينِ ۝
فَوَيْلٌ لِلْمُصَلِّينَ ۝
سودہ شخص جو یتیم کو دھکے دیتا ہے اور
محتاجوں کے لیے کھانا مالدینے کی ترغیب نہیں
دیتا۔ سو ایسے نازیروں کے لیے بڑی خرابی ہے۔
(الماعون: ۳۱-۳۴)

نوٹ :- شرعی گزارش اور ادا دہیلے کے ترنوں سے بھی چند جگہ اختلاف ہے۔ لیکن یہاں ہم
نے انہیں کے ترجمے نقل کیے ہیں۔

ابھی اور پرکھیے اگر آپ کا برسوں سے کھویا ہوا بھائی اچانک بازار میں مل جائے تو کیا آپ ہیئت کی کچھ تبدیلی کی وجہ سے اسے پہچانتے یا گلے لگانے سے انکار کر دیں گے؟

جب کہ اس کے چہرے پر بچپن کی جانی پہچانی واضح علامات کھیں ہوں؟ یا یہ ہو سکتا ہے کہ شکل و شہادت کی مماثلت کی وجہ سے پہلے آپ ٹھنکیں۔ پھر اس کے ماضی کے بارے میں سوالات کریں اور ان علامات کو غور سے دیکھیں۔ اس کے بعد بلاشبہ آپ اسے پہچانیں گے اور پہلے سے زیادہ محبت اس کے لیے آپ کے دل میں اٹھے گی۔ اگر وہ آپ کو نہ پہچان سکے گا تو آپ بڑی بے چینی سے اسے اپنے آپ کو پہچانوانے کی کوشش کریں گے۔ تو ایسے شکل و شہادت میں مماثلت دیکھنے سے جدا اپنے ماضی میں کھوئے ہوئے بھائی کی کچھ علامات کو اور غور سے دیکھیں اور اس سے کچھ سوالات کریں۔

- प्रतिपद्यं चारुमन्त्रं गोपीयाय प्रहृषते । महद्भिरग्न आ गहि [१]
 नहि देवो न मर्त्यो महस्तव क्रंतु परः । महद्भिरग्न आ गहि [२]
 ये सहो रजसो विदुर्विवे देवास्तो अद्भुतः । महद्भिरग्न आ गहि [३]
 ये उषा अर्कमान् चरना घृष्टास ओजसा । महद्भिरग्न आ गहि [४]
 ये शुष्माघोरवपंसः सुधन्वास्तो रिशादसः । महद्भिरग्न आ गहि [५]
 ये नाकस्याधि रोचने दिदि देवास्त आसते । महद्भिरग्न आ गहि [६]
 ये ईद्व्यन्ति पवंतान् तिरः समुद्रमणवम् । महद्भिरग्न आ गहि [७]
 आ ये तन्वन्ति रदिमिभिस्तिरः समुद्रमोजसा । महद्भिरग्न आ गहि [८]
 भमि त्वा प्रवंशीनयं सृजामि सोम्यं मघ । महद्भिरग्न आ गहि [९]

اوپر دیئے گئے دہر منتر رگ وید کے ہیں۔ ان میں دیکھیں کہ ہر منتر کے آخر میں ایک ہی جملہ (ترجمہ: اگنی کارا ز رگیتانی امت یعنی مسلمانوں کے ذریعہ حاصل ہوتا ہے) महद्भिरग्न आ गहि

(دشمن کی کمینہ برقی کمائیں ٹوٹ جائیں) म भन्तामन्यकेवा ज्याका अधिधन्वत

رگ وید میں مسلسل ۱۳ بار یہ دہرایا گیا ہے : अथ रोदसी विधं मे अस्य रोदसी : (اے جنت کی سرزمین میرے دک پر دھیان دو)۔ رگ وید ۱۰-۱۴ میں विधं मे हविषा कस्मे वेवाय (میں کس خدا کو قربانی پیش کریں؟) رکھتا ہمار ۹ مرتبہ آیا ہے۔۔۔ بجز وید کے اکیسویں اور حیائے کے ایک بھاگ میں منتر سے سترہ تک رکھتا ہمار ہر شکر کے آخر میں پیکر لیا ہے۔ षष्ठिरिचन्द्रियं वसुधेयस्य ध्यान्तु यत् (قرآن شریف میں بھی اس قسم کی مگر اعرف سورہ رحمان ہی میں نہیں ہے بلکہ منذرجوزیل سورتوں میں پیشالیں ہم کر ملتی ہیں)۔

سورہ ممتل میں: **وَمِنْ آيَاتِنَا الَّتِي يُكَذِّبُ فِيهَا الْبَاقُونَ** (بڑی خرابی ہے اس روز بھٹلانے والوں کے لیے) ۱۰ مرتبہ
 سورہ قمر میں: **وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُدَكِّرٍ** (اور نصیحت حاصل کرنے والوں
 کے لیے قرآن کو بہت آسان کر دیا ہے پس ہے کوئی نصیحت حاصل کرنے والا) ۴ مرتبہ۔

اس طرح کی اور بھی مثالیں قرآن شریف اور حدیث میں ہیں۔ وہیوں میں تو معجزات و رسالت اور آخرت کے مضامین الگ الگ ابواب کی حیثیت میں پیش کیے جانے کے متقاضی ہیں جو آئندہ آئیں گے۔

جہاں تک پچھلی کتب مقدسہ سے ویدوں کے ہمارے کلام سوال ہے۔ عبرانی زبان سے ناواقفیت کی بنا پر ہم پچھلے صحائف ’توریت‘ ’زبور‘ انجیل وغیرہ کے انگریزی ترجمے ہی پڑھ سکے ہیں۔ ظاہر ہے ان ترجموں میں

مترجمین کے اپنے خیالات اور عقائد کا عکس شامل ہو گا لیکن دیدوں کے مطالعے کے درمیان ہم نے ان کا کافی حصہ ان کی اصل زبان سنسکرت میں بھی دیکھنے اور سمجھنے کی کوشش کی ہے۔ اس تقابلی مطالعے میں توریت اور انجیل میں تحقیق کرنے والے مسلمان محققین کی بھی وہ تصنیفات ہم نے سامنے رکھیں جو ہمیں دستیاب ہو سکیں۔

ہم نے ان تمام کتب کو قرآن کی کسوٹی پر پرکھنے کی کوشش کی ہے اور ہم خدا کو حاضر و ناظر جان کر پوری ایمان داری کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ ممکن ہے کہ یہ کتابیں اپنی اصل زبانوں میں دیدوں کے ہم پلہ ثابت ہو سکیں لیکن موجودہ شکل میں دیدوں کو ہم نے انگریزی ترجمہ شدہ بائبل (توریت، زبور، انجیل اور دیگر انباء کی کتب) سے اتنا آگے پایا کہ دونوں میں کوئی مقابلہ ہی نہیں۔

یہ تو قرآن کے معیار پر ان کتابوں (وید اور بائبل) کے مضامین کی صحت کو پرکھنے کا حاصل تھا لیکن اصل اور آخری کسوٹی ابھی باقی ہے۔ خود قرآن دیدوں کے بارے میں کیا کہتا ہے؟

قرآن عظیم ہیں بتاتا ہے کہ ہر امت میں اللہ نے اپنے رسول بھیجے: وَبِكُلِّ أُمَّةٍ رَّسُولٌ ۚ اور ہر امت کے لیے ایک رسول تھا۔

لیکن جن مقدس کتابوں کا قرآن نے ذکر کیا ہے وہ صرف آخری گواہی باقی ہے | توریت، زبور اور انجیل بھی جاتی ہیں بشری گنگا پرشاد اپادھیائے اپنی کتاب میں اس پر اعتراض کرتے ہوئے کہتے ہیں۔

حضرت آدمؑ کے بعد قرآن شریف میں خاص طور پر چار منہموں کا ذکر آتا ہے۔ حضرت موسیٰؑ، حضرت داؤدؑ، حضرت عیسیٰؑ اور حضرت محمدؐ۔ ان سے چار کتب منسوب ہیں۔ حضرت موسیٰؑ سے تورات، حضرت داؤدؑ سے زبور، حضرت عیسیٰؑ سے انجیل، اور

حضرت محمدؐ سے قرآن۔ حضرت آدمؑ کا نام نہ ملے ہوں میں مذکور ہے نہ ان کے ساتھ کسی کتاب کو منسوب کیا گیا ہے۔ حضرت آدمؑ سے لے کر حضرت موسیٰؑ تک ایک مدت گزر جاتی ہے۔ اس میں انسانی تاریخ میں بہت سے مدد و جزر آ جاتے ہیں۔ بہت سی سلطنتیں پیدا ہوتی اور فنا ہو جاتی ہیں۔ کوئی اہل کتاب پیدا نہیں ہوتا۔ ۱۰

آپ کہہ سکتے ہیں کہ قرآن شریف بنیادی طور پر کتاب ہدایت ہے۔ یہ رسولوں کے نام یا ان کی کتابوں کے ناموں کی انسائیکلو پیڈیا نہیں ہے۔ لیکن شری گنگا پرشاد کے اعتراض سے قطع نظر یہ سوال تو یقیناً پیدا ہوتا ہے کہ جن صاحب شریعت رسولوں کا ذکر قرآن کریم نے خصوصی اہمیت کے ساتھ بار بار کیا ہے یعنی حضرت نوحؑ، حضرت ابراہیمؑ، حضرت موسیٰؑ، حضرت عیسیٰؑ اور حضرت محمدؑ۔ ان سب کی کتابوں کے نام بتائے سوائے حضرت نوحؑ کی کتاب کے۔ یہاں تک کہ حضرت داؤدؑ کی کتاب کا نام بھی بتایا لیکن حضرت نوحؑ کے لائے ہوئے صحیفوں کے نام قرآن کیوں نہیں بتاتا؟

یہی سوال دوسرے الفاظ میں یوں دہرایا جاسکتا ہے کہ جن بڑی بڑی قوموں کا قرآن ایک ساتھ ذکر کرتا ہے وہ مومنین، عیسائی، یہودی اور صابئین ہیں۔ ان میں سے قرآن نے اول الذکر تین قوموں کے پاس آئے صحیفوں کا نام تو بتایا لیکن صابئین کے پاس حضرت نوحؑ کون سے صحیفے لائے تھے۔ یہ کیوں معلوم نہ ہو سکا؟ اس سوال کی اہمیت اس وقت اور بڑھ جاتی ہے جب ہمیں یہ معلوم ہوتا ہے کہ صابئین قرآن عظیم میں دیکھ تو کہہ گیا ہے اور اس دیکھ تو م کے تبدیل ہو کر اسلام میں داخل ہونے کی پیشین گوئیاں بھی موجود ہیں۔ صرف اتنا ہی نہیں احادیث سے ہمیں یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ تبدیل ہو کر آنے والی قوم ”اعجب القوم“ — عجیب ترین قوم — براہ راست قرآن پر ایمان نہیں لائے گی بلکہ پہلے اپنے مخالفین سے وہ کمی ہوئی تھی ان کی طرف توجہ ہوگی اور ان مخالف ہی میں موجود قرآنی تعلیمات اور قرآن کی تصدیق پانے کے بعد ایمان لائے گی۔

اُدگرنتھ (اولین صحائف) کے نام سے ڈھونڈیے

یہ حقائق اس امر کے متقاضی ہیں کہ قرآن حکیم میں دیکر دھرم کے صحائف کا ذکر ہم تلاش کریں۔ قرآن پاک میں جب ہم پچھلی کتابوں کا ذکر ڈھونڈتے ہیں تو ہمیں تورتیت زبلہ انجیل اور صحیف ابراہیم کے علاوہ پچھلی کتابوں کے لیے صحیف اولیٰ اور زبر الاولین کے الفاظ ملتے ہیں جن کے لفظی معنی ہیں سب سے پہلے صحیفے اور سب سے پہلے بکھرے ہوئے اوراق۔ ان دونوں الفاظ کے سنسکرت مترادف الفاظ اُدگرنتھ (अद्विजन्त) اور اُدگیان (अद्विजान) ہیں۔ ویدوں کے بارے میں ہندوؤں کا دعویٰ ہے کہ یہ اُدگرنتھ اور اُدگیان ہیں۔ کیا کبھی آپ نے یہ سوچا ہے کہ قرآن جنیس زبر الاولین یا صحیف اولیٰ کہتا ہے وہ کہیں یہی کتابیں تو نہیں ہیں جنیس ہندو اُدگرنتھ کہتے ہیں۔ یہاں اس بات کا خیال رہے کہ اگر وید نام کی کسی کتاب کو ہم نے قرآن کریم میں ڈھونڈنے کی کوشش کی تو یہ سعی لاعمل رہے گی۔ آج کی دنیا میں حضرت داؤدؑ سے منسوب صحیفے کا نام سام [PSALM] ہے۔ اب اگر سام کے نام سے آپ قرآن کریم میں حضرت داؤدؑ کے صحیفے کو تلاش کریں تو ظاہر ہے کہ نہیں ملے گا۔ قرآن نے اس کتاب کا نام زبور رکھا ہے۔ یہ ایسا ہی ہے جیسے ہم پچھلے باب صفحہ ۳ پر یہ مثال دے چکے ہیں کہ آج کوئی عیسائی اپنے آپ کو نصاریٰ نہیں کہتا۔ لیکن ہم جانتے ہیں کہ قرآن نے نصاریٰ اس قوم کو کہا ہے جو آج اپنے آپ کو عیسائی کہتی ہے۔

ہم سے کیسی غفلت ہو گئی جو اپنے آپ کو نصاریٰ نہیں کہتے۔ انھیں تو ہم نصاریٰ کے نام سے جانتے ہیں جو اپنی کتاب کو زبور نہیں کہتے۔ ان کی کتاب کو ہم زبور کے نام سے جانتے ہیں اور یہاں ایک بہت بڑی توہم ہزاروں سال سے نزول قرآن سے بھی پہلے سے یہ دعویٰ کرتی چلی آ رہی ہے کہ اس کے پاس صحیف اولیٰ یا زبر الاولین ہیں۔ اپنی زبان میں وہ یہی الفاظ اپنی کتابوں کے لیے استعمال کرتی چلی آ رہی ہے اور ہم ایک ہزار سال سے اسی ملک میں اسی قوم کے درمیان رہتے ہوئے بھی بغیر تحقیق کیے بغیر ان کے اُدگرنتھوں

کو پڑھے یہی کہے چلے جا رہے ہیں کہ صحفِ اولیٰ اور زبرِ اولین کا دنیا میں اب کوئی وجود نہیں ہے اور پھر ایسا بھی تو نہیں کہ بہت سی قومیں اس نام کی کتاب رکھنے کا دعویٰ کرتی ہوں۔ جس سے سب کا دعویٰ مشکوک ثابت ہو رہا ہو بلکہ دنیا میں صرف یہی ایک مذہب ہی قوم ہے جو اس کی مدعی ہے۔ اللہ ہمیں معاف کرے۔ شاید اللہ کی یہی مصلحت تھی کہ یہ راز اسی دور کے قریب کھلے جو تبدیلی قوم کے لیے لکھا جا چکا، ورنہ ہمیں قرآن میں واضح بتا دیا گیا ہوتا کہ صحفِ اولیٰ یا زبرِ اولین کس رسول کے ذریعے آئے لیکن اس سے ہماری غفلت کے جرم میں کمی نہیں ہوتی۔ قرآن میں صاف الفاظ میں شخص صریح ان کا ہے جن کو نزولِ قرآن کے وقت عرب جانتے تھے باقی رہتی دنیا تک کے تمام اہم واقعات اس میں تلاش کرنے سے ملیں گے۔ جو ایسے الفاظ میں ہوں گے جن پر ۲۰ سال پرانے عرب عمومیت کا اطلاق کرتے تھے۔ یہ ہمارا اور خصوصاً ہندوستانی مسلمانوں کا فریضہ تھا کہ اس قوم کا تعلق قرآن سے تلاش کرتے جس کے درمیان ہم ایک ہزار سال سے ہیں۔

اولین صحائف موجود ہیں | اولین صحائف کا دنیا میں آج بھی وجود ہے اس پر قرآن کی مندرجہ ذیل آیت دلیل ہے۔

ترجمہ: ”اور وہ کہتے ہیں کہ یہ شخص اپنے رب کی طرف سے ہمارے پاس کوئی غیر معمولی ثبوت کیوں نہیں لاتا اور کیا ان کے پاس صحفِ اولیٰ میں جو کچھ بھی ہے (اس کی شکل میں) واضح دلیل نہیں آگئی؟“ (سورہ طہ: ۱۳۳)

یہ آیت اس بات کا ثبوت ہے کہ اولین صحیفہ یا آدگر متہ غائب نہیں ہوئے بلکہ دنیا میں آج بھی موجود ہیں بلکہ اس بات کو تو قرآن دلیل اور معجزے کے طور پر پیش کر رہا ہے کہ ہزاروں سال گزر جانے کے بعد بھی اولین صحائف میں وہ تعلیمات موجود ہیں جن کے ٹکڑے کی شکل میں قرآنِ عظیم سب سے آخر میں نازل ہوا۔ اولین صحیفوں کے دنیا میں موجود ہونے کے لیے جو لوگ ثبوت طلب کرتے ہیں ان کے لیے اس آیت میں پاری تعالیٰ نے ایک خاموش چیلنج پیش کیا ہے۔

”قرآنی دلیل چاہتے ہو؟ اللہ کے الفاظ میں ثبوت طلب کر رہے ہو؟ اولین صحائف آدرگرنہ کو اٹھا کر نو دیکھو ہمارا ثبوت، ہمارا معجزہ، ہماری دلیل تمھارے سامنے آجائے گی۔“

اس آیت کا جو مفہوم آج تک سمجھا جاتا رہا ہے وہ یہ ہے کہ پچھلے صحائف میں جتنی بھی تعلیمات تھیں، جتنے بھی مضامین تھے ان کے عطر کی شکل میں تمام کتابوں کا مجموعہ قرآن ہمارے پاس آگیا ہے، اور یہ نبی اُمّیؐ کا اللہ کی طرف سے معجزہ ہے۔ بیشک یہ مفہوم بھی اس آیت کا ہے لیکن کیا اس میں بھی وہی جیلنج واضح طور پر آپ کو محسوس نہیں ہو رہا؟ جب تک پچھلے تمام صحائف میں کیا تھا، یہ آپ کو نہیں معلوم ہوتا معجزے کا یہ رخ کیسے ثابت ہوگا؟ یہ کیسے معلوم ہوگا کہ قرآن ان سب مضامین کا مجموعہ ہے۔

یہ تھی قرآن میں پچھلے صحائف کی اصل تعلیمات تلاش کرنے کی تاکید اور اس تاکید کا مطلب یہ ہے کہ وہ دنیا میں تاجید نہیں ہیں۔

ویدیٰ اولین صحائف ہیں | صحیفہ اولیٰ کے الفاظ بہت جامع الفاظ ہیں ان میں عمومیت بھی ہے اور خصوصیت بھی۔

تمام پچھلے صحیفے بھی اس کے مفہوم میں داخل ہیں اور سب سے پہلے صحیفے بھی۔ قرآن خاص طور سے نام لے کر جن پچھلے صحائف کا ذکر کرتا ہے وہ صحیفہ ابراہیمؑ، توریت، زبور، اور انجیل ہیں۔ یہ تمام کتابیں وہ ہیں جن سے اہل عرب واقف تھے۔

حضرت نوحؑ، سیلاب کے واقعات، ان کی قوم کے حالات اور ان کے صحائف کو قرآن کے اولین مخاطب اہل عرب نہیں جانتے تھے۔ اس کے ثبوت میں خود قرآن مجید کی سورہ تہود میں حضرت نوحؑ اور طوفانِ نوحؑ کے واقعے کو بیان کرنے کے بعد اللہ جل جلالہ کا یہ ارشاد ہے:

ترجمہ: ”یہ غیب کی خبریں ہیں جو ہم تمھاری طرف دہی کر رہے ہیں۔ اس سے پہلے لے صحیفہ ابراہیمؑ کے نام سے چند لوگوں کے پاس کچھ متفرق اوراق پائے جاتے تھے۔“

نہ تم ان کو جانتے تھے اور نہ تمہاری قوم..." (سورہ ہود: ۲۹)

بہر حال قرآن نے اپنے مخصوص طرز بیان میں جن نبیوں کی کتابوں سے اس وقت کے قرآن کے مخاطب واقف تھے۔ ان کا نام ان الفاظ میں لیا کہ وہ لوگ آسانی سے پہچان لیں۔ لیکن ان سے پہلی کتابوں کا ذکر بھی چھوڑا نہیں۔ اس کے لیے ایسے جامع اور ذومعنی الفاظ استعمال فرمائے جو صرف اللہ رب العزت ہی کی خصوصی نشان ہے۔ صحیفہ اولیٰ اور زبر الاولین کے الفاظ سے اس دور کے لوگوں کو بھی کوئی دقت نہ پیش نہیں آئی کیوں کہ ان سے وہی تمام محالّف وہ مراد لیتے رہے جن کو وہ جانتے تھے اور انہی الفاظ نے صحیح الاسلام کے مصنف نگار پر شاد اپادھیائے کو بھی بتا دیا کہ قرآن میں تمہاری کتابوں کا ذکر کیا گیا ہے۔ اُس میں **آلِ اِنجیل** اور **آلِ انبیاء** کا ذکر نہ یعنی اولین صحالّف کا ذکر ہے۔ یہاں ہی حکمت سے تم یہ کیوں امید رکھتے ہو کہ دنیا کی بڑی بڑی قوموں کے جن میثواؤں (حضرت نوح، حضرت ابراہیم، حضرت موسیٰ، حضرت عیسیٰ اور حضرت محمد) کا ہم نے ایک ساتھ نام لیا ہے۔ بلکہ ان میں سے سب کی کتابوں کے نام تو بتائے لیکن تمہارے پیشوا (حضرت نوح ہی کی کتاب کا ذکر قرآن میں نہیں کیا۔

اب آئیے زبر الاولین کے الفاظ پر غور کریں۔ قرآن بتاتا ہے :

”بے شک زبر الاولین میں یہ (قرآن) ہے۔“ (سورہ شعراء: ۱۹۹)

زبر کے لفظی معنی ہیں بکھرے ہوئے اوراق۔ زبر الاولین کا مطلب ہوا: ”سب سے پہلے والے بکھرے ہوئے اوراق۔“ سب سے پہلے صاحب شریعت رسول حضرت نوح تھے۔ ہندو حضرت نوح کی امت ہیں۔ وہ اپنی مقدس کتابوں ویدوں کے آدیگان [آلِ اِنجیل] یعنی اولین علم ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں اور ویدوں کی تاریخ (جو مختصراً آپ کی نظر سے گزر چکی) پر نظر ڈالنے سے سب سے پہلے بکھرے ہوئے اوراق کی تعریف ان پر پوری طرح صادق آتی ہے۔

یہاں اور دوسرے معانی کے ساتھ ایک لطیف اشارہ یہ بھی چھپا ہوا معلوم ہوتا ہے کہ رسولوں پر جو کتابیں نازل ہوئیں۔ وہ کچھ بیّنات تھیں اور کچھ زُبر۔ یعنی زُبر اور بیّنات مختلف نوع کے صحیفے ہیں۔ بیّنات کے معنی ہیں "جن میں صاف صاف سمجھ میں آنے والے الفاظ میں بیانات ہوں۔" بیّنات سے مختلف مضمون کیا ہوئی؟ جن میں تمثیلی انداز میں واقعات کا بیان ہو۔ "رگ وید میں کہا گیا ہے کہ میں واقعات کو حمد کے پیرائے میں تمثیلی زبان میں بیان کرتا ہوں۔" (رگ وید ۸۔۹۔۱۱)

ویدک علم کو ہم دیکھیں تو وہ زبر کی اس تعریف پر بھی پورے اتارے ہیں اور ان کے اولین ہونے میں تو کسی کو بھی اختلاف نہیں ہے۔

ویدوں کے صحفِ اولیٰ یا زبرِ الاولین ہونے اور حضرت نوح سے متعلق ہونے کا ایک آخری عقلی ثبوت یہ ہے کہ پُرانوں اور ہندوؤں کی دیگر مذہبی کتابوں میں تو بہت سے انبیاء علیہم السلام کی ناموں کے ساتھ پیشین گوئی ملتی ہے لیکن ویدوں میں انبیاء میں سے صرف آدمؑ اور حضرت نوحؑ کے تذکرے ملتے ہیں۔ آسمانوں کے رسولِ اول ہونے کی حیثیت سے حضرت احمدؑ کی تفصیلات ملتی ہیں یا پھر ان کے علاوہ حضرت محمدؐ کی پیشین گوئی ملتی ہیں۔ رسولِ آخر الزماں کی پیشین گوئیاں تو ہر مفسرِ صحیفے میں ہیں۔ ان کے علاوہ انبیاء میں سے حضرت نوحؑ سے آگے کسی نبی کا بیان نہ پایا جاتا اس بات کا ثبوت ہے کہ وید نہ تو نوحؑ سے پہلے کے صحیفے ہیں اور نہ ان کے دور کے بعد کے۔

ویدوں کو کتب الہی یا کتب مقدسہ تسلیم کیے جا سکنے میں جو اشکال ہمارے خیال میں پیدا ہو سکتے تھے۔ وہ ہم سمجھتے ہیں کہ اب باقی نہیں رہ گئے ہوں گے۔ خود ویدوں کے مضامین وید پڑھنے والے چند مسلمان علماء کے خیالات اور سب سے بڑھ کر قرآن عظیم کی نشاندہی کے بعد اس میں کوئی شک باقی نہیں رہتا کہ یہ کلام ربانی کے حصے ہیں۔

وید اور دیگر ہندو مذہبی کتب | ہندو عقیدے کے مطابق ویدوں کو خدا کا کلام مانا جاتا ہے جس کے کسی لفظ

میں تبدیلی ان کے نزدیک جائز نہیں ہے اور دوسری مذہبی کتابیں جیسے پُران (पुराण) آپنشد (आपनशद) اور آرتھشک (आर्थशक) اِسمرتیاں (स्मृतिات)

(स्मृतिات) وغیرہ کو ویدوں کی تفسیر مانا جاتا ہے۔ ان تمام کتابوں کے الفاظ براہِ راست خدا سے منسوب نہیں ہیں بلکہ ان کا صرف مفہوم خدا کی طرف سے مانا جاتا ہے۔ یہ مختلف شریوں سے منسوب تسلیم کی جاتی ہیں اور ان کے الفاظ اگر ایسے بدل جائیں کہ مفہوم نہ بدلے تو کوئی حرج نہیں مانا جاتا۔ یہ بالکل ایسے ہی ہے جیسے قرآن اور حدیث کا باہمی تقابل۔

مکھیاں پدم پُران آپنک میں یہ بات اس طرح کہی گئی ہے۔

”خدا کے اپنے الفاظ کو کوئی بولنے والا ویسے ہی مطلب والے دوسرے الفاظ سے

بدل نہیں سکتا۔ اگر بدلے تو اُسے خدا کے الفاظ نہیں کہا جائے گا۔ اس قاعدے کے مطابق وید

کے الفاظ خدا کے الفاظ ہی ہیں۔۔۔۔۔ یہی نہیں جملے میں الفاظ کی ترتیب بھی نہیں بدلی جاسکتی

پُران آپنک لوگوں کے جملوں کی طرح ہیں۔ ان جملوں میں الفاظ بدلنے میں کوئی حرج نہیں

مانا جاتا۔ ان کے جملوں کے مطلب میں تبدیلی نہ ہونا چاہیئے۔“

ہندو عالموں کا دعویٰ ہے کہ ویدوں کو یاد کرنے میں اتنی تکلیکی احتیاط برتی گئی

ہے کہ وہ شروع سے بغیر تبدیل ہوئے ویسے ہی چلے آ رہے ہیں۔ لیکن ہم جانتے ہیں کہ ہزاروں

سال سے حافظوں میں چلے آ رہے ویدوں کو اٹھارویں صدی کے آخر میں پہلی بار ٹیکسٹر

نے کتابی شکل میں شائع کرایا۔ اگر ہم تمام تراحمیاتوں کو تسلیم بھی کر لیں تب بھی حافظوں میں
 ویدوں کے ساتھ پرانوں اور دوسری کتابوں کے مضامین کا غلط مطلب ہو جانا عین ممکن ہے۔
 ویدوں کے انگریز مفسر سب اس بات کی تصدیق کرتے ہیں (حوالے اس باب میں دیئے
 جا چکے ہیں)۔ ہماری سمجھ اور تحقیق کے مطابق ویدوں اور ان تمام کتابوں میں جتنے حصے کی
 قرآن سے تصدیق ہوتی ہے وہ اصل وید ہے۔



..... رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَا إِنَّا كُنَّا بِمَا عَمَلْنَا غَافِلِينَ.....

”اے ہمارے رب۔ ہم سے سبول چوک میں جو قصور ہو جائیں، ان پر
 گرفت نہ کر۔“ (البقرہ: ۲۸۶)



अचिन्ते यतव धर्मा अत्येभिमा मा नस्तस्मादेनसे देव शरिषः

”اے دیو (خدا) ہم سے جو گناہ اٹھانے میں ہوتے ہیں ان کی وجہ
 سے آپ ہمیں مت چھوٹائیے۔“ (رگ وید ۱-۸۹-۵)



ابتدائے کائنات۔ حضرت احمدؑ مجتبیٰ

حقیقت احمدی | ہم نے جگہ جگہ اس کا تذکرہ کیا ہے کہ ہندو قوم نے اپنی مذہبی حقیقتوں کو دیو مالاؤں میں گم کر دیا ہے۔ ان میں سے اہم ترین حقیقت

جس سے یہ قوم واقف تھی اور جس پر اس قوم کی بیشتر دیو مالاؤں کی بنیاد ہے، وہ حقیقت احمدی ہے اس کی وضاحت کے لیے پہلے حقیقت احمدی کو سمجھنا ضروری ہے۔ جس کا تذکرہ ہمارے ان تمام ملامت نے کیا ہے جن کا تصور سے بھی تعلق رہا ہے۔ یہ ان حقیقتوں میں سے ایک ہے جن کو سمجھنا اس پندرہویں صدی میں ضروری ہے۔ ورنہ نہ تو ہم اس ہندو قوم کی دیو مالاؤں کی حقیقت کو سمجھ سکیں گے اور نہ اس کا علاج کر سکیں گے۔

قرآن شریف کی سورۃ الصف کی مندرجہ ذیل آیت پر نظر ڈالیں۔

ترجمہ: ۱۰ اور (وہ وقت بھی یاد کرو) جب عیسیٰ ابن مریم نے کہا کہ اے بنی اسرائیل میں تمہارے پاس اللہ کا پیغمبر آیا ہوں۔ تصدیق کرنے والا تو ریت کی جو مجھ سے پیشتر سے ہے اور ایک رسول کی بشارت دینے والا جو میرے بعد آنے والے ہیں۔ جن کا نام احمد ہے۔ پھر جب وہ ان کے پاس کھلی نشانیاں لے کے آئے تو وہ لوگ بولے کہ یہ تو صریح جادو ہے۔

(سورۃ صف، آیت ۶)

اس آیت میں بتایا گیا ہے کہ حضرت عیسیٰؑ نے آنے والے رسول کی بشارت دی تھی۔

اور اس کا نام احمدؑ بتایا تھا۔

اس آیت کی تشریح میں مفسرین نے بہت تفصیل سے یہ سمجھایا ہے کہ انجیل میں ماہر

کے نام سے آنے والے نبی کی بشاشت موجود تھی لیکن عیسائی اس کے ترجموں میں تحریف کر رہے ہیں۔
 بیشتر مفسرین نے یہاں اس بات کی وضاحت نہیں کی ہے کہ رسول اللہ کا نام احمد کیسے تھا؟
 یہاں صرف وہ احادیث نقل کی گئی ہیں جن میں رسول اللہ نے فرمایا کہ میرا نام احمد ہے۔ بیشک یہ
 ہمارا ایمان ہے کہ حضرت محمد کا ایک نام احمد بھی تھا۔ لیکن کیسے تھا؟ کہاں تھا؟ کب تھا؟
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث پر ہمارا ایمان ہے۔ لیکن اگر ان احادیث سے ہمیں
 یہ معلوم نہ ہو کہ احمد نام کی کیا حقیقت ہے تو ہم مستشرقین کے الزامات کا کیا جواب دیں گے عیسائی
 یہ کہتے ہیں کہ ہماری کتابوں سے محمد کو معلوم ہوا کہ آنے والے نبی کا نام احمد ہوگا اور یہ سن کر انہوں نے
 رنعود باللہ) قرآن کی آیت گڑھ لی اور زبانی بھی یہی کہنا شروع کر دیا کہ میرا نام احمد ہے۔ حالانکہ
 ان کا نام تو محمد تھا۔

ملاحظہ ہو ایک عیسائی مصنف کے الفاظ :

..... ”بچہ کا نام محمد رکھا گیا۔ یہ نام عربوں میں بہت کم مانتا تھا“ لیکن تھا۔ اس لفظ
 کا مادہ حمد ہے جس سے محمد کے معنی قابل تعریف کے نکلتے ہیں۔ حمد سے ہی احمد بنا ہے۔ انجیل
 کے کچھ عربی ترجموں میں سربانی لفظ پیرا کلیٹ PARACLETE کا غلط ترجمہ احمد کیا گیا ہے
 اور یہ مفہوم مسلمانوں کی عیسائی اور یہودیوں سے گفتگو میں بہت زیادہ مقبول ہو گیا۔ کیوں کہ
 ان کے کہنے کے مطابق اسی نام سے ان کی کتابوں میں رسول کی پیشین گوئی تھی.....“

(لائف آف محمدؐ تلخیص شدہ ایڈیشن۔ سرولیم۔ لندن۔ ۱۸۷۱ء ص ۵)

..... ”مونٹانس کے بیان سے ہمیں پتہ چلتا ہے کہ پیرا کلیٹ کی آمد کا وعدہ“
 کے بہت سے مفہوم بکاؤ کر متعین کیے جاسکتے ہیں اور یہ ممکن ہے کہ انہیں میں سے ایک چھانٹا
 ہوا مفہوم محمد کے سامنے بیان کیا گیا ہو۔ جس سے یہ آیت بنالی گئی جو سورہ صفت میں ہے.....“
 (لائف آف محمدؐ تلخیص شدہ ایڈیشن۔ ص ۱۶)

تاریخ میں ہمیں حضرت محمد کا نام احمد کہیں نہیں ملتا۔ آپ کے یہ بتانے کے بعد کہ میں ہی
 احمد ہوں! احمد نام کا چلن ہوا۔ آپ کے دادا عبدالمطلب نے آپ کا نام محمد رکھا تھا۔

پہنچیں تو یہ تمام اہل کربہ کو حضرت محمد کے نام سے ہی پکارتے تھے۔ صادق اور امین کے لقب بھی آپ کے مقرر ہوئے لیکن احمد نادر کا کہیں ذکر نہ تھا۔ آپ کے تمام اصحاب آپ کو محمدؐ ہی کے نام سے جانتے تھے۔ پہلی مرتبہ آپ ہی کے منہ سے یہ انکشاف ہوا کہ آپ ہی احمد تھے۔ کیا احمد نام کی حقیقت سمجھنے کی ہمیں کوئی ضرورت نہیں ہے؟ یہ معلوم ہوتے ہوئے بھی کہ دنیا میں آپ کا نام محمدؐ ہو گا۔ حضرت عیسیٰ نے بنی اسرائیل کو یہ کیوں بتایا کہ اس کا نام احمد ہے۔ حالانکہ یہ اللہ کے نام میں تھا کہ اس سے اعتراضات کا دروازہ کھلے گا۔ کیا رسول اللہ کے احمد نام کی حقیقت محمد سے الگ کچھ اور ہے جس کی طرف کھلی امتوں کو متوجہ کرنا مقصود تھا۔؟

احمد دراصل آپ کا نام عالم ارواح میں تھا۔ اس جسمانی دنیا میں بھیجے جانے سے پہلے تمام انسانوں کی پیدائش سے پہلے حضرت آدم کے بھی اس دنیا میں آنے سے پہلے ہم سب کا وجود تھا۔ روحانی دنیا میں ہم سب کی رو میں پہلے پیدائی گئی تھیں بعد میں جسم دے کر ہمیں اس دنیا میں بھیجا گیا۔ قیامت تک پیدا ہونے والے تمام انسانوں کی رو میں اب بھی وجود میں اسی روحوں کی دنیا میں جہاں ہم سب سے اللہ نے اپنے رب ہونے کا اقرار کر لیا تھا۔ قرآن شریف اس کا ذکر کرتے ہوئے کہتا ہے :

ترجمہ : ”اور دے دیں ان لوگوں کو یاد دلاؤ وہ وقت جبکہ تمہارے رب نے بنی آدم کی پشتوں سے ان کی نسل کو نکالا تھا اور (خود ان کو) ان کے اوپر گواہ بناتے ہوئے پوچھا تھا (کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں؟) انھوں نے کہا : کیوں نہیں؟ (آپ ہی ہمارے رب ہیں) ہم اس پر گواہی دیتے ہیں۔ (یہ ہم نے اس لیے کیا کہ) کہیں تم قیامت کے روز یہ نہ کہہ دو کہ تم نے اس بات سے بے خبر تھے یا یہ نہ کہنے لگو کہ شرک کی ابتداء تو ہمارے باپ دادا سے ہم سے پہلے کی تھی اور ہم بعد کو ان کی نسل سے پیدا ہوئے۔ پھر کیا آپ ہمیں اس قصور میں پکڑتے ہیں جو غلط کاروں کو انہوں نے کیا تھا۔“ (الاعراف : ۱۷۲-۱۷۳)

اس آیت کی تشریح میں شیوخ نے تمام مغربین کا اجماع ہے کہ یہ عہد جسموں کے پیدا ہونے سے پہلے تمام بنی آدم کی روحوں سے لیا گیا تھا۔ مثلاً علامہ حافظ ابن قیم رحمہ اللہ

کتاب الروح میں لکھتے ہیں :-

”..... ظہر ہے کہ یہ عہد و زمانہ سے لیا گیا تھا کیوں کہ اس وقت بدن کہاں تھے ؟
(روحوں سے پہلے خواہوں کو سمجھئے ترجمہ کتاب الروح، مصنف علامہ حافظ ابن قیم رحمہ اللہ)
ترجمہ از مولانا رفیع رحمان، سورہ، مکتبہ الفلاح، دیوبند۔ (ص ۲۳۹)
”کعب قرظی است کی تفسیر میں فرماتے ہیں: ”سب روحوں نے اجسام پیدا کیے جانے سے پہلے
اللہ پر ایمان لائے گا اور اس کی معرفت کا اقرار کیا تھا۔“ (ص ۲۵۰ بحوالہ بالا)
اس کے علاوہ اسی کتاب میں مزید بتایا گیا ہے کہ :

”حق تعالیٰ نے فرمایا : **وَلَقَدْ خَلَقْنَاكُمْ شَيْئًا فَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ** (سورہ اعراف: ۱۱)
”سوا درہم نے تم کو پیدا کیا پھر تمہاری صورتیں بنائیں.....“ کہتے ہیں **شہد** پھر ترتیب و
تأخیر کے لیے استعمال کیا جا رہا ہے۔..... معلوم ہوا کہ خلق سے خلق ارواح مراد ہے ؟
(ص ۲۴۹ بحوالہ بالا)

اس روحانی دنیا میں جہاں ہم سب نے اللہ تعالیٰ سے اقرار کیا تھا کہ آپ ہمارے رب ہیں
وہاں بھی منصب رسالت تھا لیکن اس روحانی دنیا میں موت ایک رسول تھا اور وہ تھے جناب
احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے نزدیک اور ملائکہ کے نزدیک رسول اللہ کا نام احمد تھا۔
احمد اور محمد ایک ہی شخصیت کی دو جدا جدا حقیقتیں ہیں۔ یہ نام صوفیاء کرام کا متفقہ عقیدہ ہے
”اور احمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ سرا نام ہے کہ آسمان والوں میں وہ
اس نام سے معروف ہیں..... اور اس اسم مبارک کو ذات احدیٰ جل شانہ کے ساتھ بہت قرب
ہے اور دوسرے اسم محمد سے ایک منزل اللہ کے نزدیک زیادہ قریب ہے۔“

(حضرت محمد دالغ ثانی، مکتوبات ربانی، اردو ترجمہ، دفتر سوم، حصہ دوم، مکتبہ ۹۹)
”اس کا نام آسمان میں ملائکہ کے نزدیک احمد مشہور ہے اور اہل زمین کے نزدیک محمد ہے :
(سیرت محمدیہ، اردو ترجمہ، مواہب الدینہ ۱۳۴۲ھ مطبوعہ فضل المالی، حیدرآباد)
اس کا دنیا میں حضور رسالت مآب کا نام احمد کہیں ثابت نہیں ہوتا اس کے

باوجود قرآن بتاتا ہے کہ حضرت مسیحی نے احمد کے آنے کی پیشین گوئی کی تھی۔ آپ ہی آخری رسول تھے۔ یہ بات تو پچھلی کتابوں میں بتائی گئی، دیگر متعدد نشانوں سے ثابت ہوتی ہی ہے۔ لیکن یہاں دلیل اس طرف توجہ مبذول کرانا مقصود تھا کہ تمام امتوں کو یہ بھی بتایا گیا تھا کہ آخری رسول وہ ہوگا جو آسمانی دنیا کا پہلا رسول احمد تھا اور اس حیثیت سے تمام دنیا کے انسانوں کی روحوں کا رسول رہ چکا تھا۔ یہی حضرت مسیحی نے بنی اسرائیل کو بتایا تھا کہ وہ رسول جو تمہارا اور میرا سب کا رسول آسمان میں احمد کے نام سے تھا وہ دنیا میں میرے بعد جسمانی طور پر آخری رسول بن کر آنے والا ہے۔

حقیقت احمدی ہر مقدس کتاب میں ہے | تورات اور انجیل میں احمد نام کی حقیقت

پر ہمارے مفسرین بہت تفصیل سے حوالے پیش کر چکے ہیں اس لیے انہیں نقل نہ کرتے ہوئے ہم ہندوؤں کی مذہبی کتب اور بدعت میں احمد کی حقیقت کے کچھ نمونے پیش کر رہے ہیں: **یائیل کے علاوہ ویدوں میں بھی 'احمد' نام کا ذکر موجود ہے۔ آئیے دیکھیں۔**

वेदाहमेत पुरुष महान्तमोदेव्यवर्ण तमसः प्रस्तान्धनाय

وہ تمام علوم کا سرچشمہ احمد عظیم ترین شخصیت ہے۔ یہ روشن سورج کے مانند اندھیرا کو دور بھگنے والا ہے۔ اس سراج منیر کو جان لینے کے بعد ہی موت کو جیتا جاسکتا ہے۔ نجات کا اور کوئی راستہ نہیں ہے۔ (بجروید: ۱۸-۳۱)

अहमिद्वि पितृष्वरि मेधामृतस्य जगाम। अहं सर्वं इवजीनि

احمد نے سب سے پہلی قربانی دی اور سورج جیسا ہو گیا۔ (رگ وید: ۱۰، ۹، ۶، ۸) (راجہ رے کہ قرآن میں رسول اللہ کو سراج منیر یا چمکتا ہوا سورج کہا گیا ہے)

अयमिद्वै प्रतीवर्त ओजस्वान संजये मणिः ।

प्रजां धनं च रक्षतु परिपाणः समङ्गलः ॥

احمد وہ ہیں جو لوٹے ہیں تو روشن طاقت ور ہیرا ثابت ہوتے ہیں۔ مخلوقات اور دولت کی حفاظت ہر پہلو سے کرتے ہیں اور بہترین نجات دہندہ ثابت ہوتے ہیں۔ اسی طرح انھر وید

(۲۰-۱۲۶-۱۳) میں — उत्ताहमदाम لفظ استعمال ہوا ہے۔

مندرجہ بالا چاروں منتروں کے ترجمے میں غلطیاں کی جا رہی ہیں مثلاً پہلے منتر میں احمد لفظ استعمال ہوا ہے۔ سنسکرت میں 'و' کی جگہ اکثر 'ت' استعمال ہوتا ہے۔ اس لفظ کو دو حصوں میں — اہم بدات میں تقسیم کر کے ترجمہ کیا جا رہا ہے۔ اہم کے معنی 'میں' اور ات کے معنی 'اس' کے ہیں اس طرح ترجمہ کچھ کا کچھ ہو جاتا ہے۔ اسی طرح کی گڑبڑ دوسرے دونوں منتروں میں بھی ہے۔

بدھ مت میں بھی 'احمد' نام کی حقیقت دیکھتے چلیں۔ بدھ مت میں 'بدھا' پینچ کے معنی ہے۔ گوتم بدھ نے اپنے چیلے نندا کو مخاطب کر کے بتایا تھا "نندا! میں تو پہلا بدھا ہوں اور نہ آخری بدھا ہوں" ۱

پہلے بدھا کے متعلق ڈاکٹر اودھا کرشنن اپنی کتاب میں لکھتے ہیں:

"جاپان میں پہلے بدھا کا نام 'امیتا بھ' ملتا ہے۔"

"اور جاپان میں اس کا لفظ امید (AMID) ہے۔ ۲" یعنی "احمد"

یہ لفظ امیتا بھ اسمت اور آہما دو لفظوں کا مرکب ہے۔ اسمت (EMETH) احمد لفظ کا بگڑا ہوا لفظ ہے اور آہما کے معنی نور کے ہیں۔ اس طرح امیتا بھ کے معنی ہوئے نور احمد یعنی بدھا زم میں بھی یہ حقیقت کھوئی ہوئی ہے کہ پہلا پیغمبر نور احمد تھا۔ یہ تھے پچھلے مخالف۔ آئیے دیکھیں، حدیثیں کیا کہتی ہیں —

"حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ ایک دن صحابہؓ نے پوچھا کہ یا رسول اللہ! نبوت آپ پر کس وقت واجب ہوئی؟ تو آپؐ نے فرمایا: "اس وقت جبکہ آدمؑ روح اور بدن کے درمیان تھے۔" ۳

ترجمہ نے کہلے کر یہ حدیث حسن ہے۔

"عرباض بن ساریہ سے روایت ہے کہ آپؐ نے فرمایا کہ میں اللہ کے نزدیک عزور اس

۱ "Gospels Of Buddha", by Carus. P. 217 ۲ ۳

۴ گوتم بدھ۔ دھرم اور روشن ضمیر۔ ۵ ریکوری آف فیث مہمدا از: ڈاکٹر اودھا کرشنن

۶ ترجمہ بحوالہ مشکوٰۃ باب سید المرسلین: فصل ثانی۔

وقت نبی تھا کہ آدم اپنے مٹی کے بدن میں پڑے تھے۔ سلسلہ (یعنی ابھی روح نہیں ڈالی گئی تھی) حاکم نے مندرجہ بالا حدیث کو صحیح الاسناد بتایا ہے۔

حضرت انصعی سے روایت ہے کہ انھوں نے کہا کہ میں نے پوچھا۔ یا رسول اللہ! آپ کب نبی تھے؟ آپ نے فرمایا: میں اس وقت ضرور نبی تھا کہ آدم روح اور جسم کے درمیان تھے۔
اس حدیث کو امام بخاری نے اپنی تاریخ میں اور ابونعیم نے اپنے حلیہ میں روایت کیا ہے اور حاکم نے اسے صحیح کہا ہے۔

عقلی ثبوت | آپ کے رجوع کی دنیا میں رسول ہونے کا ایک عقلی ثبوت نہایت واضح ہے۔ تمام مفسرین اس بات پر متفق ہیں کہ حضرت آدم کی نبوت حبثت میں نہیں تھی بلکہ دنیا میں بھیجے جانے سے حضرت آدم کی نبوت کا آغاز ہوا تھا جیسا کہ قرآن شریف میں اللہ نے فرشتوں سے فرمایا:

ترجمہ: "میں زمین میں ایک خلیفہ مقرر کرنے والا ہوں۔"
یہ بھی ہمیں قرآن سے معلوم ہوتا ہے کہ تمام ناموں کا علم (الاسماء کتبھا) حضرت آدم کو پیدا کرنے کے بعد دیا گیا تھا۔

ترجمہ: "اور اس نے آدم کو نام سکھائے کُل کے کُل۔ پھر انھیں فرشتوں کے سامنے پیش کیا۔ اب یہاں غور کیا جائے تو یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اللہ نے حضرت آدم کو یہ ناموں کا علم براہ راست خود دیا تھا یا حضرت جبریلؑ یا کسی اور فرشتے کے ذریعے دیا تھا؟ دونوں صورتوں میں یہ وہی ہوئی اور اگر حضرت آدم پر وہی اثر ثابت ہوتا ہے تو وہ روحانی دنیا میں بھی نبی ثابت ہوئے۔ حالانکہ ایسا نہیں تھا۔

۱۔ بیہقی، احمد، حاکم۔ بحوالہ سیرت محمدیہ، اردو ترجمہ، مواہب الدینہ، ۱۳۴۲ھ ص ۵۷

۲۔ امام احمد، بحوالہ سیرت محمدیہ، اردو ترجمہ، مواہب الدینہ، ۱۳۴۲ھ ص ۵۷

۳۔ سیرت محمدیہ، اردو ترجمہ، مواہب الدینہ، ص ۵۷

۴۔ البقرہ - ۳۰

۵۔ البقرہ - ۳۱

روایتوں سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ کل ناسول الا اسماء کلھا کا علم یا تو مجھے دیا گیا تھا یا آدم کو۔

دلیلی نے اوراق سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مجھے میری امت مسمیٰ اور پانی میں دکھائی گئی اور مجھے الاسماء کلھا کا علم دیا گیا جو آدم کو دیا گیا تھا۔

یعنی صرف شخصیتوں کو یہ علم عطا کیا گیا تھا۔ ان میں سے حضرت آدم نبی نہیں تھے۔ ظاہر ہے کہ احمد (رسول اللہ ﷺ) کے ذریعہ علم حضرت آدم کو دیا گیا ہو گا۔ یہ رسول احمد کے آسمانی دنیا میں رسول ہونے کی عقل دلیل ہے۔

سائنس رہنمائی کی محتاج ہے | زمین پر حیات انسانی کی شروعات کو ہزاروں سال بیت گئے۔ لائنڈا عظمتوں، پستیوں

روشنی کے سیناروں اور عبرت کی داستانوں کو سمیٹتا ہوا وقت لگتا مار آگے بڑھتا جا رہا ہے۔ اس آخری گھڑی کی طرف جہاں ایک دھماکے سے ان سائے عجائبات کا سلسلہ ختم ہو جائے گا۔ اور ایک نئی اور ابدی حیات کا آغاز ہو گا۔ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ ہی انسانی عقل بھی ارتقاء کی منزلیں طے کر رہی ہے اور اپنی ترقی کے نقطہ بعروج پر پہنچ کر یہ مادی عقل بھی فنا ہو جانے والی ہے۔ اب سے چودہ سو سال پہلے جب انسانی عقل بچپن کے دور سے نکل کر بلوغت کے دور میں داخل ہوئی تو رب کائنات نے خاتم النبیین کو دنیا میں اس آخری کتاب کے ساتھ بھیجا جس میں وقت کے آخری سرے تک پیش آنے والے تمام مسائل کا حل موجود ہے۔ قرآن کریم حضرت محمد کا سب سے بڑا معجزہ ہے اور اس کے عجائبات رہتی دنیا تک سامنے آتے رہیں گے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

ترجمہ: ہم عنقریب ان کو اپنی نشانیاں (اسی) دنیا میں دکھائیں گے اور خود ان کی ذات میں بھی، یہاں تک کہ ان پر کھل کر رہے گا کہ یہ (قرآن) حق ہے۔

انسانی عقل اللہ کے علم کا کبھی احاطہ نہیں کر سکتی۔ جنہوں نے اس قطعی علم سے فائدہ اٹھانے

کی کوشش کی۔ ان کی ایک مثال نوبل انعام یافتہ سائنس دان ڈاکٹر عبدالسلام ہیں جنہوں نے قرآن سے استفادہ کرنے کے بعد سائنس کو یہ تصوری و نظریہ دی کائنات میں مختلف طاقتیں (FORCES) نہیں بلکہ ایک ہی بنیادی طاقت (FORCE) کا درجہ ہے جو مختلف شکلوں میں ظاہر ہوتی رہتی ہے۔ اس کے برخلاف وہ ہیں جو آج تک اس گتھی کو سلجھانے میں لگے ہوئے ہیں۔ کہ زمین پر انسان کیسے وجود میں آیا۔ ڈارون کا نظریہ (تھیوری) کہ انسان بندر کی ترقی یافتہ شکل ہے آج تک ایک نظریہ ہی ہے جسے سائنس غیر ثابت شدہ نظریہ مانتی ہے۔ انسانی عقل نے اپنی تمام قوتیں صرف کر دیں لیکن وہ نہ تو ڈارون کی تصوری کو آج تک ثابت کر سکی اور نہ آئندہ کر سکے گی۔ انسانی عقل جس مقام پر پہنچ کر لاپچار ہو جاتی ہے وہاں تو اسے علیم و خیر کی آواز سننے کی کوشش کرنا ہی چاہیے جو کہ رہا ہے:

ترجمہ: تو کیا یہ لوگ قرآن میں غور نہیں کرتے یا دلوں پر قفل لگ رہے ہیں؟^۱ جب انسان کی ابتداء کو ہی سائنس دریافت نہیں کر سکی تو کائنات کی تخلیق کا علم اسے کیونکر ہو سکتا ہے۔ اس میدان میں بھی وہ اندھیرے میں ہی ہاتھ پیرا رہے ہیں۔ دنیا کے سب سے میاں دی انگریزی ماہنامے "دی ریڈرس ڈائجسٹ" کے اگست ۱۹۷۷ء کے ایک مضمون کا اقتباس ملاحظہ ہو۔

"موجودہ برسوں میں ہمارے سائنس دانوں کے سامنے دو نئے کھڑے کر دینے والے عجائبات کا ایک سلسلہ چلا آ رہا ہے: جس نے کائنات کے بارے میں ہمارے چند مکمل ترین اور کلیدی نظریات کو چیلنج کر دیا ہے اور تخلیق کائنات کا ایک تخریضی نظریہ سامنے آ رہا ہے۔^۲ نظریات بنتے اور بگڑتے ہی رہیں گے۔ تلاش کی سمت ہی غلط ہے۔ جب تک صحیح سمت میں جستجو نہیں کریں گے حقیقت کے ثبوت کیسے مہیا ہوں گے؟ حدیث و قرآن میں تخلیق کائنات کے علم کی مکمل رہنمائی موجود ہے اور پچھلے مخالف میں بھی سمجھی۔ فی الحال ہم تخلیق کائنات کی ابتداء کا ذکر کر رہے ہیں کیوں کہ اس کا تعلق ہمارے پچھلے صفحات اور حقیقت احمدی سے ہے۔

۱۔ محنت: ۲۴۔ نیوڈرٹس آف دی یونیورس۔ ایروولفٹ۔ ۱۹۷۷ء۔ جوال ریڈرس ڈائجسٹ اگست ۱۹۷۷ء

سرور کائنات ہی کائنات کی ابتدا ہیں

سب سے پہلے شینت کے اڈر سے نقش روئے محمد بن ابی
بھرا ہی نقش سے ہنگ کر دہشی بزم کون و مکان کو سب یا تمنا
(روایت صحیحہ، ابی داؤد، ترمذی، ابن ماجہ، بیہقی)

احادیث سے صحت اتنا ہی معلوم نہیں ہوا کہ رسول اللہ کی نبوت حضرت آدم کے بعد تھی
روح ڈالے جانے سے پہلے تھی بلکہ احادیث سے یہ بھی ثابت ہوا ہے کہ حضرت احمد مجتبیٰ کی تخلیق تمام
کائنات، ملائکہ، زمین و آسمان و دیگر مخلوقات اور عرش الہی سے بھی پہلے ہوئی تھی اور پھر نور احمد کی کائنات
عزوجل نے دیگر تمام مخلوق کی پیدائش کا وسیلہ بنایا۔

ذیل میں ہم حضرت محمد دالغ ثانی الشیخ احمد سرہندی کے مکتوبات ربانی سے چند احادیث
نقل کر رہے ہیں :

مشہور حدیث قدسی میں آیا ہے، میں ایک غنی خزانہ تھا، میں نے مجسب رکھا کہ میں پیمانہ
جاؤں بھر میں نے مخلوق کو پیدا کیا تاکہ میں پیمانہ جاؤں۔
سب سے پہلے جو چیز اس غنی خزانے سے ظہور کے طور پر جلوہ گر ہوئی وہ محبت تھی جو
کہ مخلوق کی پیدائش کا سبب ہوئی۔

اس حدیث کو امام غزالی اور حضرت محی الدین ابن عربی نے بھی بیان کیا ہے۔

حدیث قدسی میں حبیب اللہ کی شان میں آیا ہے۔

اگر تو نہ ہوتا میں انلاک کو پیدا نہ کرتا اور نہ اپنی ربوبیت کا اظہار کرتا۔

۱۔ مکتوبات ربانی، اردو ترجمہ، دفتر سوم حصہ دوم ص ۱۳۰ مکتوب ۱۳۰ مطبوعہ مہر پریشک کمیٹی بنارس

۲۔ ۱۹۔ قرآن اور تصورات، ڈاکٹر امیر ولی الدین، مدرسہ شریعہ فلسفہ جامعہ عثمانیہ، مطبوعہ دارالاحناف، بنارس

۳۔ مکتوبات، ۱۳۰ دفتر سوم حصہ دوم ادا کی مکتوب کے حاشیہ میں درج ہے کہ۔ دینی نے مذہب دوسری میں بیان کیا

سے اسی مضمون سے ملتی جلتی ایک حدیث روایت کی ہے۔ اسی طرح موصوف میں ہے۔ نیز حاکم نے بھی اپنی تصنیف میں

اس مضمون کی حدیث روایت کی ہے۔ علامہ سبکی نے شفا السقام میں اسے برقرار رکھا۔ علامہ بلقینی نے اپنے فتاویٰ میں بقول

رکھا۔ لہذا اس حدیث کی صحت میں کوئی شبہ نہیں ہے۔

نبی کریم نے فرمایا :

”سب سے پہلے اللہ نے میرا نور پیدا کیا۔“ ۱۰

مندرجہ بالا تمام احادیث سے معلوم ہوا کہ تمام مخلوقات میں سب سے پہلی تخلیق نور احمد ہی کی تھی۔ یہی بدھ ازم اور ہندومت میں بھی ثابت ہو چکا ہے جس کا ذکر پہلے آچکا ہے۔ ہندو مذہب میں تخلیق اول کا موضوع کتنا اہم ہے یہ مندرجہ ذیل مثالوں میں دیکھیں۔

”..... تخلیق اول کا موضوع ان باتوں کو جو شخص جان لیتا ہے، وہ لمبی عمر والا مشہور (دل کی) دولت سے مالا مال، صدقہ جاریہ کا اہل اور بڑا عالم بن جاتا ہے اور اسے شہادت حق کا حصول ہوتا ہے۔“ ۱۱

تخلیق اول کی ہندو مذہبی کتب میں کتنی اہمیت ہے یہ جان کر مشہور ہندو محقق ڈاکٹر چین لال گوتم حیرت کا اظہار کرتے ہوئے کہتے ہیں۔

”..... تخلیق اول کا نہ کوئی پران بنایا گیا نہ مندر بنائے نہ ان کی پوجا عام ہوئی یہی تعجب ہے۔ تخلیق اول کو تو سب سے نمایاں طور پر دیوتا کے روپ میں اعزاز دینا چاہیے تھا۔“ ۱۲
یہاں ہم نے چند مثالیں ہی پیش کی ہیں۔ آسمانی رسول اول یا نور احمدی یا تخلیق اول پر ہندو قوم نے کتنی دیو مالائیں کھڑی کی ہیں اور ان دیوالاؤں کی اصل حقیقت کیا ہے؟ یہ بے حد دلچسپ اور کارآمد لیکن ایک طویل موضوع ہے جس کا ذکر ہم آئندہ کریں گے ان شاء اللہ

۱۰ مکتوب ۹۳، دفتر سوم حصہ دوم۔ اور اسی مکتوب کے حاشیہ میں درج ہے کہ —

اس حدیث کو علامہ زر قانی نے شرح المواہب میں ذکر کیا ہے اور محاضرة الاول میں ہے کہ یہ حدیث حسن ہے اور شیخ محمد الدین ابن عربی نے فتوحات میں بھی اسے ذکر کیا اور محدث عبد الرزاق نے بروایت جابر اسے مضمون کی ایک حدیث روایت کی ہے۔

۱۱ اشوک ۵۵۵، ہری ونش پران، سہاگ ۵۹، پنڈت شری رام شرمہ آچاریہ

۱۲ دشنور ہستیمہ، ڈاکٹر چین لال گوتم ص ۲۶۶

قرآن سے بھی ثابت ہے | احادیث اور دیگر صحائف میں تفصیل سے ذکر موجود ہوا اور اتنی اہم حقیقت قرآن میں موجود نہ ہو! بھلا یہ کیسے ممکن ہے۔ آئیے دیکھیں۔

”قُلْ إِنْ كُنَّا لِلرَّحْمَنِ وَلَدًا ۖ فَأَنَا أَزَلُّ الْعَبِيدِينَ“ (الزمر: ۱۷)
ترجمہ: ”آپ کہہ دیجئے کہ اگر رحمان کے اولاد ہو تو سب سے اول عبادت کرنے والا تو میں ہوں؟
مندرجہ بالا آیت کا اکثر مفسرین نے مطلب یہ بتایا ہے کہ بالفرض محال اگر رحمان کی اولاد ہوتی تو سب سے پہلے میں (رسول اللہ) اس کی عبادت کرتا۔ لیکن چونکہ اس کے لیے اولاد ہونا محال ہے اس لیے میرا اس کی (اولاد کی) عبادت کرنا بھی محال ہے۔ لے۔
آیت کی یہ تفسیر بھی صحیح ہے۔ لیکن ان معنوں میں ایک اشکال یہ ہے کہ اللہ کی اولاد کا ہونا محال کیا ہے؟ نہیں۔ رسول کی طرف سے یہ فرض کرنا بھی کہ اگر اولاد ہوتی تو وہ اس کی عبادت کرتے! ذہن اس سے بہتر کوئی تاویل ڈھونڈتا ہے۔ مندرجہ بالا آیت میں عربی لفظ ”إِنْ“ کے معنی ”اگر“ اور ”میں“ دونوں ہوتے ہیں۔ شاید اس لیے امام بخاریؒ نے کتاب التفسیر میں اس آیت کے مندرجہ ذیل معنی نقل کیے ہیں۔

”کہہ دیجئے کہ رحمان کے اولاد نہیں۔ سو میں تو اولاد ماننے سے پہلانا ناراض ہونے والا ہوں؟
امام بخاریؒ نے عابدین کا ترجمہ ”عبادت کرنے والے“ کے بجائے ”ناراض ہونے والے“ کیا ہے۔ عربی شاعری میں چونکہ یہ لفظ ان معنوں میں بھی استعمال ہوا ہے لیکن اتنے دور کی تاویل کرنے پر مفسرین نے ان پر بہت اعتراضات کیے ہیں۔ چنانچہ علامہ شوکانیؒ نے تفسیر فتح القدیر میں اس پر اشکال ظاہر کیا ہے۔

غور فرمائیں کہ اگر یہ اصول صحیح ہے کہ احادیث قرآن شریف کی تفسیر کرتی ہیں تو اوپر بیان کردہ احادیث کی روشنی میں اس آیت کا مطلب کتنا واضح ہو جاتا ہے جس سے مندرجہ بالا دونوں قسم کے اشکال نہیں رہتے اور احادیث نبویؐ کی تائید بھی ہوتی ہے یعنی۔ ”آپ کہہ دیجئے

کہ رحمن کی مالاود نہیں ہے۔ اور ہی اول العابدین یعنی سب سے پہلا عابد ہوں۔
 اس کائنات کی ہر شے، فرشتے، زمین، آسمان، سمندر، پہاڑ، پیر و پودے سب اللہ کی عبادت
 کر رہے ہیں اور اس کے عابد ہیں۔ سب سے پہلا عابد وہی ہستی ہو سکتی ہے جو ان سب عابدین سے
 پہلے پیدا ہوئی ہو۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو حکم دیا کہ آپ یہ اعلان فرمادیں کہ رحمان کی کوئی اولاد
 نہیں ہے اور اس کا سب سے بڑا ثبوت میں (رسول) خود ہوں کیونکہ میں تخلیق اول ہوں۔ اولاد
 بننے کا دعویٰ کرتا تو میں کرتا۔ جب میں خود یہ کہہ رہا ہوں کہ میں اللہ کا بندہ اور رسول ہوں تو پھر
 رحمان کی اولاد کوئی اور کیسے ہو سکتی ہے؟

کے علاوہ سورہ نسا کی آیت ۱۷۱ میں ارشاد ہوا ہے :

ترجمہ : "آئے لوگو! اپنے پروردگار سے تقویٰ اختیار کرو جس نے تم سب کو ایک ہی نفس سے
 پیدا اور اسی سے تم اس کا زوج (جوڑا) پیدا کیا۔"

انسانوں کی پیدائش کا ذریعہ ایک نفس کو بتایا گیا ہے نفس کے معنی
 جان کے ہوتے ہیں اور اس سے جسم اور روح دونوں مراد ہوتے ہیں۔ جب جان سے مراد
 آئے تو اس آیت میں حضرت آدم و حوا سے تمام انسانوں کی پیدائش کا مطلب سمجھ میں
 آتا ہے اور جب نفس سے مراد روح ہو تو روح اول یعنی نور احمد سے تمام ارواح کا پیدا ہونا
 ثابت ہوگا۔ واضح ہے کہ روح کا جوڑا جسم ہے۔ پہلے تمام روحوں کو ایک روح سے پیدا کیا پھر
 ان کے جوڑے یعنی جسم بنائے۔

کلام الہی سے جب ہم معلوم کرتے ہیں کہ انسانی جسم کس چیز سے بنایا گیا تو مختلف الفاظ
 جو ہمیں ملتے ہیں وہ یہ ہیں :-

طین (کچڑ) - تراب (خاک) - علق (خون کی پٹکی) - ماء دافق (اچھلنے والا پانی) -
 صلصال (کنکشتائی ہوئی اور مڑی ہوئی مٹی) - ماء منون (سناوا کالا) اور نطفہ -

یعنی کل ملا کر جب ہم دیکھتے ہیں تو انسانی جنم ناپاکیوں کا مجموعہ ہے۔ یہ ناپاکیاں اور
 میوب انسان کے خمیر میں موجود ہیں۔ انسان جسم کے قالب میں آنے کے بعد جنبت میں

بھی شیطانِ مردود سے دھوکہ کھا گیا۔ اب دیکھیے فرمانِ باری تعالیٰ ہے کہ اللہ نے انسان کو اپنی فطرت پر پیدا کیا۔

..... اللہ کی اس فطرت کا اتباع کرو جس پر اس نے انسان کو پیدا کیا؟ لے

یہ روحِ اول ہے جسے اللہ نے اپنی صفات سے موصوف کیا اور قرآن میں اسے رُوحِ کریم کہا۔ اس پاک ترین روح سے تمام انسانوں کی روحیں پیدا ہوئیں۔ جب جسموں میں روح بھونکی گئی تو انسان افضل ترین صفات اور ارزل ترین ناپاکیوں کا مجموعہ ہو گیا۔
قرآن کریم کی آیات میں اس طرف اشارہ کیا گیا ہے :

ترجمہ : ہم نے انسان کو بہترین ساخت پر پیدا کیا۔ پھر ہم نے اس کو پستیوں سے سمیپست پر لوٹایا۔ لے

یعنی روح پہلے پیدا ہوئی جو اللہ کی فطرت پر ہے اور پھر اس روح کا تعلق جسم سے ہوا جو ناپاک تھا۔ اب انسان دونوں طرح کی صفات کا مجموعہ ہے۔

ظاہر ہے بہترین ساخت پر وہی روح پیدا کی گئی جسے رُوحِ کریم کہا گیا۔ مندرجہ بالا آیات بھی رحمۃ اللعالمین کی سب سے اول پیدائش کا ثبوت ہیں۔ اور یہ تو ربِّ العالمین نے سرورِ کونین کو رحمۃ اللعالمین تمام جانوں کے لیے رحمت کے الفاظ استعمال فرما کر ہی بتا دیا تھا۔ ظاہر ہے رسولِ آخر کا تعلق اگر صرف اس دنیاوی حیات میں انسانوں سے ہی ہوتا تو آپ تمام کائنات کے لیے وجہ رحمت کیسے ہوتے۔

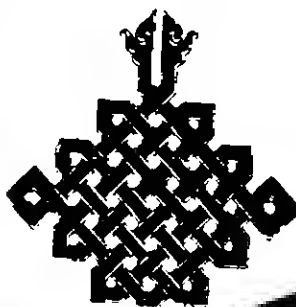
کلامِ ربّانی میں جگہ جگہ حضرت محمد کو ”مُؤَلِّمِنَ أَنْفُسِكُمْ“ بتایا گیا ہے جب نفس سے مراد روح لیا جائے گا تو اس کا مطلب ہوگا ”تم سب کی رُوحوں کا رسول“ نہ کہ صرف عربوں کا رسول۔ اس سے آپ کی آفاقیت ثابت ہوتی ہے۔

مزید برآں سورہ احزاب کی آیت ۷ میں بھی دیکھیں —

”اور (وہ وقت بھی قابلِ ذکر ہے) جب ہم نے تمام پیغمبروں سے عہد لیا اور آپ

ہے (مکی) اور فوجِ واحدِ ابراہیم اور موسیٰ ابنِ مریم سے (مکی) اور کہنے ان سے بحرِ عبدِ نیا :-
اس باتِ کریمہ میں اگر آپ غور فرمائیں تو تمیزوں سے عبدِ لینے کی ترتیب میں آپ (حضرت
احمد مجتبیٰ) کا نام تمام دوسرے انبیاء سے پہلے لیا گیا ہے ۔

یہ ہے رسولِ اکرمؐ کے تخلیقِ اول ہونے کا واضح قرآنی بیان اور یہ ہے لوراحمدؑ کی حقیقت
چونکہ تخلیقِ اول ہونے کی حیثیت سے اور روحوں کی دنیا میں تمام روحوں کا رسولِ اول ہونے
کی حیثیت سے آپؐ کا ذکر دیگر تمام صحائف میں موجود تھا (ورآج بھی ہے) اس لیے قرآن نے پہلی
استوں پر یہ واضح کر دیا کہ یہ رسول کسی غیر قوم کا نہیں بلکہ وہی رسول ہے جو تم سب کا واحد رسول
تھا ۔ عالم بالائیں ! — ملأ اطنی میں !!



یہ کائنات ابھی ناتمام ہے شاید
کہ آ رہی ہے دامِ صدائے کن فیکون

«تَبَّالْ»

باب ۱

اگنی ویدوں میں ایک معمرہ

رگ وید کا پہلا منتر اگنی کی حمد و ثنا سے شروع ہوتا ہے **अग्निमीते** اور ساری عبادتیں اور تعریفیں اگنی کے لیے ہی ہیں (سند و مذہب کے دونوں بڑے فرقوں آریہ سماج و سائن دھرمی عالم اس بات پر متفق ہیں کہ نفاذ اگنی (अग्नि) و راصل اگرنی (अग्नि) ہے جس کا مطلب ہے سب سے اول۔ سب سے آگے۔ جس سے آگے کوئی نہ ہو۔ مندرجہ بالا منتر کو جب بھی کوئی مسلمان دیکھے گا تو یہی کہے گا کہ اگنی ویدوں میں خدائے واحد کا نام ہے۔ اب اگر آپ ویدوں کا آگے مطالعہ کریں تو اگنی کی حقیقت الجھ جائے گی کہیں اگنی انسان معلوم ہوتا ہے کہیں خدا مثلاً: ”ہم اگنی کو دوت (یعنی) جیتے ہیں“ **अग्निं दत्तं वृणीमहे**

اور **त्वमीने प्रयतदक्षिणं नरं** ”اگنی وہ انسان (ہے) جو عبادت گزاروں سے خوش ہوتا ہے۔“ ۱۷

حقیقت احمدی سے واقف حضرات کو یہاں کوئی پریشانی نہیں ہوگی۔ اللہ تعالیٰ نے تخلیق اول کو اپنے صفاتی نام دیئے تھے۔ رُوف اور رِجیم اللہ کے اپنے نام ہیں۔ قرآن میں رُوف اور رِجیم اپنے اس محبوب بندے کا نام بھی بتایا جسے اس نے رُوحوں کی دنیا میں سب سے اول تخلیق کیا تھا ۱۸

اللہ نے اپنے صفاتی نام تخلیق اول کو بھی دیئے۔ یہ حقیقت تمام مقدس کتابوں میں پھیلی ہوئی ہے اور سب حقیقت بکرا کر دنیا کے مذاہب میں شُرک اور دیوالاؤں کی بنیاد بن گئی۔ یہیں سے

اسائے الہی سے موسم تخلیق اول کا راز کم کر کے اوتاروں کا تصور آیا کہ خدا خود انسان کے قالب میں زمین پر آتا ہے۔ اسی حقیقت کے سمجھ میں نہ آ سکنے پر خدا کا بیٹا بنا۔ اور یہودیوں نے اسے حضرت عیسیٰ اور عیسائیوں نے حضرت عیسیٰ پر فٹ کیا اور اسی حقیقت میں غلو ہونے سے حضور سرورِ کوثرؐ کی کوہنگی سے اونچے مقام پر اٹھانے کی کوشش کی گئی۔

’اگنی‘ یعنی اول ہونا اللہ کی صفت ہے اور تخلیق اول ہونے کی حیثیت سے یہ بعد اول کی صفت بھی قرار پائی۔ اس راز کے الجھنے کا حال اللہ سے مخفی نہ تھا اور اس نے جگہ جگہ خود ویدوں میں اگنی کا راز تلاش کرنے پر شدت سے زور دیا ہے۔ یہ بھی فرمایا کہ اس راز کو **मेधावी जन** یعنی راسخین فی العلم تلاش کریں گے۔ ویدوں ہی نے یہ پیشین گوئی کی کہ **मन्थन** یعنی تحقیق و ریسرچ سے اگنی کا راز کھلے گا۔ اسی پر تمھاری فلاح کا دار و مدار ہے اور اس راز کے کھلنے کے بعد تم امامِ عالم بنو گے۔ یہ بھی اشارہ فرمایا کہ **मरुत गण** یعنی ریگستانی امت کے لوگ (مسلمان) اس راز کی تحقیق کریں گے۔ یہ اور یہ بھی پیشین گوئی فرمادی کہ سب سے بعد والی مشعل (قرآن) کو سب سے پہلی مشعل (وید) کے اوپر دکھنا پڑے گا (یعنی قرآن کی روشنی میں جب وید کا مطالعہ کیا جائے گا) تبھی اگنی کا راز کھلے گا۔ ۳۔

حقیقت احمدی بہت تفصیل سے ہر مقدس کتاب میں بیان ہونے کا مقصد یہ تھا کہ جب قومیں اپنی طرف سے بھیجے گئے رسولوں کو اپنے لیے مخصوص کر لیں گی اور دوسرے رسولوں کا انکار کریں گی اس وقت دنیا کو اس وحدت پر اکٹھا کیا جاسکے کہ آخری رسول جس کا یہ انکار کر رہے ہیں اس کو سب مذہبی قومیں بعد برائے والے رسول کی حیثیت سے نہیں بلکہ سب سے پہلے رسولِ واحد کی حیثیت سے جانتی تھیں۔ حضرت اس بات کی تمہی کہ الجھی ہوئی حقیقت احمدی کو ان کی مقدس کتابوں میں قرآن کی روشنی میں صاف کر کے تمام دنیا کو ایک رسول کی حقیقت پر اکٹھا کیا جائے۔

۳-۲۹-۵	۳-۲۹-۵	۳-۲۹-۵	۳-۲۹-۵
۳-۲۹-۵	۳-۲۹-۵	۳-۲۹-۵	۳-۲۹-۵

ہندو مخالفین میں اگنی کسے کہا گیا ہے ؟ اسے کبھی بغیر ہندو کتب میں توحید کا عقیدہ واضح ہو سکتا ہے اور نہ رسالت کا۔ کیوں کہ ہمیں یہ لفظ اللہ کے لیے استعمال ہوا ہے اور کہیں حضرت احمد کے لیے۔ اسی لیے اس کی تفصیل ہم نے توحید۔ رسالت اور آخرت کے عنوان والے ابواب سے پہلے واضح کرنا ضروری سمجھا۔

ایک روز شریعہ میں ایک کلمہ جاری
 تھا کہ زمانہ و مکان اور جی پائی
 اختیار

[باب]

اسلام اور ہندو دھرم۔ ناموں کی یکسانیت

دیگر متحقق کیا کہتے ہیں کہ میں آسمانی کلام موجود ہونے کے مزید ثبوت ہم پیش کریں گے لیکن اس سے پہلے چند ذرائع ہم نقل کر رہے ہیں جس سے یہ واضح ہو سکے کہ ہمارے پیش رو متحقق ہندو قوم اور ہندو مذہب کے بارے میں کیا رائے رکھتے تھے۔

”اس سے انکار نہیں کہ ہندو مذہب میں توحید بھی ہے لیکن یہ مذہب اتنا پُرانا ہو چکا ہے کہ زمانے کے تغیرات سے اس میں توحید خالص باقی نہیں رہی۔“ ۱

العیوولی بھی جو ہندوؤں کے مذاہب کا سب سے بڑا واقف کار ہے ہندو خواص کو مجرد اور عوام کو مشرک مانتا ہے۔ کتاب الہند گیارہویں باب میں لکھا ہے: ”بت پرستی عوام کا مذہب ہے خواص کا دامن غیر اللہ کی عبادت سے پاک ہے۔“ مسلمان اکابر میں مرزا مظہر جان جانا ہندوؤں کی بت پرستی کی تاویل کو قبول کرتے تھے اور ان کو اصلاً موحداں مانتے تھے۔“ ۲

آخر میں ہم شاہ عبدالعزیزؒ کی ایک تحریر نقل کرتے ہیں۔ قرآن مجید کی آیت ”وَأَن تَقُولُوا لَمْ يَكُنْ لَآلِهَةٍ مِّنْ دُونِ اللَّهِ ذَلِيلٌ“ کا منشا یہ ہے کہ ہر قوم میں خدا سے ڈرانے والے گزرتے ہیں..... بالجملہ ہندوؤں کے اوقات مشاہدہ کرتے تھے۔ لیکن ہندو عوام اپنے تصور فہم کی

۱۔ رسالہ مذاہب ہندو، ص ۱۵۵، ”اسلام میں ہندو مذہب کے مذاہب کی حیثیت“

۲۔ مولانا شاہ معین الدین احمد ندوی

بنا پر ظاہر اور مظہر میں فرق نہ کر سکے اور سب کو معبود بنا کر مگر اسی میں مبتلا ہو گئے۔ یہی حال مسلمانوں کے بہت سے تازیہ بنانے والوں، قبروں کے مجاوروں، جلالیوں اور مدار یوں کا ہے۔

ہندومت کا اسلامی نام اب آئیے سب سے پہلے ہندو مذہب کے نام پر غور کریں۔ اس ویدک دھرم کا نام ہندومت

نہیں ہے بلکہ اس کا اصل نام سناٹن دھرم (سناتن دھرم) اور شاشوت دھرم (शिवत धर्म) سناٹن کے معنی ہیں سارے سیدھا چلنا یا ہوا اور قدیم اور شاشوت کا مطلب ہے آسمان سے زمین تک سیدھا چلنا یا ہوا۔ سناٹن دھرم اور شاشوت دھرم دینِ قدیم اور دینِ تیر کے معنی الفاظ ہیں۔ گیتا میں اس نے اپنے مودھرم (सद्धर्म) اور سوبھا و نیت کرم (सुभाव नियत कर्म) کے الفاظ استعمال کیے ہیں جس کے معنی ہیں فطرت کا سکھایا ہوا مذہب یا ہوا۔ قرآن اسلام کو الدین عند اللہ -

دینِ قدیم اور دینِ فطرت بتاتا ہے۔ ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ ہر نبی نے اپنی قوم کو دینِ اسلام پیش کیا تھا۔ حضرت آدمؑ و حضرت نوحؑ بھی دینِ اسلام ہی کو قائم کرنے آئے تھے۔ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ ان کی تعلیمات غلط ہو گئیں۔ دنیا کے دوسرے مذاہب کو ماننے والی قوموں نے اپنے اپنے مذاہب کے مختلف نام رکھ لیے لیکن اس سب سے پرانی قوم نے دینِ اسلام کے صفاتی ناموں کی شکل میں اصل نام کو باقی رکھا ہے۔

اللہ نام سب مذاہب میں ہے | ناموں کے فرق اور بعید بجاؤ سے اللہ جل شانہ کا نام بھی نہیں بچا

لیکن اللہ نام کی یکسانیت ہر مذہب میں باقی ہے۔ خدائے واحد کو مختلف قوموں اور مذہب میں اللہ، بھگوان، انشور، خدا، کھاڈو وغیرہ کے نام سے پکارا جاتا ہے۔ اس پر کسی کو اختلاف نہیں ہے کہ ایک خدا کو کئی بھی نام سے پکارا جاسکتا ہے۔ زبانوں کے اختلاف میں کوئی قباحت نہیں ہے۔ قرآن ہمیں بتاتا ہے کہ اللہ کے بہت سے اچھے اچھے نام ہیں یعنی اس کے بہت سے

فصوص صفاقی نام میں لیکن اسم ذات اللہ نہیں ہے۔ اللہ کے نام کا یہ لفظ جو آل + الہ ہیں معمولی صوتی تبدیلیوں کے ساتھ آج بھی قریب قریب ہر مذہب میں ملتا ہے۔

حضرت مولانا شیخ علم فیضہم (مولانا عبید اللہ سندھی) کی تحقیق یہ ہے کہ بت کا مرکزی شہر لاسہ دراصل لاء سے ہے۔ یعنی بیت اللہ۔ یہ شہر آریں اقوام کی مذہبی تہذیب کا قدیمی مرکز ہے۔ فرماتے ہیں ہم نے جب یہ خیال مولانا حمید الدین دفراسی سے ظاہر کیا تو فرمانے لگے کہ خدا تعالیٰ کے نام کا یہ مادہ دنیا کے مذاہب کا قدیم ترین لفظ معلوم ہوتا ہے جو تمام مذاہب میں معمولی اختلاف سے متعل ہے۔ ۱۔

چنانچہ ایل۔ ایلیا۔ اود۔ الوہیم۔ الہ۔ لاء۔ لاہوت وغیرہ سب ایک ہی مادہ کے الفاظ ہیں جو معبود کے معنی میں مختلف مذاہب میں ہمیں ملتے ہیں۔ مولانا ابوالکلام آزاد مرحوم نے بھی اس کی تائید کی ہے۔

”ان تمام قوموں میں ایک ان دیکھے خدا کی ہستی کا اعتقاد موجود تھا اور وہ ال۔ الہ“ یا اللہ کے نام سے پکارا جاتا تھا۔ یہی الہ ہے جس نے کہیں ’ایل‘ کی صورت اختیار کی کہیں ’الود‘ کی اور کہیں ’الاصیا‘ کی۔ ۲۔

پنڈت سندھ لال اپنی کتاب ”ہیتا اور قرآن میں لکھتے ہیں :

”قرآن سب سے بڑی ہستی کو اللہ کے نام سے موسوم کرتا ہے۔ رگ وید میں ایٹور کے لیے جو نام استعمال ہوئے ہیں ان میں سے ایک ’الہ‘ ہے جس کا بنیادی مادہ ’ال‘ یا ’ایل‘ ہے اور جس کے معنی یہاں عدد و شمار کرنا۔ پرستش کرنا۔ تقریباً چھ ہزار سال پہلے سمیریائی زبان میں ’ایل‘ کا لفظ خدا کے لیے تھا۔

سمیریائی شہر بابلون کا لفظ حقیقتاً ’باب ایل‘ تھا۔ یعنی خدا کا دروازہ یہی وہ لفظ تھا جس کے ذریعہ اس کی کسی نہ کسی شکل میں عبرانی، سریانی اور کلدانی زبانوں میں خدا کی ہستی مراد ہوتی

نہ مولانا زلیخا طوی در حاشیہ الفرقان رشادہ ولی اللہ نمبر ۳۱۹، ص ۳۳

۱۔ ترجمان القرآن۔ جلد اول۔ ص ۳۳۳۔ بطور سابقہ اکادمی۔ دہلی

تھی۔ عام شکل آیا۔ الہ تھی۔ یہ بالکل کھلی ہوئی بات ہے کہ رنگ وید کے دور سے دور حاضر تک اللہ کا لفظ کسی نہ کسی شکل میں خدا کے لیے استعمال ہوتا آیا ہے۔ ۱۔

آریہ سماجی عربی داں، مسکرت کے عام شری جھکا پر شا داپا وھیائے رقمطراز ہیں:

”ہم نہیں جانتے کہ حضرت آدم جن کو اہل اسلام سب سے پہلا انسان تسلیم کرتے ہیں۔ کس زبان کو بولتے تھے اور خدا کے لیے کس لفظ کو استعمال کرتے تھے۔ ہر ایک قابل پرستش شے کو الہ کہتے ہیں اور صرف ’ال‘ لگا کر اللہ ایک واحد ذات کے لیے مخصوص ہو گیا ہے۔ رگ وید میں جو لاکھوں سال پہلی کتاب ابھی جاتی ہے خدا کے لیے ’ایلیہ‘ کا لفظ استعمال ہوتا ہے۔ ایلیہ کے لغوی معنی ہیں قابل پرستش ہستی۔ وید میں یہ لفظ اللہ کی ذات کے لیے مخصوص طور پر استعمال ہوا ہے۔ وید منتر (۱-۲-۱) کے صاف معنی یہ ہیں۔ اللہ تو نئے اور پرانے چھوٹے اور بڑے سبھی لوگوں کے لیے قابل پرستش ہے، تجھے علم والے ہی سمجھ سکتے ہیں۔“ ۲۔

اللہ کے اسم ذات کی یکسانیت کے بعد اس کے پہلے اسم
رحمان اور رحیم بھی صفت الرحمن (ال + رحمان یعنی وہ مخصوص رحمان)

کو دیکھیں۔ برہمن ازم نے عیسائیوں کی تثلیث کی طرح اللہ کی ذات کو تین ٹکڑوں میں تقسیم کر دیا۔ برہما پیدا کرنے والا خدا، دشمنو (پانے والا خدا) اور شیو (مارنے والا خدا)۔ حالانکہ ویدوں میں یہ واضح تعلیمات ہیں کہ ایک ہی خدا پیدا کرتا، پالتا اور موت دیتا ہے۔ ان تینوں کا جب نام لیا جاتا ہے تو سب سے پہلے برہما ہی کا نام لیا جاتا ہے۔ اس لفظ برہما یا برہم پر غور کریں۔ سنسکرت زبان کا یہ قاعدہ ہے کہ لفظ کے آخر میں اکثر ایک نقطہ (ن) اوپر کی طرف لگایا جاتا ہے جو م اور ن کی آواز دیتا ہے۔۔۔۔۔۔ یہ ایسے جیسے انگریزی میں اکثر ناموں کے آخر میں A لگا دیتے ہیں اور اشوک کو اشوکا، رام کو رامابولتے ہیں سنسکرت

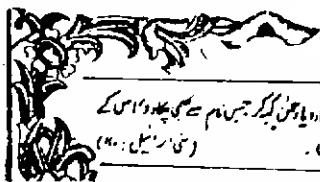
نہ گیتا اور قرآن، باز پنڈت سند لال، انگریزی ترجمہ از سید اسد اللہ صاحب، صفحہ ۵

مطبوعہ: انڈیئنڈل ایسٹ کچول اسٹڈیز حیدر آباد۔ دکن

۱۵-۱۳ صفحہ

میں برہان کے آگے نقطہ (۰) یا 'ن' لگانے سے برہان کی آواز بنتی ہے۔ اس لفظ کو جب سنکرت میں لکھا جائے گا تو یہ 'برہمان' یا 'وہ رحمان' یا 'الرحمان' کے مترادف لفظ ہوگا۔ رحم کی صفت کے اظہار کی ضرورت پیدا کرنے ہی سے جوتی ہے اس لیے پیدا کرنے والے خدا کو ہندو مذہب میں برہمان (الرحمان) اور بڑا ہمیم (الرحیم) پکارا جاتا ہے۔ نیز جیسے رحمان اسلام میں خدا کا ذاتی نہیں صفاتی اسم اعظم ہے ہندو مت میں بھی 'برہمان' سگن یعنی صفاتی نام ہے !!

یہاں یہ بھی یاد کرتے چلیں کہ اہل عرب پیغمبر اکرمؐ سے پہلے رحمان نام سے بہت چڑتے تھے اور اسے دوسرے مذاہب کا خدا سمجھتے تھے۔ دوسرے مذاہب میں سے ہندو مذہب میں تو یہ لفظ خدا کے لیے استعمال ہوتا ہی تھا۔ عیسائیوں کے یہاں بھی خدا کے لیے رحمان کا لفظ موجود تھا۔ اس کا ثبوت یمن میں عیسائیوں کے کتبوں پر لکھے ہوئے الفاظ میں 'رحمان' مسیح اور روح القدس کی قدرت و فضل و رحمت سے اسے یاد گاری پتھر پر ابرہہ نے کتبہ لکھا جو کہ بادشاہ حبش..... کا نائب حکومت ہے۔ اس طرح ہم نے دیکھا کہ دین کا نام ان دونوں مذاہب میں ایک ہی ہے اور دین پر عمل کرنے کا جس مہنتی نے حکم دیا اس کا نام بھی اصلاً دونوں کے یہاں ایک ہی ہے۔ زبان الہیے اور سب سے بڑھ کر فہم اور سمجھ کا فرق ہو گیا ہے۔ اب آئیے دیکھیں کہ اللہ کے اس کلام میں ہزاروں سال کی دھول اور بھول کے باوجود بنیادی تعلیمات آج بھی کس طرح موجود ہیں جو ہندو قوم کے ویدوں سے مکمل کٹ جلنے کی وجہ سے ان کی نظروں سے اوجھل ہیں۔



آپ کو یہ یاد رکھنا چاہیے کہ یہاں جو نام سے کچھ دیا گیا ہے
یہ سب کچھ ہی نام ہیں۔ (شیخ رشید)

ویدک دھرم میں توحید

”بہنوں نے مورنی پوجا کا طریقہ رائج کیا تاکہ وہ اس مورنی کو ذریعہ بنا کر اس لامی و بدہستی کو جسمانی شکل میں اپنے سامنے دیکھ سکیں: ۱۷

”صرف ایک سب سے مافتور خدا کو اپنا مالک مانتے ہوئے خود غرضی اور گھمنڈ چھوڑ کر خلوص اور جذبہ اور سچے پیار کے ساتھ لگنا تار تفکر کرنا ہی ایسی عبادت ہے جو بدکاری سے پاک ہے۔“

”ذرا سوچو تو محبت کرنے والی بیوی کا ایک ہی شوہر ہوتا ہے اس لیے جو پرستار ایمان رکھتا ہے اس کا ایک ہی خدا ہے۔ دوسرے خداؤں کا ساتھ نہ گزرنے ڈھونڈو، دوسرے خداؤں کا نام لینا بدکاری ہے۔“

اب ملاحظہ فرمائیے ہندو مذہبی کتب کے سیکڑوں ٹوتوں میں سے چند حوالے جن کی بنیاد پر ہم یہ یقین کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ اصل ہندو مذہب ایک خدا کا تصور بالکل اسی انداز میں دیتا ہے جیسے اسلام نے پیش کیا ہے۔ ہندو ویدانت کا 'برہم منور' یعنی کلہ خدا مندرجہ ذیل ہے: ایکم برہم دو تید۔ ناستے۔ نیہ۔ نا۔ ناستے کچن۔ ناستہ را ایک ہی خدا ہے

۱۴۹۔ وشنوہرے مہاتما۔ ڈاکٹر مجن لال کوتم۔ ۳۲۶۔ تفسیر گیتا مہاتما۔ مطبوعہ سکھان گورکھپور۔
۱۵۰۔ اسلام کا بندوبست پر اثر ڈاکٹر تاجا جی اوردو ترجمہ۔ جوہری جرم علی الباسمی۔ ۱۵۱۔ آزاد کتاب گزشتہ
۱۵۲۔ سکس برہم د্বیتویہ نااستے۔ نیت نا نااستے کیچن۔

اسلام دشمن معنفه ڈاکٹر گلشیت سارسیت پر دہشت گردی کا مقدمہ لاہور ہائی کورٹ میں چل رہا ہے۔

۱۔ اے اگنی (خدائے واحد) تم ہی نیکیوں کی دلی تمناؤں پوری کرنے والے اندر ہو۔ تم ہی عبادت کے قابل ہو۔ تم ہی بہت لوگوں کے قابل تعریف و شہو ہو۔ تم برہما اور برہمنپتی ہو۔ ۱۷

۲۔ اے اگنی (خدائے واحد) تم وعدہ پورا کرنے والے راجہ ورن ہو، تم قابل تعریف ہر ہو۔ ۱۸

تم حقیقی سردار آریم ہو۔ ۱۹

۳۔ اے اگنی (خدائے واحد) تم رُدر ہو، تم پُشا ہو، آسمانی دنیا کے محافظ شکر ہو۔ تم ریگستانی امت کی طاقت کا ذریعہ ہو۔ تم رزق دینے والے مجسم نور، ہوا کی طرح، بھگد موجود نفع بخشنے والے اور عبادت گزار کے محافظ ہو۔ ۲۰

۴۔ اے اگنی (خدائے واحد) تمہیں دولت دینے والے سوتیا ہو۔ تم والیو ہو، عبادت کرنے والے کے محافظ ہو۔ ۲۱

۵۔ اے اگنی (خدائے واحد) تم سب سے اول ہو۔ تم بھارتی (نیکیوں کا خزانہ) ہو۔ تم اڑا ہو اور تم ہی سرسوتی ہو۔ ۲۲

ویدوں کے ان واضح جوتوں کے بعد بہت سے ناموں سے پوجے جانے والے الگ الگ دیوتاؤں کا تصور بالکل باطل ہو جاتا ہے۔ یہ پہلے ہی آچکا ہے کہ اس ایک خدا کی مورتی نہیں بن سکتی۔ اب دیکھئے وید یہ بھی صاف صاف بیان کرتے ہیں کہ ان تمام صفاتی ناموں سے عالم لوگ ایک خدا کو پکارتے ہیں۔

(اندر، ہنتر، ورن، اگنی، گر و نیم، واسو، ماتریشوا وغیرہ) ایک ہی طاقت کے مختلف نام ہیں مادہ اہل بصیرت اور اہل علم نے ایشور کو صفات کی بنیاد پر مختلف ناموں سے پکارا ہے۔ ۲۳

یہ بالکل وہی قرآنی مضمون ہے۔

۱۔ ایک اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اس کے بہت سے اچھے اچھے نام ہیں۔ ۲۴

۱۔ رگ وید ۱-۱۳ ۲۔ رگ وید ۱-۱۴ ۳۔ رگ وید ۱-۱۵ ۴۔ رگ وید ۱-۱۶ ۵۔ رگ وید ۱-۱۷ ۶۔ رگ وید ۱-۱۸ ۷۔ رگ وید ۱-۱۹ ۸۔ رگ وید ۱-۲۰ ۹۔ رگ وید ۱-۲۱ ۱۰۔ رگ وید ۱-۲۲ ۱۱۔ رگ وید ۱-۲۳ ۱۲۔ رگ وید ۱-۲۴ ۱۳۔ رگ وید ۱-۲۵ ۱۴۔ رگ وید ۱-۲۶ ۱۵۔ رگ وید ۱-۲۷ ۱۶۔ رگ وید ۱-۲۸ ۱۷۔ رگ وید ۱-۲۹ ۱۸۔ رگ وید ۱-۳۰ ۱۹۔ رگ وید ۱-۳۱ ۲۰۔ رگ وید ۱-۳۲ ۲۱۔ رگ وید ۱-۳۳ ۲۲۔ رگ وید ۱-۳۴ ۲۳۔ رگ وید ۱-۳۵ ۲۴۔ رگ وید ۱-۳۶ ۲۵۔ رگ وید ۱-۳۷ ۲۶۔ رگ وید ۱-۳۸ ۲۷۔ رگ وید ۱-۳۹ ۲۸۔ رگ وید ۱-۴۰ ۲۹۔ رگ وید ۱-۴۱ ۳۰۔ رگ وید ۱-۴۲ ۳۱۔ رگ وید ۱-۴۳ ۳۲۔ رگ وید ۱-۴۴ ۳۳۔ رگ وید ۱-۴۵ ۳۴۔ رگ وید ۱-۴۶ ۳۵۔ رگ وید ۱-۴۷ ۳۶۔ رگ وید ۱-۴۸ ۳۷۔ رگ وید ۱-۴۹ ۳۸۔ رگ وید ۱-۵۰ ۳۹۔ رگ وید ۱-۵۱ ۴۰۔ رگ وید ۱-۵۲ ۴۱۔ رگ وید ۱-۵۳ ۴۲۔ رگ وید ۱-۵۴ ۴۳۔ رگ وید ۱-۵۵ ۴۴۔ رگ وید ۱-۵۶ ۴۵۔ رگ وید ۱-۵۷ ۴۶۔ رگ وید ۱-۵۸ ۴۷۔ رگ وید ۱-۵۹ ۴۸۔ رگ وید ۱-۶۰ ۴۹۔ رگ وید ۱-۶۱ ۵۰۔ رگ وید ۱-۶۲ ۵۱۔ رگ وید ۱-۶۳ ۵۲۔ رگ وید ۱-۶۴ ۵۳۔ رگ وید ۱-۶۵ ۵۴۔ رگ وید ۱-۶۶ ۵۵۔ رگ وید ۱-۶۷ ۵۶۔ رگ وید ۱-۶۸ ۵۷۔ رگ وید ۱-۶۹ ۵۸۔ رگ وید ۱-۷۰ ۵۹۔ رگ وید ۱-۷۱ ۶۰۔ رگ وید ۱-۷۲ ۶۱۔ رگ وید ۱-۷۳ ۶۲۔ رگ وید ۱-۷۴ ۶۳۔ رگ وید ۱-۷۵ ۶۴۔ رگ وید ۱-۷۶ ۶۵۔ رگ وید ۱-۷۷ ۶۶۔ رگ وید ۱-۷۸ ۶۷۔ رگ وید ۱-۷۹ ۶۸۔ رگ وید ۱-۸۰ ۶۹۔ رگ وید ۱-۸۱ ۷۰۔ رگ وید ۱-۸۲ ۷۱۔ رگ وید ۱-۸۳ ۷۲۔ رگ وید ۱-۸۴ ۷۳۔ رگ وید ۱-۸۵ ۷۴۔ رگ وید ۱-۸۶ ۷۵۔ رگ وید ۱-۸۷ ۷۶۔ رگ وید ۱-۸۸ ۷۷۔ رگ وید ۱-۸۹ ۷۸۔ رگ وید ۱-۹۰ ۷۹۔ رگ وید ۱-۹۱ ۸۰۔ رگ وید ۱-۹۲ ۸۱۔ رگ وید ۱-۹۳ ۸۲۔ رگ وید ۱-۹۴ ۸۳۔ رگ وید ۱-۹۵ ۸۴۔ رگ وید ۱-۹۶ ۸۵۔ رگ وید ۱-۹۷ ۸۶۔ رگ وید ۱-۹۸ ۸۷۔ رگ وید ۱-۹۹ ۸۸۔ رگ وید ۱-۱۰۰ ۸۹۔ رگ وید ۱-۱۰۱ ۹۰۔ رگ وید ۱-۱۰۲ ۹۱۔ رگ وید ۱-۱۰۳ ۹۲۔ رگ وید ۱-۱۰۴ ۹۳۔ رگ وید ۱-۱۰۵ ۹۴۔ رگ وید ۱-۱۰۶ ۹۵۔ رگ وید ۱-۱۰۷ ۹۶۔ رگ وید ۱-۱۰۸ ۹۷۔ رگ وید ۱-۱۰۹ ۹۸۔ رگ وید ۱-۱۱۰ ۹۹۔ رگ وید ۱-۱۱۱ ۱۰۰۔ رگ وید ۱-۱۱۲ ۱۰۱۔ رگ وید ۱-۱۱۳ ۱۰۲۔ رگ وید ۱-۱۱۴ ۱۰۳۔ رگ وید ۱-۱۱۵ ۱۰۴۔ رگ وید ۱-۱۱۶ ۱۰۵۔ رگ وید ۱-۱۱۷ ۱۰۶۔ رگ وید ۱-۱۱۸ ۱۰۷۔ رگ وید ۱-۱۱۹ ۱۰۸۔ رگ وید ۱-۱۲۰ ۱۰۹۔ رگ وید ۱-۱۲۱ ۱۱۰۔ رگ وید ۱-۱۲۲ ۱۱۱۔ رگ وید ۱-۱۲۳ ۱۱۲۔ رگ وید ۱-۱۲۴ ۱۱۳۔ رگ وید ۱-۱۲۵ ۱۱۴۔ رگ وید ۱-۱۲۶ ۱۱۵۔ رگ وید ۱-۱۲۷ ۱۱۶۔ رگ وید ۱-۱۲۸ ۱۱۷۔ رگ وید ۱-۱۲۹ ۱۱۸۔ رگ وید ۱-۱۳۰ ۱۱۹۔ رگ وید ۱-۱۳۱ ۱۲۰۔ رگ وید ۱-۱۳۲ ۱۲۱۔ رگ وید ۱-۱۳۳ ۱۲۲۔ رگ وید ۱-۱۳۴ ۱۲۳۔ رگ وید ۱-۱۳۵ ۱۲۴۔ رگ وید ۱-۱۳۶ ۱۲۵۔ رگ وید ۱-۱۳۷ ۱۲۶۔ رگ وید ۱-۱۳۸ ۱۲۷۔ رگ وید ۱-۱۳۹ ۱۲۸۔ رگ وید ۱-۱۴۰ ۱۲۹۔ رگ وید ۱-۱۴۱ ۱۳۰۔ رگ وید ۱-۱۴۲ ۱۳۱۔ رگ وید ۱-۱۴۳ ۱۳۲۔ رگ وید ۱-۱۴۴ ۱۳۳۔ رگ وید ۱-۱۴۵ ۱۳۴۔ رگ وید ۱-۱۴۶ ۱۳۵۔ رگ وید ۱-۱۴۷ ۱۳۶۔ رگ وید ۱-۱۴۸ ۱۳۷۔ رگ وید ۱-۱۴۹ ۱۳۸۔ رگ وید ۱-۱۵۰ ۱۳۹۔ رگ وید ۱-۱۵۱ ۱۴۰۔ رگ وید ۱-۱۵۲ ۱۴۱۔ رگ وید ۱-۱۵۳ ۱۴۲۔ رگ وید ۱-۱۵۴ ۱۴۳۔ رگ وید ۱-۱۵۵ ۱۴۴۔ رگ وید ۱-۱۵۶ ۱۴۵۔ رگ وید ۱-۱۵۷ ۱۴۶۔ رگ وید ۱-۱۵۸ ۱۴۷۔ رگ وید ۱-۱۵۹ ۱۴۸۔ رگ وید ۱-۱۶۰ ۱۴۹۔ رگ وید ۱-۱۶۱ ۱۵۰۔ رگ وید ۱-۱۶۲ ۱۵۱۔ رگ وید ۱-۱۶۳ ۱۵۲۔ رگ وید ۱-۱۶۴ ۱۵۳۔ رگ وید ۱-۱۶۵ ۱۵۴۔ رگ وید ۱-۱۶۶ ۱۵۵۔ رگ وید ۱-۱۶۷ ۱۵۶۔ رگ وید ۱-۱۶۸ ۱۵۷۔ رگ وید ۱-۱۶۹ ۱۵۸۔ رگ وید ۱-۱۷۰ ۱۵۹۔ رگ وید ۱-۱۷۱ ۱۶۰۔ رگ وید ۱-۱۷۲ ۱۶۱۔ رگ وید ۱-۱۷۳ ۱۶۲۔ رگ وید ۱-۱۷۴ ۱۶۳۔ رگ وید ۱-۱۷۵ ۱۶۴۔ رگ وید ۱-۱۷۶ ۱۶۵۔ رگ وید ۱-۱۷۷ ۱۶۶۔ رگ وید ۱-۱۷۸ ۱۶۷۔ رگ وید ۱-۱۷۹ ۱۶۸۔ رگ وید ۱-۱۸۰ ۱۶۹۔ رگ وید ۱-۱۸۱ ۱۷۰۔ رگ وید ۱-۱۸۲ ۱۷۱۔ رگ وید ۱-۱۸۳ ۱۷۲۔ رگ وید ۱-۱۸۴ ۱۷۳۔ رگ وید ۱-۱۸۵ ۱۷۴۔ رگ وید ۱-۱۸۶ ۱۷۵۔ رگ وید ۱-۱۸۷ ۱۷۶۔ رگ وید ۱-۱۸۸ ۱۷۷۔ رگ وید ۱-۱۸۹ ۱۷۸۔ رگ وید ۱-۱۹۰ ۱۷۹۔ رگ وید ۱-۱۹۱ ۱۸۰۔ رگ وید ۱-۱۹۲ ۱۸۱۔ رگ وید ۱-۱۹۳ ۱۸۲۔ رگ وید ۱-۱۹۴ ۱۸۳۔ رگ وید ۱-۱۹۵ ۱۸۴۔ رگ وید ۱-۱۹۶ ۱۸۵۔ رگ وید ۱-۱۹۷ ۱۸۶۔ رگ وید ۱-۱۹۸ ۱۸۷۔ رگ وید ۱-۱۹۹ ۱۸۸۔ رگ وید ۱-۲۰۰ ۱۸۹۔ رگ وید ۱-۲۰۱ ۱۹۰۔ رگ وید ۱-۲۰۲ ۱۹۱۔ رگ وید ۱-۲۰۳ ۱۹۲۔ رگ وید ۱-۲۰۴ ۱۹۳۔ رگ وید ۱-۲۰۵ ۱۹۴۔ رگ وید ۱-۲۰۶ ۱۹۵۔ رگ وید ۱-۲۰۷ ۱۹۶۔ رگ وید ۱-۲۰۸ ۱۹۷۔ رگ وید ۱-۲۰۹ ۱۹۸۔ رگ وید ۱-۲۱۰ ۱۹۹۔ رگ وید ۱-۲۱۱ ۲۰۰۔ رگ وید ۱-۲۱۲ ۲۰۱۔ رگ وید ۱-۲۱۳ ۲۰۲۔ رگ وید ۱-۲۱۴ ۲۰۳۔ رگ وید ۱-۲۱۵ ۲۰۴۔ رگ وید ۱-۲۱۶ ۲۰۵۔ رگ وید ۱-۲۱۷ ۲۰۶۔ رگ وید ۱-۲۱۸ ۲۰۷۔ رگ وید ۱-۲۱۹ ۲۰۸۔ رگ وید ۱-۲۲۰ ۲۰۹۔ رگ وید ۱-۲۲۱ ۲۱۰۔ رگ وید ۱-۲۲۲ ۲۱۱۔ رگ وید ۱-۲۲۳ ۲۱۲۔ رگ وید ۱-۲۲۴ ۲۱۳۔ رگ وید ۱-۲۲۵ ۲۱۴۔ رگ وید ۱-۲۲۶ ۲۱۵۔ رگ وید ۱-۲۲۷ ۲۱۶۔ رگ وید ۱-۲۲۸ ۲۱۷۔ رگ وید ۱-۲۲۹ ۲۱۸۔ رگ وید ۱-۲۳۰ ۲۱۹۔ رگ وید ۱-۲۳۱ ۲۲۰۔ رگ وید ۱-۲۳۲ ۲۲۱۔ رگ وید ۱-۲۳۳ ۲۲۲۔ رگ وید ۱-۲۳۴ ۲۲۳۔ رگ وید ۱-۲۳۵ ۲۲۴۔ رگ وید ۱-۲۳۶ ۲۲۵۔ رگ وید ۱-۲۳۷ ۲۲۶۔ رگ وید ۱-۲۳۸ ۲۲۷۔ رگ وید ۱-۲۳۹ ۲۲۸۔ رگ وید ۱-۲۴۰ ۲۲۹۔ رگ وید ۱-۲۴۱ ۲۳۰۔ رگ وید ۱-۲۴۲ ۲۳۱۔ رگ وید ۱-۲۴۳ ۲۳۲۔ رگ وید ۱-۲۴۴ ۲۳۳۔ رگ وید ۱-۲۴۵ ۲۳۴۔ رگ وید ۱-۲۴۶ ۲۳۵۔ رگ وید ۱-۲۴۷ ۲۳۶۔ رگ وید ۱-۲۴۸ ۲۳۷۔ رگ وید ۱-۲۴۹ ۲۳۸۔ رگ وید ۱-۲۵۰ ۲۳۹۔ رگ وید ۱-۲۵۱ ۲۴۰۔ رگ وید ۱-۲۵۲ ۲۴۱۔ رگ وید ۱-۲۵۳ ۲۴۲۔ رگ وید ۱-۲۵۴ ۲۴۳۔ رگ وید ۱-۲۵۵ ۲۴۴۔ رگ وید ۱-۲۵۶ ۲۴۵۔ رگ وید ۱-۲۵۷ ۲۴۶۔ رگ وید ۱-۲۵۸ ۲۴۷۔ رگ وید ۱-۲۵۹ ۲۴۸۔ رگ وید ۱-۲۶۰ ۲۴۹۔ رگ وید ۱-۲۶۱ ۲۵۰۔ رگ وید ۱-۲۶۲ ۲۵۱۔ رگ وید ۱-۲۶۳ ۲۵۲۔ رگ وید ۱-۲۶۴ ۲۵۳۔ رگ وید ۱-۲۶۵ ۲۵۴۔ رگ وید ۱-۲۶۶ ۲۵۵۔ رگ وید ۱-۲۶۷ ۲۵۶۔ رگ وید ۱-۲۶۸ ۲۵۷۔ رگ وید ۱-۲۶۹ ۲۵۸۔ رگ وید ۱-۲۷۰ ۲۵۹۔ رگ وید ۱-۲۷۱ ۲۶۰۔ رگ وید ۱-۲۷۲ ۲۶۱۔ رگ وید ۱-۲۷۳ ۲۶۲۔ رگ وید ۱-۲۷۴ ۲۶۳۔ رگ وید ۱-۲۷۵ ۲۶۴۔ رگ وید ۱-۲۷۶ ۲۶۵۔ رگ وید ۱-۲۷۷ ۲۶۶۔ رگ وید ۱-۲۷۸ ۲۶۷۔ رگ وید ۱-۲۷۹ ۲۶۸۔ رگ وید ۱-۲۸۰ ۲۶۹۔ رگ وید ۱-۲۸۱ ۲۷۰۔ رگ وید ۱-۲۸۲ ۲۷۱۔ رگ وید ۱-۲۸۳ ۲۷۲۔ رگ وید ۱-۲۸۴ ۲۷۳۔ رگ وید ۱-۲۸۵ ۲۷۴۔ رگ وید ۱-۲۸۶ ۲۷۵۔ رگ وید ۱-۲۸۷ ۲۷۶۔ رگ وید ۱-۲۸۸ ۲۷۷۔ رگ وید ۱-۲۸۹ ۲۷۸۔ رگ وید ۱-۲۹۰ ۲۷۹۔ رگ وید ۱-۲۹۱ ۲۸۰۔ رگ وید ۱-۲۹۲ ۲۸۱۔ رگ وید ۱-۲۹۳ ۲۸۲۔ رگ وید ۱-۲۹۴ ۲۸۳۔ رگ وید ۱-۲۹۵ ۲۸۴۔ رگ وید ۱-۲۹۶ ۲۸۵۔ رگ وید ۱-۲۹۷ ۲۸۶۔ رگ وید ۱-۲۹۸ ۲۸۷۔ رگ وید ۱-۲۹۹ ۲۸۸۔ رگ وید ۱-۳۰۰ ۲۸۹۔ رگ وید ۱-۳۰۱ ۲۹۰۔ رگ وید ۱-۳۰۲ ۲۹۱۔ رگ وید ۱-۳۰۳ ۲۹۲۔ رگ وید ۱-۳۰۴ ۲۹۳۔ رگ وید ۱-۳۰۵ ۲۹۴۔ رگ وید ۱-۳۰۶ ۲۹۵۔ رگ وید ۱-۳۰۷ ۲۹۶۔ رگ وید ۱-۳۰۸ ۲۹۷۔ رگ وید ۱-۳۰۹ ۲۹۸۔ رگ وید ۱-۳۱۰ ۲۹۹۔ رگ وید ۱-۳۱۱ ۳۰۰۔ رگ وید ۱-۳۱۲ ۳۰۱۔ رگ وید ۱-۳۱۳ ۳۰۲۔ رگ وید ۱-۳۱۴ ۳۰۳۔ رگ وید ۱-۳۱۵ ۳۰۴۔ رگ وید ۱-۳۱۶ ۳۰۵۔ رگ وید ۱-۳۱۷ ۳۰۶۔ رگ وید ۱-۳۱۸ ۳۰۷۔ رگ وید ۱-۳۱۹ ۳۰۸۔ رگ وید ۱-۳۲۰ ۳۰۹۔ رگ وید ۱-۳۲۱ ۳۱۰۔ رگ وید ۱-۳۲۲ ۳۱۱۔ رگ وید ۱-۳۲۳ ۳۱۲۔ رگ وید ۱-۳۲۴ ۳۱۳۔ رگ وید ۱-۳۲۵ ۳۱۴۔ رگ وید ۱-۳۲۶ ۳۱۵۔ رگ وید ۱-۳۲۷ ۳۱۶۔ رگ وید ۱-۳۲۸ ۳۱۷۔ رگ وید ۱-۳۲۹ ۳۱۸۔ رگ وید ۱-۳۳۰ ۳۱۹۔ رگ وید ۱-۳۳۱ ۳۲۰۔ رگ وید ۱-۳۳۲ ۳۲۱۔ رگ وید ۱-۳۳۳ ۳۲۲۔ رگ وید ۱-۳۳۴ ۳۲۳۔ رگ وید ۱-۳۳۵ ۳۲۴۔ رگ وید ۱-۳۳۶ ۳۲۵۔ رگ وید ۱-۳۳۷ ۳۲۶۔ رگ وید ۱-۳۳۸ ۳۲۷۔ رگ وید ۱-۳۳۹ ۳۲۸۔ رگ وید ۱-۳۴۰ ۳۲۹۔ رگ وید ۱-۳۴۱ ۳۳۰۔ رگ وید ۱-۳۴۲ ۳۳۱۔ رگ وید ۱-۳۴۳ ۳۳۲۔ رگ وید ۱-۳۴۴ ۳۳۳۔ رگ وید ۱-۳۴۵ ۳۳۴۔ رگ وید ۱-۳۴۶ ۳۳۵۔ رگ وید ۱-۳۴۷ ۳۳۶۔ رگ وید ۱-۳۴۸ ۳۳۷۔ رگ وید ۱-۳۴۹ ۳۳۸۔ رگ وید ۱-۳۵۰ ۳۳۹۔ رگ وید ۱-۳۵۱ ۳۴۰۔ رگ وید ۱-۳۵۲ ۳۴۱۔ رگ وید ۱-۳۵۳ ۳۴۲۔ رگ وید ۱-۳۵۴ ۳۴۳۔ رگ وید ۱-۳۵۵ ۳۴۴۔ رگ وید ۱-۳۵۶ ۳۴۵۔ رگ وید ۱-۳۵۷ ۳۴۶۔ رگ وید ۱-۳۵۸ ۳۴۷۔ رگ وید ۱-۳۵۹ ۳۴۸۔ رگ وید ۱-۳۶۰ ۳۴۹۔ رگ وید ۱-۳۶۱ ۳۵۰۔ رگ وید ۱-۳۶۲ ۳۵۱۔ رگ وید ۱-۳۶۳ ۳۵۲۔ رگ وید ۱-۳۶۴ ۳۵۳۔ رگ وید ۱-۳۶۵ ۳۵۴۔ رگ وید ۱-۳۶۶ ۳۵۵۔ رگ وید ۱-۳۶۷ ۳۵۶۔ رگ وید ۱-۳۶۸ ۳۵۷۔ رگ وید ۱-۳۶۹ ۳۵۸۔ رگ وید ۱-۳۷۰ ۳۵۹۔ رگ وید ۱-۳۷۱ ۳۶۰۔ رگ وید ۱-۳۷۲ ۳۶۱۔ رگ وید ۱-۳۷۳ ۳۶۲۔ رگ وید ۱-۳۷۴ ۳۶۳۔ رگ وید ۱-۳۷۵ ۳۶۴۔ رگ وید ۱-۳۷۶ ۳۶۵۔ رگ وید ۱-۳۷۷ ۳۶۶۔ رگ وید ۱-۳۷۸ ۳۶۷۔ رگ وید ۱-۳۷۹ ۳۶۸۔ رگ وید ۱-۳۸۰ ۳۶۹۔ رگ وید ۱-۳۸۱ ۳۷۰۔ رگ وید ۱-۳۸۲ ۳۷۱۔ رگ وید ۱-۳۸۳ ۳۷۲۔ رگ وید ۱-۳۸۴ ۳۷۳۔ رگ وید ۱-۳۸۵ ۳۷۴۔ رگ وید ۱-۳۸۶ ۳۷۵۔ رگ وید ۱-۳۸۷ ۳۷۶۔ رگ وید ۱-۳۸۸ ۳۷۷۔ رگ وید ۱-۳۸۹ ۳۷۸۔ رگ وید ۱-۳۹۰ ۳۷۹۔ رگ وید ۱-۳۹۱ ۳۸۰۔ رگ وید ۱-۳۹۲ ۳۸۱۔ رگ وید ۱-۳۹۳ ۳۸۲۔ رگ وید ۱-۳۹۴ ۳۸۳۔ رگ وید ۱-۳۹۵ ۳۸۴۔ رگ وید ۱-۳۹۶ ۳۸۵۔ رگ وید ۱-۳۹۷ ۳۸۶۔ رگ وید ۱-۳۹۸ ۳۸۷۔ رگ وید ۱-۳۹۹ ۳۸۸۔ رگ وید ۱-۴۰۰ ۳۸۹۔ رگ وید ۱-۴۰۱ ۳۹۰۔ رگ وید ۱-۴۰۲ ۳۹۱۔ رگ وید ۱-۴۰۳ ۳۹۲۔ رگ وید ۱-۴۰۴ ۳۹۳۔ رگ وید ۱-۴۰۵ ۳۹۴۔ رگ وید ۱-۴۰۶ ۳۹۵۔ رگ وید ۱-۴۰۷ ۳۹۶۔ رگ وید ۱-۴۰۸ ۳۹۷۔ رگ وید ۱-۴۰۹ ۳۹۸۔ رگ وید ۱-۴۱۰ ۳۹۹۔ رگ وید ۱-۴۱۱ ۴۰۰۔ رگ وید ۱-۴۱۲ ۴۰۱۔ رگ وید ۱-۴۱۳ ۴۰۲۔ رگ وید ۱-۴۱۴ ۴۰۳۔ رگ وید ۱-۴۱۵ ۴۰۴۔ رگ وید ۱-۴۱۶ ۴۰۵۔ رگ وید ۱-۴۱۷ ۴۰۶۔ رگ وید ۱-۴۱۸ ۴۰۷۔ رگ وید ۱-۴۱۹ ۴۰۸۔ رگ وید ۱-۴۲۰ ۴۰۹۔ رگ وید ۱-۴۲۱ ۴۱۰۔ رگ وید ۱-۴۲۲ ۴۱۱۔ رگ وید ۱-۴۲۳ ۴۱۲۔ رگ وید ۱-۴۲۴ ۴۱۳۔ رگ وید ۱-۴۲۵ ۴۱۴۔ رگ وید ۱-۴۲۶ ۴۱۵۔ رگ وید ۱-۴۲۷ ۴۱۶۔ رگ وید ۱-۴۲۸ ۴۱۷۔ رگ وید ۱-۴۲۹ ۴۱۸۔ رگ وید ۱-۴۳۰ ۴۱۹۔ رگ وید ۱-۴۳۱ ۴۲۰۔ رگ وید ۱-۴۳۲ ۴۲۱۔ رگ وید ۱-۴۳۳ ۴۲۲۔ رگ وید ۱-۴۳۴ ۴۲۳۔ رگ وید ۱-۴۳۵ ۴۲۴۔ رگ وید ۱-۴۳۶ ۴۲۵۔ رگ وید ۱-۴۳۷ ۴۲۶۔ رگ وید ۱-۴۳۸ ۴۲۷۔ رگ وید ۱-۴۳۹ ۴۲۸۔ رگ وید ۱-۴۴۰ ۴۲۹۔ رگ وید ۱-۴۴۱ ۴۳۰۔ رگ وید ۱-۴۴۲ ۴۳۱۔ رگ وید ۱-۴۴۳ ۴۳۲۔ رگ وید ۱-۴۴۴ ۴۳۳۔ رگ وید ۱-۴۴۵ ۴۳۴۔ رگ وید ۱-۴۴۶ ۴۳۵۔ رگ وید ۱-۴۴۷ ۴۳۶۔ رگ وید ۱-۴۴۸ ۴۳۷۔ رگ وید ۱-۴۴۹ ۴۳۸۔ رگ وید ۱-۴۵۰ ۴۳۹۔ رگ وید ۱-۴۵۱ ۴۴۰۔ رگ وید ۱-۴۵۲ ۴۴۱۔ رگ وید ۱-۴۵۳ ۴۴۲۔ رگ وید ۱-۴۵۴ ۴۴۳۔ رگ وید ۱-۴۵۵ ۴۴۴۔ رگ وید ۱-۴۵۶ ۴۴۵۔ رگ وید ۱-۴۵۷ ۴۴۶۔ رگ وید ۱-۴۵۸ ۴۴۷۔ رگ وید ۱-۴۵۹ ۴۴۸۔ رگ وید ۱-۴۶۰ ۴۴۹۔ رگ وید ۱-۴۶۱ ۴۵۰۔ رگ وید ۱-۴۶۲ ۴۵۱۔ رگ وید ۱-۴۶۳ ۴۵۲۔ رگ وید ۱-۴۶۴ ۴۵۳۔ رگ وید ۱-۴۶۵ ۴۵۴۔ رگ وید ۱-۴۶۶ ۴۵۵۔ رگ وید ۱-۴۶۷ ۴۵۶۔ رگ وید ۱-۴۶۸ ۴۵۷۔ رگ وید ۱-۴۶۹ ۴۵۸۔ رگ وید ۱-۴۷۰ ۴۵۹۔ رگ وید ۱-۴۷۱ ۴۶۰۔ رگ وید ۱-۴۷۲ ۴۶۱۔ رگ وید ۱-۴۷۳ ۴۶۲۔ رگ وید ۱-۴۷۴ ۴۶۳۔ رگ وید ۱-۴۷۵ ۴۶۴۔ رگ وید ۱-۴۷۶ ۴۶۵۔ رگ وید ۱-۴۷۷ ۴۶۶۔ رگ وید ۱-۴۷۸ ۴۶۷۔ رگ وید ۱-۴۷۹ ۴۶۸۔ رگ وید ۱-۴۸۰ ۴۶۹۔ رگ وید ۱-۴۸۱ ۴۷۰۔ رگ وید ۱-۴۸۲ ۴۷۱۔ رگ وید ۱-۴۸۳ ۴۷۲۔ رگ وید ۱-۴۸۴ ۴۷۳۔ رگ وید ۱-۴۸۵ ۴۷۴۔ رگ وید ۱-۴۸۶ ۴۷۵۔ رگ وید ۱-۴۸۷ ۴۷۶۔ رگ وید ۱-۴۸۸ ۴۷۷۔ رگ وید ۱-۴۸۹ ۴۷۸۔ رگ وید ۱-۴۹۰ ۴۷۹۔ رگ وید ۱-۴۹۱ ۴۸۰۔ رگ وید ۱-۴۹۲ ۴۸۱۔ رگ وید ۱-۴۹۳ ۴۸۲۔ رگ وید ۱-۴۹۴ ۴۸۳۔ رگ وید ۱-۴۹۵ ۴۸۴۔ رگ وید ۱-۴۹۶ ۴۸۵۔ رگ وید ۱-۴۹۷ ۴۸۶۔ رگ وید ۱-۴۹۸ ۴۸۷۔ رگ وید ۱-۴۹۹ ۴۸۸۔ رگ وید ۱-۵۰۰ ۴۸۹۔ رگ وید ۱-۵۰۱ ۴۹۰۔ رگ وید ۱-۵۰۲ ۴۹۱۔ رگ وید ۱-۵۰۳ ۴۹۲۔ رگ وید ۱-۵۰۴ ۴۹۳۔ رگ وید ۱-۵۰۵ ۴۹۴۔ رگ وید ۱-۵۰۶ ۴۹۵۔ رگ وید ۱-۵۰۷ ۴۹۶۔ رگ وید ۱-۵۰۸ ۴۹۷۔ رگ وید ۱-۵۰۹ ۴۹۸۔ رگ وید ۱-۵۱۰ ۴۹۹۔ رگ وید ۱-۵۱۱ ۵۰۰۔ رگ وید ۱-۵۱۲ ۵۰۱۔ رگ وید ۱-۵۱۳ ۵۰۲۔ رگ وید ۱-۵۱۴ ۵۰۳۔ رگ وید ۱-۵۱۵ ۵۰۴۔ رگ وید ۱-۵۱۶ ۵۰۵۔ رگ وید ۱-۵۱۷ ۵۰۶۔ رگ وید ۱-۵۱۸ ۵۰۷۔ رگ وید ۱-۵۱۹ ۵۰۸۔ رگ وید ۱-۵۲۰ ۵۰۹۔ رگ وید ۱-۵۲۱ ۵۱۰۔ رگ وید ۱-۵۲۲ ۵۱۱۔ رگ وید ۱-۵۲۳ ۵۱۲۔ رگ وید ۱-۵۲۴ ۵۱۳۔ رگ وید ۱-۵۲۵ ۵۱۴۔ رگ وید ۱-۵۲۶ ۵۱۵۔ رگ وید ۱-۵۲۷ ۵۱۶۔ رگ وید ۱-۵۲۸ ۵۱۷۔ رگ وید ۱-۵۲۹ ۵۱۸۔ رگ وید ۱-۵۳۰ ۵۱۹۔ رگ وید ۱-۵۳۱ ۵۲۰۔ رگ وید ۱-۵۳۲ ۵۲۱۔ رگ وید ۱-۵۳۳ ۵۲۲۔ رگ وید ۱-۵۳۴ ۵۲۳۔ رگ وید ۱-۵۳۵ ۵۲۴۔ رگ وید ۱-۵۳۶ ۵۲۵۔ رگ وید ۱-۵۳۷ ۵۲۶۔ رگ وید ۱-۵۳۸ ۵۲۷۔ رگ وید ۱-۵۳۹ ۵۲۸۔ رگ وید ۱-۵۴۰ ۵۲۹۔ رگ وید ۱-۵۴۱ ۵۳۰۔ رگ وید ۱-۵۴۲ ۵۳۱۔ رگ وید ۱-۵۴۳ ۵۳۲۔ رگ وید ۱-۵۴۴ ۵۳۳۔ رگ وید ۱-۵۴۵ ۵۳۴۔ رگ وید ۱-۵۴۶ ۵۳۵۔ رگ وید ۱-۵۴۷ ۵۳۶۔ رگ وید ۱-۵۴۸ ۵۳۷۔ رگ وید ۱-۵۴۹ ۵۳۸۔ رگ وید ۱-۵۵۰ ۵۳۹۔ رگ وید ۱-۵۵۱ ۵۴۰۔ رگ وید

پھر وہ بالکل قرآنی انداز میں کہتے ہیں کہ جن معبودوں کو تم پکار رہے ہو، یہ تو خود اپنے ایک خدا کی عبادت کر رہے ہیں۔

۴۔ ایشور ہی روحانی اور جسمانی طاقتیں عطا کرنے والا ہے اور اسی کی عبادت تمام دیوتا (فرشتے) کیا کرتے ہیں۔ اس ایشور کی خوشی ہمیشہ کی زندگی عطا کرنے والی ہے اور موت کا خاتمہ کرنے والی ہے۔ اُس ایشور کو چھوڑ کر تم کس دیوتا کی عبادت کر رہے ہو؟ ۵۔ اور اسی مضمون کو قرآن میں دیکھئے :

۶۔ جن کو یہ لوگ پکارتے ہیں وہ تو خود اپنے رب کے حضور رسائی حاصل کرنے کا قریب ترین وسیلہ تلاش کر رہے ہیں اور وہ اس کی رحمت کے امیدوار ہیں اور اس کے عذاب سے خائف ہیں۔ ۷۔

ایک خدا کا اتنا پاک و صاف تصور ہوتے ہوئے بھی اتنے بہت سے معبود کیوں بنائے گئے۔ اس کی مندرجہ ذیل وجوہات سمجھ میں آتی ہیں۔

۱۔ تحریری شکل میں غیر موجودگی | ویدوں کے انتہائی قدیم اور صرف سینوں میں محفوظ ہونے کی وجہ سے عوام کے لیے

ویدوں اور انسانوں کے کلام میں امتیاز کرنا ممکن نہ تھا۔ اس لیے ہزاروں سال سے ہستی سنانی بات۔ ہر سمجھ میں نہ آنے والی بات پر بنی ہوئی دیوالاکو دھرم سمجھ لیا گیا۔ حالانکہ صرف ۲۰۰۰ سال قبل تحریر کیے گئے ویدوں کی حفاظت کا اب پورا پورا خیال رکھا جا رہا ہے۔ لیکن اکٹھا کرنے والوں نے وید کے نام پر جو کچھ اکٹھا کیا ہے وہ سب اصل وید ہی ہے، اُن کا دعویٰ وہ خود بھی نہیں کرتے۔ ویدوں کے مرتبین اور مفسرین کے مختلف بیانات بائبل میں ہم دیکھ چکے ہیں، تحریف کا اقرار کرتے ہوئے گاندھی جی لکھتے ہیں :

۸۔ شاستروں کے وہ معنی جو پچ کے خلاف ہوں صحیح نہیں ہو سکتے، ۹۔

۱۰۔ ۱۱۔ ۱۲۔ ۱۳۔ ۱۴۔ ۱۵۔ ۱۶۔ ۱۷۔ ۱۸۔ ۱۹۔ ۲۰۔ ۲۱۔ ۲۲۔ ۲۳۔ ۲۴۔ ۲۵۔ ۲۶۔ ۲۷۔ ۲۸۔ ۲۹۔ ۳۰۔ ۳۱۔ ۳۲۔ ۳۳۔ ۳۴۔ ۳۵۔ ۳۶۔ ۳۷۔ ۳۸۔ ۳۹۔ ۴۰۔ ۴۱۔ ۴۲۔ ۴۳۔ ۴۴۔ ۴۵۔ ۴۶۔ ۴۷۔ ۴۸۔ ۴۹۔ ۵۰۔ ۵۱۔ ۵۲۔ ۵۳۔ ۵۴۔ ۵۵۔ ۵۶۔ ۵۷۔ ۵۸۔ ۵۹۔ ۶۰۔ ۶۱۔ ۶۲۔ ۶۳۔ ۶۴۔ ۶۵۔ ۶۶۔ ۶۷۔ ۶۸۔ ۶۹۔ ۷۰۔ ۷۱۔ ۷۲۔ ۷۳۔ ۷۴۔ ۷۵۔ ۷۶۔ ۷۷۔ ۷۸۔ ۷۹۔ ۸۰۔ ۸۱۔ ۸۲۔ ۸۳۔ ۸۴۔ ۸۵۔ ۸۶۔ ۸۷۔ ۸۸۔ ۸۹۔ ۹۰۔ ۹۱۔ ۹۲۔ ۹۳۔ ۹۴۔ ۹۵۔ ۹۶۔ ۹۷۔ ۹۸۔ ۹۹۔ ۱۰۰۔ ۱۰۱۔ ۱۰۲۔ ۱۰۳۔ ۱۰۴۔ ۱۰۵۔ ۱۰۶۔ ۱۰۷۔ ۱۰۸۔ ۱۰۹۔ ۱۱۰۔ ۱۱۱۔ ۱۱۲۔ ۱۱۳۔ ۱۱۴۔ ۱۱۵۔ ۱۱۶۔ ۱۱۷۔ ۱۱۸۔ ۱۱۹۔ ۱۲۰۔ ۱۲۱۔ ۱۲۲۔ ۱۲۳۔ ۱۲۴۔ ۱۲۵۔ ۱۲۶۔ ۱۲۷۔ ۱۲۸۔ ۱۲۹۔ ۱۳۰۔ ۱۳۱۔ ۱۳۲۔ ۱۳۳۔ ۱۳۴۔ ۱۳۵۔ ۱۳۶۔ ۱۳۷۔ ۱۳۸۔ ۱۳۹۔ ۱۴۰۔ ۱۴۱۔ ۱۴۲۔ ۱۴۳۔ ۱۴۴۔ ۱۴۵۔ ۱۴۶۔ ۱۴۷۔ ۱۴۸۔ ۱۴۹۔ ۱۵۰۔ ۱۵۱۔ ۱۵۲۔ ۱۵۳۔ ۱۵۴۔ ۱۵۵۔ ۱۵۶۔ ۱۵۷۔ ۱۵۸۔ ۱۵۹۔ ۱۶۰۔ ۱۶۱۔ ۱۶۲۔ ۱۶۳۔ ۱۶۴۔ ۱۶۵۔ ۱۶۶۔ ۱۶۷۔ ۱۶۸۔ ۱۶۹۔ ۱۷۰۔ ۱۷۱۔ ۱۷۲۔ ۱۷۳۔ ۱۷۴۔ ۱۷۵۔ ۱۷۶۔ ۱۷۷۔ ۱۷۸۔ ۱۷۹۔ ۱۸۰۔ ۱۸۱۔ ۱۸۲۔ ۱۸۳۔ ۱۸۴۔ ۱۸۵۔ ۱۸۶۔ ۱۸۷۔ ۱۸۸۔ ۱۸۹۔ ۱۹۰۔ ۱۹۱۔ ۱۹۲۔ ۱۹۳۔ ۱۹۴۔ ۱۹۵۔ ۱۹۶۔ ۱۹۷۔ ۱۹۸۔ ۱۹۹۔ ۲۰۰۔ ۲۰۱۔ ۲۰۲۔ ۲۰۳۔ ۲۰۴۔ ۲۰۵۔ ۲۰۶۔ ۲۰۷۔ ۲۰۸۔ ۲۰۹۔ ۲۱۰۔ ۲۱۱۔ ۲۱۲۔ ۲۱۳۔ ۲۱۴۔ ۲۱۵۔ ۲۱۶۔ ۲۱۷۔ ۲۱۸۔ ۲۱۹۔ ۲۲۰۔ ۲۲۱۔ ۲۲۲۔ ۲۲۳۔ ۲۲۴۔ ۲۲۵۔ ۲۲۶۔ ۲۲۷۔ ۲۲۸۔ ۲۲۹۔ ۲۳۰۔ ۲۳۱۔ ۲۳۲۔ ۲۳۳۔ ۲۳۴۔ ۲۳۵۔ ۲۳۶۔ ۲۳۷۔ ۲۳۸۔ ۲۳۹۔ ۲۴۰۔ ۲۴۱۔ ۲۴۲۔ ۲۴۳۔ ۲۴۴۔ ۲۴۵۔ ۲۴۶۔ ۲۴۷۔ ۲۴۸۔ ۲۴۹۔ ۲۵۰۔ ۲۵۱۔ ۲۵۲۔ ۲۵۳۔ ۲۵۴۔ ۲۵۵۔ ۲۵۶۔ ۲۵۷۔ ۲۵۸۔ ۲۵۹۔ ۲۶۰۔ ۲۶۱۔ ۲۶۲۔ ۲۶۳۔ ۲۶۴۔ ۲۶۵۔ ۲۶۶۔ ۲۶۷۔ ۲۶۸۔ ۲۶۹۔ ۲۷۰۔ ۲۷۱۔ ۲۷۲۔ ۲۷۳۔ ۲۷۴۔ ۲۷۵۔ ۲۷۶۔ ۲۷۷۔ ۲۷۸۔ ۲۷۹۔ ۲۸۰۔ ۲۸۱۔ ۲۸۲۔ ۲۸۳۔ ۲۸۴۔ ۲۸۵۔ ۲۸۶۔ ۲۸۷۔ ۲۸۸۔ ۲۸۹۔ ۲۹۰۔ ۲۹۱۔ ۲۹۲۔ ۲۹۳۔ ۲۹۴۔ ۲۹۵۔ ۲۹۶۔ ۲۹۷۔ ۲۹۸۔ ۲۹۹۔ ۳۰۰۔ ۳۰۱۔ ۳۰۲۔ ۳۰۳۔ ۳۰۴۔ ۳۰۵۔ ۳۰۶۔ ۳۰۷۔ ۳۰۸۔ ۳۰۹۔ ۳۱۰۔ ۳۱۱۔ ۳۱۲۔ ۳۱۳۔ ۳۱۴۔ ۳۱۵۔ ۳۱۶۔ ۳۱۷۔ ۳۱۸۔ ۳۱۹۔ ۳۲۰۔ ۳۲۱۔ ۳۲۲۔ ۳۲۳۔ ۳۲۴۔ ۳۲۵۔ ۳۲۶۔ ۳۲۷۔ ۳۲۸۔ ۳۲۹۔ ۳۳۰۔ ۳۳۱۔ ۳۳۲۔ ۳۳۳۔ ۳۳۴۔ ۳۳۵۔ ۳۳۶۔ ۳۳۷۔ ۳۳۸۔ ۳۳۹۔ ۳۴۰۔ ۳۴۱۔ ۳۴۲۔ ۳۴۳۔ ۳۴۴۔ ۳۴۵۔ ۳۴۶۔ ۳۴۷۔ ۳۴۸۔ ۳۴۹۔ ۳۵۰۔ ۳۵۱۔ ۳۵۲۔ ۳۵۳۔ ۳۵۴۔ ۳۵۵۔ ۳۵۶۔ ۳۵۷۔ ۳۵۸۔ ۳۵۹۔ ۳۶۰۔ ۳۶۱۔ ۳۶۲۔ ۳۶۳۔ ۳۶۴۔ ۳۶۵۔ ۳۶۶۔ ۳۶۷۔ ۳۶۸۔ ۳۶۹۔ ۳۷۰۔ ۳۷۱۔ ۳۷۲۔ ۳۷۳۔ ۳۷۴۔ ۳۷۵۔ ۳۷۶۔ ۳۷۷۔ ۳۷۸۔ ۳۷۹۔ ۳۸۰۔ ۳۸۱۔ ۳۸۲۔ ۳۸۳۔ ۳۸۴۔ ۳۸۵۔ ۳۸۶۔ ۳۸۷۔ ۳۸۸۔ ۳۸۹۔ ۳۹۰۔ ۳۹۱۔ ۳۹۲۔ ۳۹۳۔ ۳۹۴۔ ۳۹۵۔ ۳۹۶۔ ۳۹۷۔ ۳۹۸۔ ۳۹۹۔ ۴۰۰۔ ۴۰۱۔ ۴۰۲۔ ۴۰۳۔ ۴۰۴۔ ۴۰۵۔ ۴۰۶۔ ۴۰۷۔ ۴۰۸۔ ۴۰۹۔ ۴۱۰۔ ۴۱۱۔ ۴۱۲۔ ۴۱۳۔ ۴۱۴۔ ۴۱۵۔ ۴۱۶۔ ۴۱۷۔ ۴۱۸۔ ۴۱۹۔ ۴۲۰۔ ۴۲۱۔ ۴۲۲۔ ۴۲۳۔ ۴۲۴۔ ۴۲۵۔ ۴۲۶۔ ۴۲۷۔ ۴۲۸۔ ۴۲۹۔ ۴۳۰۔ ۴۳۱۔ ۴۳۲۔ ۴۳۳۔ ۴۳۴۔ ۴۳۵۔ ۴۳۶۔ ۴۳۷۔ ۴۳۸۔ ۴۳۹۔ ۴۴۰۔ ۴۴۱۔ ۴۴۲۔ ۴۴۳۔ ۴۴۴۔ ۴۴۵۔ ۴۴۶۔ ۴۴۷۔ ۴۴۸۔ ۴۴۹۔ ۴۵۰۔ ۴۵۱۔ ۴۵۲۔ ۴۵۳۔ ۴۵۴۔ ۴۵۵۔ ۴۵۶۔ ۴۵۷۔ ۴۵۸۔ ۴۵۹۔ ۴۶۰۔ ۴۶۱۔ ۴۶۲۔ ۴۶۳۔ ۴۶۴۔ ۴۶۵۔ ۴۶۶۔ ۴۶۷۔ ۴۶۸۔ ۴۶۹۔ ۴۷۰۔ ۴۷۱۔ ۴۷۲۔ ۴۷۳۔ ۴۷۴۔ ۴۷۵۔ ۴۷۶۔ ۴۷۷۔ ۴۷۸۔ ۴۷۹۔ ۴۸۰۔ ۴۸۱۔ ۴۸۲۔ ۴۸۳۔ ۴۸۴۔ ۴۸۵۔ ۴۸۶۔ ۴۸۷۔ ۴۸۸۔ ۴۸۹۔ ۴۹۰۔ ۴۹۱۔ ۴۹۲۔ ۴۹۳۔ ۴۹۴۔ ۴۹۵۔ ۴۹۶۔ ۴۹۷۔ ۴۹۸۔ ۴۹۹۔ ۵۰۰۔ ۵۰۱۔ ۵۰۲۔ ۵۰۳۔ ۵۰۴۔ ۵۰۵۔ ۵۰۶۔ ۵۰۷۔ ۵۰۸۔ ۵۰۹۔ ۵۱۰۔ ۵۱۱۔ ۵۱۲۔ ۵۱۳۔ ۵۱۴۔ ۵۱۵۔ ۵۱۶۔ ۵۱۷۔ ۵۱۸۔ ۵۱۹۔ ۵۲۰۔ ۵۲۱۔ ۵۲۲۔ ۵۲۳۔ ۵۲۴۔ ۵۲۵۔ ۵۲۶۔ ۵۲۷۔ ۵۲۸۔ ۵۲۹۔ ۵۳۰۔ ۵۳۱۔ ۵۳۲۔ ۵۳۳۔ ۵۳۴۔ ۵۳۵۔ ۵۳۶۔ ۵۳۷۔ ۵۳۸۔ ۵۳۹۔ ۵۴۰۔ ۵۴۱۔ ۵۴۲۔ ۵۴۳۔ ۵۴۴۔ ۵۴۵۔ ۵۴۶۔ ۵۴۷۔ ۵۴۸۔ ۵۴۹۔ ۵۵۰۔ ۵۵۱۔ ۵۵۲۔ ۵۵۳۔ ۵۵۴۔ ۵۵۵۔ ۵۵۶۔ ۵۵۷۔ ۵۵۸۔ ۵۵۹۔ ۵۶۰۔ ۵۶۱۔ ۵۶۲۔ ۵۶۳۔ ۵۶۴۔ ۵۶۵۔ ۵۶۶۔ ۵۶۷۔ ۵۶۸۔ ۵۶۹۔ ۵۷۰۔ ۵۷۱۔ ۵۷۲۔ ۵۷۳۔ ۵۷۴۔ ۵۷۵۔ ۵۷۶۔ ۵۷۷۔ ۵۷۸۔ ۵۷۹۔ ۵۸۰۔ ۵۸۱۔ ۵۸۲۔ ۵۸۳۔ ۵۸۴۔ ۵۸۵۔ ۵۸۶۔ ۵۸۷۔ ۵۸۸۔ ۵۸۹۔ ۵۹۰۔ ۵۹۱۔ ۵۹۲۔ ۵۹۳۔ ۵۹۴۔ ۵۹۵۔ ۵۹۶۔ ۵۹۷۔ ۵۹۸۔ ۵۹۹۔ ۶۰۰۔ ۶۰۱۔ ۶۰۲۔ ۶۰۳۔ ۶۰۴۔ ۶۰۵۔ ۶۰۶۔ ۶۰۷۔ ۶۰۸۔ ۶۰۹۔ ۶۱۰۔ ۶۱۱۔ ۶۱۲۔ ۶۱۳۔ ۶۱۴۔ ۶۱۵۔ ۶۱۶۔ ۶۱۷۔ ۶۱۸۔ ۶۱۹۔ ۶۲۰۔ ۶۲۱۔ ۶۲۲۔ ۶۲۳۔ ۶۲۴۔ ۶۲۵۔ ۶۲۶۔ ۶۲۷۔ ۶۲۸۔ ۶۲۹۔ ۶۳۰۔ ۶۳۱۔ ۶۳۲۔ ۶۳۳۔ ۶۳۴۔ ۶۳۵۔ ۶۳۶۔ ۶۳۷۔ ۶۳۸۔ ۶۳۹۔ ۶۴۰۔ ۶۴۱۔ ۶۴۲۔ ۶۴۳۔ ۶۴۴۔ ۶۴۵۔ ۶۴۶۔ ۶۴۷۔ ۶۴۸۔ ۶۴۹۔ ۶۵۰۔ ۶۵۱۔ ۶۵۲۔ ۶۵۳۔ ۶۵۴۔ ۶۵۵۔ ۶۵۶۔ ۶۵۷۔ ۶۵۸۔ ۶۵۹۔ ۶۶۰۔ ۶۶۱۔ ۶۶۲۔ ۶۶۳۔ ۶۶۴۔ ۶۶۵۔ ۶۶۶۔ ۶۶۷۔ ۶۶۸۔ ۶۶۹۔ ۶۷۰۔ ۶۷۱۔ ۶۷۲۔ ۶۷۳۔ ۶۷۴۔ ۶۷۵۔ ۶۷۶۔ ۶۷۷۔ ۶۷۸۔ ۶۷۹۔ ۶۸۰۔ ۶۸۱۔ ۶۸۲۔ ۶۸۳۔ ۶۸۴۔ ۶۸۵۔ ۶۸۶۔ ۶۸۷۔ ۶۸۸۔ ۶۸۹۔ ۶۹۰۔ ۶۹۱۔ ۶۹۲۔ ۶۹۳۔ ۶۹۴۔ ۶۹۵۔ ۶۹۶۔ ۶۹۷۔ ۶۹۸۔ ۶۹۹۔ ۷۰۰۔ ۷۰۱۔ ۷۰۲۔ ۷۰۳۔ ۷۰۴۔ ۷۰۵۔ ۷۰۶۔ ۷۰۷۔ ۷۰۸۔ ۷۰۹۔ ۷۱۰۔ ۷۱۱۔ ۷۱۲۔ ۷۱۳۔ ۷۱۴۔ ۷۱۵۔ ۷۱۶۔ ۷۱۷۔ ۷۱۸۔ ۷۱۹۔ ۷۲۰۔ ۷۲۱۔ ۷۲۲۔ ۷۲۳۔ ۷۲۴۔ ۷۲۵۔ ۷۲۶۔ ۷۲۷۔ ۷۲۸۔ ۷۲۹۔ ۷۳۰۔ ۷۳۱۔ ۷۳۲۔ ۷۳۳۔ ۷۳۴۔ ۷۳۵۔ ۷۳۶۔ ۷۳۷۔ ۷۳۸۔ ۷۳۹۔ ۷۴۰۔ ۷۴۱۔ ۷۴۲۔ ۷۴۳۔ ۷۴۴۔ ۷۴۵۔ ۷۴۶۔ ۷۴۷۔ ۷۴۸۔ ۷۴۹۔ ۷۵۰۔ ۷۵۱۔ ۷۵۲۔ ۷۵۳۔ ۷۵۴۔ ۷۵۵۔ ۷۵۶۔ ۷۵۷۔ ۷۵۸۔ ۷۵۹۔ ۷۶۰۔ ۷۶۱۔ ۷۶۲۔ ۷۶۳۔ ۷۶۴۔ ۷۶۵۔ ۷۶۶۔ ۷۶۷۔ ۷۶۸۔ ۷۶۹۔ ۷۷۰۔ ۷۷۱۔ ۷۷۲۔ ۷۷۳۔ ۷۷۴۔ ۷۷۵۔ ۷۷۶۔ ۷۷۷۔ ۷۷۸۔ ۷۷۹۔ ۷۸۰۔ ۷۸۱۔ ۷۸۲۔ ۷۸۳۔ ۷۸۴۔ ۷۸۵۔ ۷۸۶۔ ۷۸۷۔ ۷۸۸۔ ۷۸۹۔ ۷۹۰۔ ۷۹۱۔ ۷۹۲۔ ۷۹۳۔ ۷۹۴۔ ۷۹۵۔ ۷۹۶۔ ۷۹۷۔ ۷۹۸۔ ۷۹۹۔ ۸۰۰۔ ۸۰۱۔ ۸۰۲۔ ۸۰۳۔ ۸۰۴۔ ۸۰۵۔ ۸۰۶۔ ۸۰۷۔ ۸۰۸۔ ۸۰۹۔ ۸۱۰۔ ۸۱۱۔ ۸۱۲۔ ۸۱۳۔ ۸۱۴۔ ۸۱۵۔ ۸۱۶۔ ۸۱۷۔ ۸۱۸۔ ۸۱۹۔ ۸۲۰۔ ۸۲۱۔ ۸۲۲۔ ۸۲۳۔ ۸۲۴۔ ۸۲۵۔ ۸۲۶۔ ۸۲۷۔ ۸۲۸۔ ۸۲۹۔ ۸۳۰۔ ۸۳۱۔ ۸۳۲۔ ۸۳۳۔ ۸۳۴۔ ۸۳۵۔ ۸۳۶۔ ۸۳۷۔ ۸۳۸۔ ۸۳۹۔ ۸۴۰۔ ۸۴۱۔ ۸۴۲۔ ۸۴۳۔ ۸۴۴۔ ۸۴۵۔ ۸۴۶۔ ۸۴۷۔ ۸۴۸۔ ۸۴۹۔ ۸۵۰۔ ۸۵۱۔ ۸۵۲۔ ۸۵۳۔ ۸۵۴۔ ۸۵۵۔ ۸۵۶۔ ۸۵۷۔ ۸۵۸۔ ۸۵۹۔ ۸۶۰۔ ۸۶۱۔ ۸۶۲۔ ۸۶۳۔ ۸۶۴۔ ۸۶۵۔ ۸۶۶۔ ۸۶۷۔ ۸۶۸۔ ۸۶۹۔ ۸۷۰۔ ۸۷۱۔ ۸۷۲۔ ۸۷۳۔ ۸۷۴۔ ۸۷۵۔ ۸۷۶۔ ۸۷۷۔ ۸۷۸۔ ۸۷۹۔ ۸۸۰۔ ۸۸۱۔ ۸۸۲۔ ۸۸۳۔ ۸۸۴۔ ۸۸۵۔ ۸۸۶۔ ۸۸۷۔ ۸۸۸۔ ۸۸۹۔ ۸۹۰۔ ۸۹۱۔ ۸۹۲۔ ۸۹۳۔ ۸۹۴۔ ۸۹۵۔ ۸۹۶۔ ۸۹۷۔ ۸۹۸۔ ۸۹۹۔ ۹۰۰۔ ۹۰۱۔ ۹۰۲۔ ۹۰۳۔ ۹۰۴۔ ۹۰۵۔ ۹۰۶۔ ۹۰۷۔ ۹۰۸۔ ۹۰۹۔ ۹۱۰۔ ۹۱۱۔ ۹۱۲۔ ۹۱۳۔ ۹۱۴۔ ۹۱۵۔ ۹۱۶۔ ۹۱۷۔ ۹۱۸۔ ۹۱۹۔ ۹۲۰۔ ۹۲۱۔ ۹۲۲۔ ۹۲۳۔ ۹۲۴۔ ۹۲۵۔ ۹۲۶۔ ۹۲۷۔ ۹۲۸۔ ۹۲۹۔ ۹۳۰۔ ۹۳۱۔ ۹۳۲۔ ۹۳۳۔ ۹۳۴۔ ۹۳۵۔ ۹۳۶۔ ۹۳۷۔ ۹۳۸۔ ۹۳۹۔ ۹۴۰۔ ۹۴۱۔ ۹۴۲۔ ۹۴۳۔ ۹۴۴۔ ۹۴۵۔ ۹۴۶۔ ۹۴۷۔ ۹۴۸۔ ۹۴۹۔ ۹۵۰۔ ۹۵۱۔ ۹۵۲۔ ۹۵۳۔ ۹۵۴۔ ۹۵۵۔ ۹۵۶۔ ۹۵۷۔ ۹۵۸۔ ۹۵۹۔ ۹۶۰۔ ۹۶۱۔ ۹۶۲۔ ۹۶۳۔ ۹۶۴۔ ۹۶۵۔ ۹۶۶۔ ۹۶۷۔ ۹۶۸۔ ۹۶۹۔ ۹۷۰۔ ۹۷۱۔ ۹۷۲۔ ۹۷۳۔ ۹۷۴۔ ۹۷۵۔ ۹۷۶۔ ۹۷۷۔ ۹۷۸۔ ۹۷۹۔ ۹۸۰۔ ۹۸۱۔ ۹۸۲۔ ۹۸۳۔ ۹۸۴۔ ۹۸۵۔ ۹۸۶۔ ۹۸۷۔ ۹۸۸۔ ۹۸۹۔ ۹۹۰۔ ۹۹۱۔ ۹۹۲۔ ۹۹۳۔ ۹۹۴۔ ۹۹۵۔ ۹۹۶۔ ۹۹۷۔ ۹۹۸۔ ۹۹۹۔ ۱۰۰۰۔ ۱۰۰۱۔ ۱۰۰۲۔ ۱۰۰۳۔ ۱۰۰۴۔ ۱۰۰۵۔ ۱۰۰۶۔ ۱۰۰۷۔ ۱۰۰۸۔ ۱۰۰۹۔ ۱۰۱۰۔ ۱۰۱۱۔ ۱۰۱۲۔ ۱۰۱۳۔ ۱۰۱۴۔ ۱۰۱۵۔ ۱۰۱۶۔ ۱۰۱۷۔ ۱۰۱۸۔ ۱۰۱۹۔ ۱۰۲۰۔ ۱۰۲۱۔ ۱۰۲۲۔ ۱۰۲۳۔ ۱۰۲۴۔ ۱۰۲۵۔ ۱۰۲۶۔ ۱۰۲۷۔ ۱۰۲۸۔ ۱۰۲۹۔ ۱۰۳۰۔ ۱۰۳۱۔ ۱۰۳۲۔ ۱۰۳۳۔ ۱۰۳۴۔ ۱۰۳۵۔ ۱۰۳۶۔ ۱۰۳۷۔ ۱۰۳۸۔ ۱۰۳۹۔ ۱۰۴۰۔ ۱۰۴۱۔ ۱۰۴۲۔ ۱۰۴۳۔ ۱۰۴۴۔ ۱۰۴۵۔ ۱۰۴۶۔ ۱۰۴۷۔ ۱۰۴۸۔ ۱۰۴۹۔ ۱۰۵۰۔ ۱۰۵۱۔ ۱۰۵۲۔ ۱۰۵۳۔ ۱۰۵۴۔ ۱۰۵۵۔ ۱۰۵۶۔ ۱۰۵۷۔ ۱۰۵۸۔ ۱۰۵۹۔ ۱۰۶۰۔ ۱۰۶۱۔ ۱۰۶۲۔ ۱۰۶۳۔ ۱۰۶۴۔ ۱۰۶۵۔ ۱۰۶۶۔ ۱۰۶۷۔ ۱۰۶۸۔ ۱۰۶۹۔ ۱۰۷۰۔ ۱۰۷۱۔ ۱۰۷۲۔ ۱۰۷۳۔ ۱۰۷۴۔ ۱۰۷۵۔ ۱۰۷۶۔ ۱۰۷۷۔ ۱۰۷۸۔ ۱۰۷۹۔ ۱۰۸۰۔ ۱۰۸۱۔ ۱۰۸۲۔ ۱۰۸۳۔ ۱۰۸۴۔ ۱۰۸۵۔ ۱۰۸۶۔ ۱۰۸۷۔ ۱۰۸۸۔ ۱۰۸۹۔ ۱۰۹۰۔ ۱۰۹۱۔ ۱۰۹۲۔ ۱۰۹۳۔ ۱۰۹۴۔ ۱۰۹۵۔ ۱۰۹۶۔ ۱۰۹۷۔ ۱۰۹۸۔ ۱۰۹۹۔ ۱۱۰۰۔ ۱۱۰۱۔ ۱۱۰۲۔ ۱۱۰۳۔ ۱۱۰۴۔ ۱۱۰۵۔ ۱۱۰۶۔ ۱۱۰۷۔ ۱۱۰۸۔ ۱۱۰۹۔ ۱۱۱۰۔ ۱۱۱۱۔ ۱۱۱۲۔ ۱۱۱۳۔ ۱۱۱۴۔ ۱۱۱۵۔ ۱۱۱۶۔ ۱۱۱۷۔ ۱۱۱۸۔ ۱۱۱۹۔ ۱۱۲۰۔ ۱۱۲۱۔ ۱۱۲۲۔ ۱۱۲۳۔ ۱۱۲۴۔ ۱۱۲۵۔ ۱۱۲۶۔ ۱۱۲۷۔ ۱۱۲۸۔ ۱۱۲۹۔ ۱۱۳۰۔ ۱۱۳۱۔ ۱۱۳۲۔ ۱۱۳۳۔ ۱۱۳۴۔ ۱۱۳۵۔ ۱۱۳۶۔ ۱۱۳۷۔ ۱۱۳۸۔ ۱۱۳۹۔ ۱۱۴۰۔ ۱۱۴۱۔ ۱۱۴۲۔ ۱۱۴۳۔ ۱۱۴۴۔ ۱۱۴۵۔ ۱۱۴۶۔ ۱۱۴۷۔ ۱۱۴۸۔ ۱۱۴۹۔ ۱۱۵۰۔ ۱۱۵۱۔ ۱۱۵۲۔ ۱۱۵۳۔ ۱۱۵۴۔ ۱۱۵۵۔ ۱۱۵۶۔ ۱۱۵۷۔ ۱۱۵۸۔ ۱۱۵۹۔ ۱۱۶۰۔ ۱۱۶۱۔ ۱۱۶۲۔ ۱۱۶۳۔ ۱۱۶۴۔ ۱۱۶۵۔ ۱۱۶۶۔ ۱۱۶۷۔ ۱۱۶۸۔ ۱۱۶۹۔ ۱۱۷۰۔ ۱۱۷۱۔ ۱۱۷۲۔ ۱۱۷۳۔ ۱۱۷۴۔ ۱۱۷۵۔ ۱۱۷۶۔ ۱۱۷۷۔ ۱۱۷۸۔ ۱۱۷۹۔ ۱۱۸۰۔ ۱۱۸۱۔ ۱۱۸۲۔ ۱۱۸۳۔ ۱۱۸۴۔ ۱۱۸۵۔ ۱۱۸۶۔ ۱۱۸۷۔ ۱۱۸۸۔ ۱۱۸۹۔ ۱۱۹۰۔ ۱۱۹۱۔ ۱۱۹۲۔ ۱۱۹۳۔ ۱۱۹۴۔ ۱۱۹۵۔ ۱۱۹۶۔ ۱۱۹۷۔ ۱۱۹۸۔ ۱۱۹۹۔ ۱۲۰۰۔ ۱۲۰۱۔ ۱۲۰۲۔ ۱۲۰۳۔ ۱۲۰۴۔ ۱۲۰۵۔ ۱۲۰۶۔ ۱۲۰۷۔ ۱۲۰۸۔ ۱۲۰۹۔ ۱۲۱۰۔ ۱۲۱۱۔ ۱۲۱۲۔ ۱۲۱۳۔ ۱۲۱۴۔ ۱۲۱۵۔ ۱۲۱۶۔ ۱۲۱۷۔ ۱۲۱۸۔ ۱۲۱۹۔ ۱۲۲۰۔ ۱۲۲۱۔ ۱۲۲۲۔ ۱۲۲۳۔ ۱۲۲۴۔ ۱۲۲۵۔ ۱۲۲۶۔ ۱۲۲۷۔ ۱۲۲۸۔ ۱۲۲۹۔ ۱۲۳۰۔ ۱۲۳۱۔ ۱۲۳۲۔ ۱۲۳۳۔ ۱۲۳۴۔ ۱۲۳۵۔ ۱۲۳۶۔ ۱۲۳۷۔ ۱۲۳۸۔ ۱۲۳۹۔ ۱۲۴۰۔ ۱۲۴۱۔ ۱۲۴۲۔ ۱۲۴۳۔ ۱۲۴۴۔ ۱۲۴۵۔ ۱۲۴۶۔ ۱۲۴۷۔ ۱۲۴۸۔ ۱۲۴۹۔ ۱۲۵۰۔ ۱۲۵۱۔ ۱۲۵۲۔ ۱۲۵۳۔ ۱۲۵۴۔ ۱۲۵۵۔ ۱۲۵۶۔ ۱۲۵۷۔ ۱۲۵۸۔ ۱۲۵۹۔ ۱۲۶۰۔ ۱۲۶۱۔ ۱۲۶۲۔ ۱۲۶۳۔ ۱۲۶۴۔ ۱۲۶۵۔ ۱۲۶۶۔ ۱۲۶۷۔ ۱۲۶۸۔ ۱۲۶۹۔ ۱۲۷۰۔ ۱۲۷۱۔ ۱۲۷۲۔ ۱۲۷۳۔ ۱۲۷۴۔ ۱۲۷۵۔ ۱۲۷۶۔ ۱۲۷۷۔ ۱۲۷۸۔ ۱۲۷۹۔ ۱۲۸۰۔ ۱۲۸۱۔ ۱۲۸۲۔ ۱۲۸۳۔ ۱۲۸۴۔ ۱۲۸۵۔ ۱۲۸۶۔ ۱۲۸۷۔ ۱۲۸۸۔ ۱۲۸۹۔ ۱۲۹۰۔ ۱۲۹۱۔ ۱۲۹۲۔ ۱۲۹۳۔ ۱۲۹۴۔ ۱۲۹۵۔ ۱۲۹۶۔ ۱۲۹۷۔ ۱۲۹۸۔ ۱۲۹۹۔ ۱۳۰۰۔ ۱۳۰۱۔ ۱۳۰۲۔ ۱۳۰۳۔ ۱۳۰۴۔ ۱۳۰۵۔ ۱۳۰۶۔ ۱۳۰۷۔ ۱۳۰۸۔ ۱۳۰۹۔ ۱۳۱۰۔ ۱۳۱۱۔ ۱۳۱۲۔ ۱۳۱۳۔ ۱۳۱۴۔ ۱۳۱۵۔ ۱۳۱۶۔ ۱۳۱۷۔ ۱۳۱۸۔ ۱۳۱۹۔ ۱۳۲۰۔ ۱۳۲۱۔ ۱۳۲۲۔ ۱۳۲۳۔ ۱۳۲۴۔ ۱۳۲۵۔ ۱۳۲۶۔ ۱۳۲۷۔ ۱۳۲۸۔ ۱۳۲۹۔ ۱۳۳۰۔ ۱۳۳۱۔ ۱۳۳۲۔ ۱۳۳۳۔ ۱۳۳۴۔ ۱۳۳۵۔ ۱۳۳۶۔ ۱۳۳۷۔ ۱۳۳۸۔ ۱۳۳۹۔ ۱۳۴۰۔ ۱۳۴۱۔ ۱۳۴۲۔ ۱۳۴۳۔ ۱۳۴۴۔ ۱۳۴۵۔ ۱۳۴۶۔ ۱۳۴۷۔ ۱۳۴۸۔ ۱۳۴۹۔ ۱۳۵۰۔ ۱۳۵۱۔ ۱۳۵۲۔ ۱۳۵۳۔ ۱۳۵۴۔ ۱۳۵۵۔ ۱۳۵۶۔ ۱۳۵۷۔ ۱۳۵۸۔ ۱۳۵۹۔ ۱۳۶۰۔ ۱۳۶۱۔ ۱۳۶۲۔ ۱۳۶۳۔ ۱۳۶۴۔ ۱۳۶۵۔ ۱۳۶۶۔ ۱۳۶۷۔ ۱۳۶۸۔ ۱۳۶۹۔ ۱۳۷۰۔ ۱۳۷۱۔ ۱۳۷۲۔ ۱۳۷۳۔ ۱۳۷۴۔ ۱۳۷۵۔ ۱۳۷۶۔ ۱۳۷۷۔ ۱۳۷۸۔ ۱

گاندھی جی ایک دوسری جگہ لکھتے ہیں:

”سوال اٹھتا ہے کہ ان اسمتوں کا کیا کیا جائے جن میں ایسے اشلوک ہیں جو اسی میں دیئے ہوئے دوسرے اشلوکوں کے خلاف اور فطرت انسانی کے خلاف ہیں..... میں متعدد بار لکھ چکا ہوں کہ دھرم گرنہوں کے نام پر جو کچھ چھپتا ہے اس میں سبھی کو کلام الہی کی شکل میں نہیں لینا چاہیئے۔“

۲۔ غلط ترجمہ یا ترجمانی | ویدوں کا زیادہ تر حصہ چونکہ قشیل زبان میں ہے اس لیے اپنی عقل کی روشنی میں اُن کا صحیح ترجمہ نہیں کیا جاسکتا۔

خدا کے آخری مستند اور صحیح کلام قرآن کی روشنی ہی میں اُن کا صحیح ترجمہ ممکن ہے اس کی مثال ہم پہلے صفحات میں اُس جگہ دے چکے ہیں جہاں ’احمد‘ لفظ کا ویدوں میں ذکر آنے کی ہم نے مثال دی ہے۔

۳۔ ہندو عوام کی ویدوں کی دوری | ہندو علماء نے عوام کو ویدوں سے بالکل کٹ دیا ہے بہت سی گمراہیاں دور ہو سکتی تھیں

اگر عوام ویدوں سے اتنے دور نہ ہو گئے ہوتے مثلاً بہت سے دیوی دیوتاؤں کی پرستش ہی کو لیجئے۔ ویدوں میں آیا ہے کہ ایک خدا کو بہت سے ناموں سے پکارا گیا ہے۔ یہ نہ جلنے کی وجہ سے ہندوؤں میں ان سب ناموں کے الگ الگ دیوتا مان لیے گئے۔

اس طرح ہم دیکھتے ہیں کہ توحید کا بنیادی عقیدہ بالکل قرآنی بیانات کے انداز میں ساق دھرم میں موجود ہے۔

آپ کہہ دیجئے کہ اے اللہ کتاب اور اس بات کی طرف جو ہمارے اور تمہارے درمیان مشترک ہے۔ یہ کہ ہم ایک اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہیں کرتے (جس کے اور اس کے ساتھ کسی کو بھی نہ کہے نہیں تمہاری مثال کے ذرا لے لیں)

لے استروں کی سبائیں۔ مہاتما گاندھی۔ ہر جگہ ۲۴ نومبر ۱۹۳۹ء۔ ایڈیٹر رام ناتھ من بھوہرہ بن سائیں

باب ۱

ویک دھرم اور رسالت

انسانی کی طرح ہر ماہکے ساتھ کبھی سی ہوا۔ برہما یعنی رخن ہندو مذہب میں پیدا کرنے والے خدا کے لیے بھی استعمال ہوا ہے۔ روح احمد کے لیے بھی اور پہلے انسان حضرت آدم کے لیے بھی تینوں مقامات پر صحیح مفہوم کو سمجھنے کے بجائے پیغمبر ہی دیتا بن گئے اور پیغمبر کی جگہ اوتاروں کا تصور آگیا۔ اپنے علم کی روشنی میں ان کے شرک کے تصورات کو ہم ان پر واضح کر سکتے تھے لیکن ہمیں شرک کرنے والوں کو شرک کی بنیادوں کا پتہ ہی نہ تھا۔ برہما حضرت آدم کے لیے ہری نوش پران میں استعمال ہوا ہے۔

انبیاء کے تذکرے

”برہما اپنے جسم کے دو حصہ کر کے ایک سے مرد اور دوسرے سے عورت ہوئے اور اس طرح بہت سے جانداروں کی تخلیق ہوئی۔ کسی مسلمان کی جیسے ہی اس حصہ پر نظر پڑے گی وہ فوراً پہچان لے گا کہ یہ حضرت آدم کا بائیں پسلی سے حضرت حوا کی پیدائش اور ان دونوں سے پوری نسل انسانی کی افزائش کا ذکر ہے۔ بہر حال اللہ کے صحیح علم کی روشنی میں پرانے علوم کی تطہیر کی یہ چند مثالیں تھیں۔ آپ فی الحال ہندو مذہب کی کتب میں رسالت اور رسولوں کے واضح بیانات کی کچھ مثالیں دیکھیے۔

”جب بھی بھلائیوں کم ہو کر گناہ بہت بڑھ جاتے ہیں تو ہماری جوتہام خداؤں کا خدا ہے وہ یقیناً (رہنمائی کے لیے) ایک جان پیدا کرتا ہے۔“
یہ تمام رسولوں کے دنیا میں بھیجے جانے کا مقصد۔ اب حضرت نوح اور طوفان نوح

۱۔ کلیان گورکھ پور۔ ہندو سنسکرتی ایک جنوری ۱۹۵۵ء ص ۹۵،

۲۔ شری مدجاگوت مہاپران ۹-۲۴-۵۶

سے متعلق چند حوالے ہم نقل کر رہے ہیں۔

..... محقر یہ کہ ایک مشہور شخصیت جو کہ ہندوؤں کے یہاں بہت مقدس ہے اور جسے وہ 'ماہانودو' [MAHANUVU] کے نام سے جانتے ہیں (سیلاب کی) تباہی سے ایک کشتی کے ذریعہ بچ گئی جس میں سات مشہور رشی سوار تھے: 'ماہانودو' دو لفظوں 'ماہا' اور 'نودو' کا مرکب ہے۔ 'ماہا' کے معنی عظیم اور 'نودو' بلاشبہ و شبہ نوح ہیں: لہٰذا..... عملایہ تسلیم کیا جاتا ہے کہ ہندوستان اس عظیم سیلاب نوح کے بعد فوراً آباد ہوا تھا جس نے ساری دنیا کو ویران کر دیا تھا: لہٰذا

» مارکنڈیہ پران اور بھاگوت میں اس کا بہت واضح بیان ہے کہ اس حادثہ میں تمام نسل انسانی ختم ہو گئی تھی سوائے سات مشہور عبادت گزار رشیوں کے جن کا میں نے بہت سے مقامات پر ذکر کیا ہے۔ یہ سات رشی ایک کشتی پر بیٹھ کر عالم گیر تباہی سے بچ سکے تھے اس کشتی کو دشمنو خد چلا رہا تھا۔ ایک اور عظیم شخصیت جو بچ جانے والوں میں تھی وہ منو کی تھی۔ جس کو میں نے دوسرے مقامات پر ثابت کیا ہے کہ نوح کے سوا کوئی نہیں تھی..... تب بھگوان منو سے یوں بولے ٹھیک ہے ٹھیک ہے تم نے مجھے اچھی طرح پہچان لیا ہے۔ اے زمین کے رکھوالے! تھوڑے ہی عرصہ میں پہاڑ، جنگل اور کانوں سمیت یہ زمین پانی میں ڈوب جائے گی۔ اس لیے اے زمین کے سردار تمام جانداروں کی حفاظت کرنے کے لیے تمام دیوتاؤں کے ذریعہ اس کشتی کو تعمیر کیا گیا ہے۔ لے دنا شعار..... جسے بھی قسم کے جاندار ہیں ان سبھی بے سہاروں کو اس کشتی میں چڑھا کر تم ان سب کی حفاظت کرنا: لہٰذا تب ساتوں سمندر موجزن ہو کر اپسر مہر اہل جائیں گے۔ اور ان مینوں دنیاؤں

DUBOIS. HINDU MANNERS, CUSTOMS & CEREMONIES P. 48

P. 100

P. 416, 417

مفسر پران اویسے ۱۱ اشوک ۳۵ تا ۳۹

کو پوری طرح سے ایک کر دیا گئے۔ وہی شعلہ اس وقت تم اس دیدہ دلپس کشتی کو حاصل کر کے اس پر زمرہ جانا دوں اور پچھل کو سوار کر دینا۔

رہیلہ کی قیامت کے وقت جب اس طرح ساری زمین ایک بحرِ ذخار میں ڈوب جائے گی اور ہمارے ذریعہ تخلیق ہوا غارِ سرگاتہ میں دیدوں کی پھر بنیاد ڈالیں گا تب منو بھئی دہلی کے پھر کٹر بھگوان کی اہمت سے حاصل شدہ عبادت اور ریاضت میں لگے رہے جب تک اس (سیلابِ ناس) قیامت کی پیشین گوئی کا وقت نہ آگیا۔

بقوتِ حضرت نوح کے تذکرے اب پندت دید پر کاش اُپا دھیائے کی کتاب سے ہم بھوشہ پران کے کچھ اشلوکوں کے ترجمے نقل کر رہے ہیں جن میں دیگر انبیائے کرام کے واضح تذکرے ان کے اصحابوں کے ساتھ بیان ہوئے ہیں۔

”آدم اور خوادشمن کی نین میں سے پیدا ہوئے۔ جنت کے مشرقی حصہ میں پریشور کے ذریعہ بنایا گیا خوب صورت چار کوس کے رقبہ کا بہت بڑا جنگل تھا۔ گناہ والے درخت کے نیچے جا کر بیوی کو دیکھنے کی بیتابان سے آدم خور کے پاس گئے۔ تبھی سانپ کی شکل بنا کر وہاں فوراً شیطان نمودار ہوا۔ اس چالاک دشمن کے ذریعہ آدم اور خوادشمنک بے گئے۔ اور شیطان کے حکم کو ڈوڑاں اور دنیا کا راستہ دکھانے والے اس بھل کو شوہر نے کھایا۔ ان دونوں کے ذریعہ گولر کے پتوں سے جو انکی غذا حاصل کی گئی تب ان دونوں سے بہت سی اولادیں پیدا ہوئیں۔ سب میچو کہے گئے۔ آدم کی عمر نو سو تیس سال ہوئی۔

۱۱ ۱۲ ۱۳ ۱۴ ۱۵ ۱۶ ۱۷ ۱۸ ۱۹ ۲۰ ۲۱ ۲۲ ۲۳ ۲۴ ۲۵ ۲۶ ۲۷ ۲۸ ۲۹ ۳۰ ۳۱ ۳۲ ۳۳ ۳۴ ۳۵ ۳۶ ۳۷ ۳۸ ۳۹ ۴۰ ۴۱ ۴۲ ۴۳ ۴۴ ۴۵ ۴۶ ۴۷ ۴۸ ۴۹ ۵۰ ۵۱ ۵۲ ۵۳ ۵۴ ۵۵ ۵۶ ۵۷ ۵۸ ۵۹ ۶۰ ۶۱ ۶۲ ۶۳ ۶۴ ۶۵ ۶۶ ۶۷ ۶۸ ۶۹ ۷۰ ۷۱ ۷۲ ۷۳ ۷۴ ۷۵ ۷۶ ۷۷ ۷۸ ۷۹ ۸۰ ۸۱ ۸۲ ۸۳ ۸۴ ۸۵ ۸۶ ۸۷ ۸۸ ۸۹ ۹۰ ۹۱ ۹۲ ۹۳ ۹۴ ۹۵ ۹۶ ۹۷ ۹۸ ۹۹ ۱۰۰ ۱۰۱ ۱۰۲ ۱۰۳ ۱۰۴ ۱۰۵ ۱۰۶ ۱۰۷ ۱۰۸ ۱۰۹ ۱۱۰ ۱۱۱ ۱۱۲ ۱۱۳ ۱۱۴ ۱۱۵ ۱۱۶ ۱۱۷ ۱۱۸ ۱۱۹ ۱۲۰ ۱۲۱ ۱۲۲ ۱۲۳ ۱۲۴ ۱۲۵ ۱۲۶ ۱۲۷ ۱۲۸ ۱۲۹ ۱۳۰ ۱۳۱ ۱۳۲ ۱۳۳ ۱۳۴ ۱۳۵ ۱۳۶ ۱۳۷ ۱۳۸ ۱۳۹ ۱۴۰ ۱۴۱ ۱۴۲ ۱۴۳ ۱۴۴ ۱۴۵ ۱۴۶ ۱۴۷ ۱۴۸ ۱۴۹ ۱۵۰ ۱۵۱ ۱۵۲ ۱۵۳ ۱۵۴ ۱۵۵ ۱۵۶ ۱۵۷ ۱۵۸ ۱۵۹ ۱۶۰ ۱۶۱ ۱۶۲ ۱۶۳ ۱۶۴ ۱۶۵ ۱۶۶ ۱۶۷ ۱۶۸ ۱۶۹ ۱۷۰ ۱۷۱ ۱۷۲ ۱۷۳ ۱۷۴ ۱۷۵ ۱۷۶ ۱۷۷ ۱۷۸ ۱۷۹ ۱۸۰ ۱۸۱ ۱۸۲ ۱۸۳ ۱۸۴ ۱۸۵ ۱۸۶ ۱۸۷ ۱۸۸ ۱۸۹ ۱۹۰ ۱۹۱ ۱۹۲ ۱۹۳ ۱۹۴ ۱۹۵ ۱۹۶ ۱۹۷ ۱۹۸ ۱۹۹ ۲۰۰ ۲۰۱ ۲۰۲ ۲۰۳ ۲۰۴ ۲۰۵ ۲۰۶ ۲۰۷ ۲۰۸ ۲۰۹ ۲۱۰ ۲۱۱ ۲۱۲ ۲۱۳ ۲۱۴ ۲۱۵ ۲۱۶ ۲۱۷ ۲۱۸ ۲۱۹ ۲۲۰ ۲۲۱ ۲۲۲ ۲۲۳ ۲۲۴ ۲۲۵ ۲۲۶ ۲۲۷ ۲۲۸ ۲۲۹ ۲۳۰ ۲۳۱ ۲۳۲ ۲۳۳ ۲۳۴ ۲۳۵ ۲۳۶ ۲۳۷ ۲۳۸ ۲۳۹ ۲۴۰ ۲۴۱ ۲۴۲ ۲۴۳ ۲۴۴ ۲۴۵ ۲۴۶ ۲۴۷ ۲۴۸ ۲۴۹ ۲۵۰ ۲۵۱ ۲۵۲ ۲۵۳ ۲۵۴ ۲۵۵ ۲۵۶ ۲۵۷ ۲۵۸ ۲۵۹ ۲۶۰ ۲۶۱ ۲۶۲ ۲۶۳ ۲۶۴ ۲۶۵ ۲۶۶ ۲۶۷ ۲۶۸ ۲۶۹ ۲۷۰ ۲۷۱ ۲۷۲ ۲۷۳ ۲۷۴ ۲۷۵ ۲۷۶ ۲۷۷ ۲۷۸ ۲۷۹ ۲۸۰ ۲۸۱ ۲۸۲ ۲۸۳ ۲۸۴ ۲۸۵ ۲۸۶ ۲۸۷ ۲۸۸ ۲۸۹ ۲۹۰ ۲۹۱ ۲۹۲ ۲۹۳ ۲۹۴ ۲۹۵ ۲۹۶ ۲۹۷ ۲۹۸ ۲۹۹ ۳۰۰ ۳۰۱ ۳۰۲ ۳۰۳ ۳۰۴ ۳۰۵ ۳۰۶ ۳۰۷ ۳۰۸ ۳۰۹ ۳۱۰ ۳۱۱ ۳۱۲ ۳۱۳ ۳۱۴ ۳۱۵ ۳۱۶ ۳۱۷ ۳۱۸ ۳۱۹ ۳۲۰ ۳۲۱ ۳۲۲ ۳۲۳ ۳۲۴ ۳۲۵ ۳۲۶ ۳۲۷ ۳۲۸ ۳۲۹ ۳۳۰ ۳۳۱ ۳۳۲ ۳۳۳ ۳۳۴ ۳۳۵ ۳۳۶ ۳۳۷ ۳۳۸ ۳۳۹ ۳۴۰ ۳۴۱ ۳۴۲ ۳۴۳ ۳۴۴ ۳۴۵ ۳۴۶ ۳۴۷ ۳۴۸ ۳۴۹ ۳۵۰ ۳۵۱ ۳۵۲ ۳۵۳ ۳۵۴ ۳۵۵ ۳۵۶ ۳۵۷ ۳۵۸ ۳۵۹ ۳۶۰ ۳۶۱ ۳۶۲ ۳۶۳ ۳۶۴ ۳۶۵ ۳۶۶ ۳۶۷ ۳۶۸ ۳۶۹ ۳۷۰ ۳۷۱ ۳۷۲ ۳۷۳ ۳۷۴ ۳۷۵ ۳۷۶ ۳۷۷ ۳۷۸ ۳۷۹ ۳۸۰ ۳۸۱ ۳۸۲ ۳۸۳ ۳۸۴ ۳۸۵ ۳۸۶ ۳۸۷ ۳۸۸ ۳۸۹ ۳۹۰ ۳۹۱ ۳۹۲ ۳۹۳ ۳۹۴ ۳۹۵ ۳۹۶ ۳۹۷ ۳۹۸ ۳۹۹ ۴۰۰ ۴۰۱ ۴۰۲ ۴۰۳ ۴۰۴ ۴۰۵ ۴۰۶ ۴۰۷ ۴۰۸ ۴۰۹ ۴۱۰ ۴۱۱ ۴۱۲ ۴۱۳ ۴۱۴ ۴۱۵ ۴۱۶ ۴۱۷ ۴۱۸ ۴۱۹ ۴۲۰ ۴۲۱ ۴۲۲ ۴۲۳ ۴۲۴ ۴۲۵ ۴۲۶ ۴۲۷ ۴۲۸ ۴۲۹ ۴۳۰ ۴۳۱ ۴۳۲ ۴۳۳ ۴۳۴ ۴۳۵ ۴۳۶ ۴۳۷ ۴۳۸ ۴۳۹ ۴۴۰ ۴۴۱ ۴۴۲ ۴۴۳ ۴۴۴ ۴۴۵ ۴۴۶ ۴۴۷ ۴۴۸ ۴۴۹ ۴۵۰ ۴۵۱ ۴۵۲ ۴۵۳ ۴۵۴ ۴۵۵ ۴۵۶ ۴۵۷ ۴۵۸ ۴۵۹ ۴۶۰ ۴۶۱ ۴۶۲ ۴۶۳ ۴۶۴ ۴۶۵ ۴۶۶ ۴۶۷ ۴۶۸ ۴۶۹ ۴۷۰ ۴۷۱ ۴۷۲ ۴۷۳ ۴۷۴ ۴۷۵ ۴۷۶ ۴۷۷ ۴۷۸ ۴۷۹ ۴۸۰ ۴۸۱ ۴۸۲ ۴۸۳ ۴۸۴ ۴۸۵ ۴۸۶ ۴۸۷ ۴۸۸ ۴۸۹ ۴۹۰ ۴۹۱ ۴۹۲ ۴۹۳ ۴۹۴ ۴۹۵ ۴۹۶ ۴۹۷ ۴۹۸ ۴۹۹ ۵۰۰ ۵۰۱ ۵۰۲ ۵۰۳ ۵۰۴ ۵۰۵ ۵۰۶ ۵۰۷ ۵۰۸ ۵۰۹ ۵۱۰ ۵۱۱ ۵۱۲ ۵۱۳ ۵۱۴ ۵۱۵ ۵۱۶ ۵۱۷ ۵۱۸ ۵۱۹ ۵۲۰ ۵۲۱ ۵۲۲ ۵۲۳ ۵۲۴ ۵۲۵ ۵۲۶ ۵۲۷ ۵۲۸ ۵۲۹ ۵۳۰ ۵۳۱ ۵۳۲ ۵۳۳ ۵۳۴ ۵۳۵ ۵۳۶ ۵۳۷ ۵۳۸ ۵۳۹ ۵۴۰ ۵۴۱ ۵۴۲ ۵۴۳ ۵۴۴ ۵۴۵ ۵۴۶ ۵۴۷ ۵۴۸ ۵۴۹ ۵۵۰ ۵۵۱ ۵۵۲ ۵۵۳ ۵۵۴ ۵۵۵ ۵۵۶ ۵۵۷ ۵۵۸ ۵۵۹ ۵۶۰ ۵۶۱ ۵۶۲ ۵۶۳ ۵۶۴ ۵۶۵ ۵۶۶ ۵۶۷ ۵۶۸ ۵۶۹ ۵۷۰ ۵۷۱ ۵۷۲ ۵۷۳ ۵۷۴ ۵۷۵ ۵۷۶ ۵۷۷ ۵۷۸ ۵۷۹ ۵۸۰ ۵۸۱ ۵۸۲ ۵۸۳ ۵۸۴ ۵۸۵ ۵۸۶ ۵۸۷ ۵۸۸ ۵۸۹ ۵۹۰ ۵۹۱ ۵۹۲ ۵۹۳ ۵۹۴ ۵۹۵ ۵۹۶ ۵۹۷ ۵۹۸ ۵۹۹ ۶۰۰ ۶۰۱ ۶۰۲ ۶۰۳ ۶۰۴ ۶۰۵ ۶۰۶ ۶۰۷ ۶۰۸ ۶۰۹ ۶۱۰ ۶۱۱ ۶۱۲ ۶۱۳ ۶۱۴ ۶۱۵ ۶۱۶ ۶۱۷ ۶۱۸ ۶۱۹ ۶۲۰ ۶۲۱ ۶۲۲ ۶۲۳ ۶۲۴ ۶۲۵ ۶۲۶ ۶۲۷ ۶۲۸ ۶۲۹ ۶۳۰ ۶۳۱ ۶۳۲ ۶۳۳ ۶۳۴ ۶۳۵ ۶۳۶ ۶۳۷ ۶۳۸ ۶۳۹ ۶۴۰ ۶۴۱ ۶۴۲ ۶۴۳ ۶۴۴ ۶۴۵ ۶۴۶ ۶۴۷ ۶۴۸ ۶۴۹ ۶۵۰ ۶۵۱ ۶۵۲ ۶۵۳ ۶۵۴ ۶۵۵ ۶۵۶ ۶۵۷ ۶۵۸ ۶۵۹ ۶۶۰ ۶۶۱ ۶۶۲ ۶۶۳ ۶۶۴ ۶۶۵ ۶۶۶ ۶۶۷ ۶۶۸ ۶۶۹ ۶۷۰ ۶۷۱ ۶۷۲ ۶۷۳ ۶۷۴ ۶۷۵ ۶۷۶ ۶۷۷ ۶۷۸ ۶۷۹ ۶۸۰ ۶۸۱ ۶۸۲ ۶۸۳ ۶۸۴ ۶۸۵ ۶۸۶ ۶۸۷ ۶۸۸ ۶۸۹ ۶۹۰ ۶۹۱ ۶۹۲ ۶۹۳ ۶۹۴ ۶۹۵ ۶۹۶ ۶۹۷ ۶۹۸ ۶۹۹ ۷۰۰ ۷۰۱ ۷۰۲ ۷۰۳ ۷۰۴ ۷۰۵ ۷۰۶ ۷۰۷ ۷۰۸ ۷۰۹ ۷۱۰ ۷۱۱ ۷۱۲ ۷۱۳ ۷۱۴ ۷۱۵ ۷۱۶ ۷۱۷ ۷۱۸ ۷۱۹ ۷۲۰ ۷۲۱ ۷۲۲ ۷۲۳ ۷۲۴ ۷۲۵ ۷۲۶ ۷۲۷ ۷۲۸ ۷۲۹ ۷۳۰ ۷۳۱ ۷۳۲ ۷۳۳ ۷۳۴ ۷۳۵ ۷۳۶ ۷۳۷ ۷۳۸ ۷۳۹ ۷۴۰ ۷۴۱ ۷۴۲ ۷۴۳ ۷۴۴ ۷۴۵ ۷۴۶ ۷۴۷ ۷۴۸ ۷۴۹ ۷۵۰ ۷۵۱ ۷۵۲ ۷۵۳ ۷۵۴ ۷۵۵ ۷۵۶ ۷۵۷ ۷۵۸ ۷۵۹ ۷۶۰ ۷۶۱ ۷۶۲ ۷۶۳ ۷۶۴ ۷۶۵ ۷۶۶ ۷۶۷ ۷۶۸ ۷۶۹ ۷۷۰ ۷۷۱ ۷۷۲ ۷۷۳ ۷۷۴ ۷۷۵ ۷۷۶ ۷۷۷ ۷۷۸ ۷۷۹ ۷۸۰ ۷۸۱ ۷۸۲ ۷۸۳ ۷۸۴ ۷۸۵ ۷۸۶ ۷۸۷ ۷۸۸ ۷۸۹ ۷۹۰ ۷۹۱ ۷۹۲ ۷۹۳ ۷۹۴ ۷۹۵ ۷۹۶ ۷۹۷ ۷۹۸ ۷۹۹ ۸۰۰ ۸۰۱ ۸۰۲ ۸۰۳ ۸۰۴ ۸۰۵ ۸۰۶ ۸۰۷ ۸۰۸ ۸۰۹ ۸۱۰ ۸۱۱ ۸۱۲ ۸۱۳ ۸۱۴ ۸۱۵ ۸۱۶ ۸۱۷ ۸۱۸ ۸۱۹ ۸۲۰ ۸۲۱ ۸۲۲ ۸۲۳ ۸۲۴ ۸۲۵ ۸۲۶ ۸۲۷ ۸۲۸ ۸۲۹ ۸۳۰ ۸۳۱ ۸۳۲ ۸۳۳ ۸۳۴ ۸۳۵ ۸۳۶ ۸۳۷ ۸۳۸ ۸۳۹ ۸۴۰ ۸۴۱ ۸۴۲ ۸۴۳ ۸۴۴ ۸۴۵ ۸۴۶ ۸۴۷ ۸۴۸ ۸۴۹ ۸۵۰ ۸۵۱ ۸۵۲ ۸۵۳ ۸۵۴ ۸۵۵ ۸۵۶ ۸۵۷ ۸۵۸ ۸۵۹ ۸۶۰ ۸۶۱ ۸۶۲ ۸۶۳ ۸۶۴ ۸۶۵ ۸۶۶ ۸۶۷ ۸۶۸ ۸۶۹ ۸۷۰ ۸۷۱ ۸۷۲ ۸۷۳ ۸۷۴ ۸۷۵ ۸۷۶ ۸۷۷ ۸۷۸ ۸۷۹ ۸۸۰ ۸۸۱ ۸۸۲ ۸۸۳ ۸۸۴ ۸۸۵ ۸۸۶ ۸۸۷ ۸۸۸ ۸۸۹ ۸۹۰ ۸۹۱ ۸۹۲ ۸۹۳ ۸۹۴ ۸۹۵ ۸۹۶ ۸۹۷ ۸۹۸ ۸۹۹ ۹۰۰ ۹۰۱ ۹۰۲ ۹۰۳ ۹۰۴ ۹۰۵ ۹۰۶ ۹۰۷ ۹۰۸ ۹۰۹ ۹۱۰ ۹۱۱ ۹۱۲ ۹۱۳ ۹۱۴ ۹۱۵ ۹۱۶ ۹۱۷ ۹۱۸ ۹۱۹ ۹۲۰ ۹۲۱ ۹۲۲ ۹۲۳ ۹۲۴ ۹۲۵ ۹۲۶ ۹۲۷ ۹۲۸ ۹۲۹ ۹۳۰ ۹۳۱ ۹۳۲ ۹۳۳ ۹۳۴ ۹۳۵ ۹۳۶ ۹۳۷ ۹۳۸ ۹۳۹ ۹۴۰ ۹۴۱ ۹۴۲ ۹۴۳ ۹۴۴ ۹۴۵ ۹۴۶ ۹۴۷ ۹۴۸ ۹۴۹ ۹۵۰ ۹۵۱ ۹۵۲ ۹۵۳ ۹۵۴ ۹۵۵ ۹۵۶ ۹۵۷ ۹۵۸ ۹۵۹ ۹۶۰ ۹۶۱ ۹۶۲ ۹۶۳ ۹۶۴ ۹۶۵ ۹۶۶ ۹۶۷ ۹۶۸ ۹۶۹ ۹۷۰ ۹۷۱ ۹۷۲ ۹۷۳ ۹۷۴ ۹۷۵ ۹۷۶ ۹۷۷ ۹۷۸ ۹۷۹ ۹۸۰ ۹۸۱ ۹۸۲ ۹۸۳ ۹۸۴ ۹۸۵ ۹۸۶ ۹۸۷ ۹۸۸ ۹۸۹ ۹۹۰ ۹۹۱ ۹۹۲ ۹۹۳ ۹۹۴ ۹۹۵ ۹۹۶ ۹۹۷ ۹۹۸ ۹۹۹ ۱۰۰۰ ۱۰۰۱ ۱۰۰۲ ۱۰۰۳ ۱۰۰۴ ۱۰۰۵ ۱۰۰۶ ۱۰۰۷ ۱۰۰۸ ۱۰۰۹ ۱۰۱۰ ۱۰۱۱ ۱۰۱۲ ۱۰۱۳ ۱۰۱۴ ۱۰۱۵ ۱۰۱۶ ۱۰۱۷ ۱۰۱۸ ۱۰۱۹ ۱۰۲۰ ۱۰۲۱ ۱۰۲۲ ۱۰۲۳ ۱۰۲۴ ۱۰۲۵ ۱۰۲۶ ۱۰۲۷ ۱۰۲۸ ۱۰۲۹ ۱۰۳۰ ۱۰۳۱ ۱۰۳۲ ۱۰۳۳ ۱۰۳۴ ۱۰۳۵ ۱۰۳۶ ۱۰۳۷ ۱۰۳۸ ۱۰۳۹ ۱۰۴۰ ۱۰۴۱ ۱۰۴۲ ۱۰۴۳ ۱۰۴۴ ۱۰۴۵ ۱۰۴۶ ۱۰۴۷ ۱۰۴۸ ۱۰۴۹ ۱۰۵۰ ۱۰۵۱ ۱۰۵۲ ۱۰۵۳ ۱۰۵۴ ۱۰۵۵ ۱۰۵۶ ۱۰۵۷ ۱۰۵۸ ۱۰۵۹ ۱۰۶۰ ۱۰۶۱ ۱۰۶۲ ۱۰۶۳ ۱۰۶۴ ۱۰۶۵ ۱۰۶۶ ۱۰۶۷ ۱۰۶۸ ۱۰۶۹ ۱۰۷۰ ۱۰۷۱ ۱۰۷۲ ۱۰۷۳ ۱۰۷۴ ۱۰۷۵ ۱۰۷۶ ۱۰۷۷ ۱۰۷۸ ۱۰۷۹ ۱۰۸۰ ۱۰۸۱ ۱۰۸۲ ۱۰۸۳ ۱۰۸۴ ۱۰۸۵ ۱۰۸۶ ۱۰۸۷ ۱۰۸۸ ۱۰۸۹ ۱۰۹۰ ۱۰۹۱ ۱۰۹۲ ۱۰۹۳ ۱۰۹۴ ۱۰۹۵ ۱۰۹۶ ۱۰۹۷ ۱۰۹۸ ۱۰۹۹ ۱۱۰۰ ۱۱۰۱ ۱۱۰۲ ۱۱۰۳ ۱۱۰۴ ۱۱۰۵ ۱۱۰۶ ۱۱۰۷ ۱۱۰۸ ۱۱۰۹ ۱۱۱۰ ۱۱۱۱ ۱۱۱۲ ۱۱۱۳ ۱۱۱۴ ۱۱۱۵ ۱۱۱۶ ۱۱۱۷ ۱۱۱۸ ۱۱۱۹ ۱۱۲۰ ۱۱۲۱ ۱۱۲۲ ۱۱۲۳ ۱۱۲۴ ۱۱۲۵ ۱۱۲۶ ۱۱۲۷ ۱۱۲۸ ۱۱۲۹ ۱۱۳۰ ۱۱۳۱ ۱۱۳۲ ۱۱۳۳ ۱۱۳۴ ۱۱۳۵ ۱۱۳۶ ۱۱۳۷ ۱۱۳۸ ۱۱۳۹ ۱۱۴۰ ۱۱۴۱ ۱۱۴۲ ۱۱۴۳ ۱۱۴۴ ۱۱۴۵ ۱۱۴۶ ۱۱۴۷ ۱۱۴۸ ۱۱۴۹ ۱۱۵۰ ۱۱۵۱ ۱۱۵۲ ۱۱۵۳ ۱۱۵۴ ۱۱۵۵ ۱۱۵۶ ۱۱۵۷ ۱۱۵۸ ۱۱۵۹ ۱۱۶۰ ۱۱۶۱ ۱۱۶۲ ۱۱۶۳ ۱۱۶۴ ۱۱۶۵ ۱۱۶۶ ۱۱۶۷ ۱۱۶۸ ۱۱۶۹ ۱۱۷۰ ۱۱۷۱ ۱۱۷۲ ۱۱۷۳ ۱۱۷۴ ۱۱۷۵ ۱۱۷۶ ۱۱۷۷ ۱۱۷۸ ۱۱۷۹ ۱۱۸۰ ۱۱۸۱ ۱۱۸۲ ۱۱۸۳ ۱۱۸۴ ۱۱۸۵ ۱۱۸۶ ۱۱۸۷ ۱۱۸۸ ۱۱۸۹ ۱۱۹۰ ۱۱۹۱ ۱۱۹۲ ۱۱۹۳ ۱۱۹۴ ۱۱۹۵ ۱۱۹۶ ۱۱۹۷ ۱۱۹۸ ۱۱۹۹ ۱۲۰۰ ۱۲۰۱ ۱۲۰۲ ۱۲۰۳ ۱۲۰۴ ۱۲۰۵ ۱۲۰۶ ۱۲۰۷ ۱۲۰۸ ۱۲۰۹ ۱۲۱۰ ۱۲۱۱ ۱۲۱۲ ۱۲۱۳ ۱۲۱۴ ۱۲۱۵ ۱۲۱۶ ۱۲۱۷ ۱۲۱۸ ۱۲۱۹ ۱۲۲۰ ۱۲۲۱ ۱۲۲۲ ۱۲۲۳ ۱۲۲۴ ۱۲۲۵ ۱۲۲۶ ۱۲۲۷ ۱۲۲۸ ۱۲۲۹ ۱۲۳۰ ۱۲۳۱ ۱۲۳۲ ۱۲۳۳ ۱۲۳۴ ۱۲۳۵ ۱۲۳۶ ۱۲۳۷ ۱۲۳۸ ۱۲۳۹ ۱۲۴۰ ۱۲۴۱ ۱۲۴۲ ۱۲۴۳ ۱۲۴۴ ۱۲۴۵ ۱۲۴۶ ۱۲۴۷ ۱۲۴۸ ۱۲۴۹ ۱۲۵۰ ۱۲۵۱ ۱۲۵۲ ۱۲۵۳ ۱۲۵۴ ۱۲۵۵ ۱۲۵۶ ۱۲۵۷ ۱۲۵۸ ۱۲۵۹ ۱۲۶۰ ۱۲۶۱ ۱۲۶۲ ۱۲۶۳ ۱۲۶۴ ۱۲۶۵ ۱۲۶۶ ۱۲۶۷ ۱۲۶۸ ۱۲۶۹ ۱۲۷۰ ۱۲۷۱ ۱۲۷۲ ۱۲۷۳ ۱۲۷۴ ۱۲۷۵ ۱۲۷۶ ۱۲۷۷ ۱۲۷۸ ۱۲۷۹ ۱۲۸۰ ۱۲۸۱ ۱۲۸۲ ۱۲۸۳ ۱۲۸۴ ۱۲۸۵ ۱۲۸۶ ۱۲۸۷ ۱۲۸۸ ۱۲۸۹ ۱۲۹۰ ۱۲۹۱ ۱۲۹۲ ۱۲۹۳ ۱۲۹۴ ۱۲۹۵ ۱۲۹۶ ۱۲۹۷ ۱۲۹۸ ۱۲۹۹ ۱۳۰۰ ۱۳۰۱ ۱۳۰۲ ۱۳۰۳ ۱۳۰۴ ۱۳۰۵ ۱۳۰۶ ۱۳۰۷ ۱۳۰۸ ۱۳۰۹ ۱۳۱۰ ۱۳۱۱ ۱۳۱۲ ۱۳۱۳ ۱۳۱۴ ۱۳۱۵ ۱۳۱۶ ۱۳۱۷ ۱۳۱۸ ۱۳۱۹ ۱۳۲۰ ۱۳۲۱ ۱۳۲۲ ۱۳۲۳ ۱۳۲۴ ۱۳۲۵ ۱۳۲۶ ۱۳۲۷ ۱۳۲۸ ۱۳۲۹ ۱۳۳۰ ۱۳۳۱ ۱۳۳۲ ۱۳۳۳ ۱۳۳۴ ۱۳۳۵ ۱۳۳۶ ۱۳۳۷ ۱۳۳۸ ۱۳۳۹ ۱۳۴۰ ۱۳۴۱ ۱۳۴۲ ۱۳۴۳ ۱۳۴۴ ۱۳۴۵ ۱۳۴۶ ۱۳۴۷ ۱۳۴۸ ۱۳۴۹ ۱۳۵۰ ۱۳۵۱ ۱۳۵۲ ۱۳۵۳ ۱۳۵۴ ۱۳۵۵ ۱۳۵۶ ۱۳۵۷ ۱۳۵۸ ۱۳۵۹ ۱۳۶۰ ۱۳۶۱ ۱۳۶۲ ۱۳۶۳ ۱۳۶۴ ۱۳۶۵ ۱۳۶۶ ۱۳۶۷ ۱۳۶۸ ۱۳۶۹ ۱۳۷۰ ۱۳۷۱ ۱۳۷۲ ۱۳۷۳ ۱۳۷۴ ۱۳۷۵ ۱۳۷۶ ۱۳۷۷ ۱۳۷۸ ۱۳۷۹ ۱۳۸۰ ۱۳۸۱ ۱۳۸۲ ۱۳۸۳ ۱۳۸۴ ۱۳۸۵ ۱۳۸۶ ۱۳۸۷ ۱۳۸۸ ۱۳۸۹ ۱۳۹۰ ۱۳۹۱ ۱۳۹۲ ۱۳۹۳ ۱۳۹۴ ۱۳۹۵ ۱۳۹۶ ۱۳۹۷ ۱۳۹۸ ۱۳۹۹ ۱۴۰۰ ۱۴۰۱ ۱۴۰۲ ۱۴۰۳ ۱۴۰۴ ۱۴۰۵ ۱۴۰۶ ۱۴۰۷ ۱۴۰۸ ۱۴۰۹ ۱۴۱۰ ۱۴۱۱ ۱۴۱۲ ۱۴۱۳ ۱۴۱۴ ۱۴۱۵ ۱۴۱۶ ۱۴۱۷ ۱۴۱۸ ۱۴۱۹ ۱۴۲۰ ۱۴۲۱ ۱۴۲۲ ۱۴۲۳ ۱۴۲۴ ۱۴۲۵ ۱۴۲۶ ۱۴۲۷ ۱۴۲۸ ۱۴۲۹ ۱۴۳۰ ۱۴۳۱ ۱۴۳۲ ۱۴۳۳ ۱۴۳۴ ۱۴۳۵ ۱۴۳۶ ۱۴۳۷ ۱۴۳۸ ۱۴۳۹ ۱۴۴۰ ۱۴۴۱ ۱۴۴۲ ۱۴۴۳ ۱۴۴۴ ۱۴۴۵ ۱۴۴۶ ۱۴۴۷ ۱۴۴۸ ۱۴۴۹ ۱۴۵۰ ۱۴۵۱ ۱۴۵۲ ۱۴۵۳ ۱۴۵۴ ۱۴۵۵ ۱۴۵۶ ۱۴۵۷ ۱۴۵۸ ۱۴۵۹ ۱۴۶۰ ۱۴۶۱ ۱۴۶۲ ۱۴۶۳ ۱۴۶۴ ۱۴۶۵ ۱۴۶۶ ۱۴۶۷ ۱۴۶۸ ۱۴۶۹ ۱۴۷۰ ۱۴۷۱ ۱۴۷۲ ۱۴۷۳ ۱۴۷۴ ۱۴۷۵ ۱۴۷۶ ۱۴۷۷ ۱۴۷۸ ۱۴۷۹ ۱۴۸۰ ۱۴۸۱ ۱۴۸۲ ۱۴۸۳ ۱۴۸۴ ۱۴۸۵ ۱۴۸۶ ۱۴۸۷ ۱۴۸۸ ۱۴۸۹ ۱۴۹۰ ۱۴۹۱ ۱۴۹۲ ۱۴۹۳ ۱۴۹۴ ۱۴۹۵ ۱۴۹۶ ۱۴۹۷ ۱۴۹۸ ۱۴۹۹ ۱۵۰۰ ۱۵۰۱ ۱۵۰۲ ۱۵۰۳ ۱۵۰۴ ۱۵۰۵ ۱۵۰۶ ۱۵۰۷ ۱۵۰۸ ۱۵۰۹ ۱۵۱۰ ۱۵۱۱ ۱۵۱۲ ۱۵۱۳ ۱۵۱۴ ۱۵۱۵ ۱۵۱۶ ۱۵۱۷ ۱۵۱۸ ۱۵۱۹ ۱۵۲۰ ۱۵۲۱ ۱۵۲۲ ۱۵۲۳ ۱۵۲۴ ۱۵۲۵ ۱۵۲۶ ۱۵۲۷ ۱۵۲۸ ۱۵۲۹ ۱۵۳۰ ۱۵۳۱ ۱۵۳۲ ۱۵۳۳ ۱۵۳۴ ۱۵۳۵ ۱۵۳۶ ۱۵۳۷ ۱۵۳۸ ۱۵۳۹ ۱۵۴۰ ۱۵۴۱ ۱۵۴۲ ۱۵۴۳ ۱۵۴۴ ۱۵۴۵ ۱۵۴۶ ۱۵۴۷ ۱۵۴۸

..... اس سے نوح نامی بیٹا پیدا ہوا۔ اس نے پانچ سو سال تک راج کیا۔ اس کے سپہ سالار اور کھادو تین بیٹے ہوئے۔ وشنو کا بندہ نوح دھرتی الوجود کے دھیان میں ہوتا تھا۔ ایک بار وشنو نے اسے خواب میں بتایا کہ اے پیارے نوح سنو! ساتویں دن حشر برپا ہوگا۔ تم لوگوں کے ساتھ کشتی میں نورا بیٹھ جانا۔ اے اندر کے بھکت اپنی جان بچاؤ، تم سر بلند ہو گے۔ اسی طرح مان کر اس بزرگ، مستی نے تین سو ہاتھ لمبی پچاس ہاتھ چوڑی اور تین ہزار ہاتھ گہری خوبصورت کشتی ایجاد کی۔ سبھی جانداروں کے جوڑوں اور اپنے اہل خاندان کے ساتھ سوار ہو کر وشنو کے دھیان میں محو ہو گیا..... چالیس دن تک زبردست بارش ہوئی۔ بھارت درش پانی سے ڈوب گیا اور چار ہندو مل گئے اور بیکراں ہو گئے..... اللہ والا برگزیدہ نوح اپنے اہل خاندان کے ساتھ طوفان ختم ہونے پر وہاں رہنے لگا۔ نوح کے بیٹے سام، حام اور یاقوت نام سے مشہور ہوئے۔ سام کے بیٹے تین ابراہیم، منور اور ہارن اس طرح ملیچھ نسل کے سردار ہوئے۔ ایک بڑے شکار دیش ہالیہ سے آگے ہو کر (آٹھ) دیش گئے۔ وہاں پہاڑوں کے درمیان اس اجانے سفید پوش گوسے رنگت والے معزز شخص کو دیکھا۔ خوش ہو کر پوچھا کہ آپ کون ہیں؟ انہوں نے کہا میں عیسیٰ ہوں۔ کھوار می ماں سے پیدا ہوا ہوں۔ میں سچائی کی تعلیم دینے والے ملیچھ دھرم کی تعلیم دیتا ہوں۔ یہ سن کر راجا نے پوچھا ”دھرم کے بارے میں آپ کے کیا خیالات ہیں؟“ یہ سن کر عیسیٰ مسیح بونے سچائی کے زوال پذیر ہونے اور ملیچھ دیش کے حقانیت سے دور ہو جانے پر مسیح لے تو ریت کے مطابق طوفان سے قبل حضرت نوح ساڑھے چھ سو سال کے تھے۔

لے ان اشکوں میں اصل مسکرت میں نوح کی جگہ نوح (آٹھ سو) سام کی جگہ سام (ستتیس) حام کے لیے حام اور یاقوت کے لیے یاقوت کے الفاظ استعمال ہوئے ہیں۔

لے یہاں ابراہیم کی جگہ مسکرت میں ابراہم (آٹھ سو) لفظ استعمال ہوا ہے۔ یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ توریت میں بتایا گیا ہے کہ حضرت ابراہیم کا نام پہلے ابراہم ABRAM تھا اور بعد میں اللہ نے ان کا نام ابراہیم ABRAHAM رکھ کر کہا کہ تم نام نسل انسانی کے سردار ہو گے۔ اس لیے میں تمہارا یہ نام رکھ رہا ہوں۔ یہ تینوں اقتباسات مجوسیہ پرانی کے پرانی ملک پر واپس لکھنے والے جو تھے اسیان سے لیے گئے اشکوں کا ترجمہ ہیں۔

یہاں آیا ہوں۔۔۔۔۔ اے راجا میرے ذریعہ ملیجوں میں قائم کیے ہوئے دین کی باتیں سنو۔ اشان کر دیا نہیں دل کو روم کر کے خدا کی عبادت کرو۔ انصاف اور سچائی کے ساتھ دل کو کیسو کر کے انسان آسانی خدا کی وصیان سے عبادت کرے۔ یہ خدا لازوال ہے۔ ایشور کی پاک اور نفع بخش اہل مورتی اس طرح روزانہ دل کے اندر حاصل ہوتی ہے۔ اس لیے عیسیٰ مسیح میرا نام ہے۔ یہ سن کر راجا وہیں عیسیٰ مسیح کا معتقد ہو گیا۔

اسی دوران اپنے پیروؤں کے ساتھ محمد نامی مقدس ملیجہ وہاں آئیں گے۔۔۔۔۔ راجا بھوج ان سے کہے گا۔ اے ریگستان کے باشندے، شیطان کو شکست دینے والے معجزوں کے الٰہ براؤں سے پاک و صاف۔ برحق۔ باخبر اور خدا کی عشق و معرفت کی تصویر تمہیں منسکا رہے۔ تم مجھے اپنی پناہ میں آیا ہوا غلام سمجھو۔ راجا بھوج کے پاس رکھی ہوئی پتھر کی مورتی کے لیے محمد کہیں گے کہ وہ ذمیرا بھونکا کھا سکتی ہے۔ یہ کہہ کر راجا بھوج کو ایسا ہی معجزہ دکھادیں گے۔ یہ سن کر اور دیکھ کر راجا بھوج بہت متعجب ہو گا اور ملیجہ دھرم میں اس کا اعتقاد ہو جائے گا۔

۱۷۔ یہ ترجمہ بوشیر پان کے جن اشلوکوں سے لیا گیا ہے وہ پنڈت وید پرکاش پادھیائے کے مطابق پرتی لک پر دھیسرے کھنڈ اور دوسرے ادھیائے کے نمبر ۱۷۰ تک اشلوک ہیں جب کہ پنڈت شری رام شرما آپاریہ کے مطابق یہ پرند ۱۷۰ ادھیائے ۱۷ کے نمبر سے آگے تک کے اشلوک ہیں۔ اصل بوشیر پان ہائے سائنس میں پنڈت شری رام شرما کے حوالے میں کتابت کی غلطی معلوم ہوتی ہے مندرجہ بالا اشلوکوں میں اصل سنسکرت میں عیسیٰ کی جگہ مٹھی (माथी) یا لہ کی جگہ پرند (हिमप्रन्द) کی جگہ مٹھی (माथी) کے الفاظ ہیں یہی تک کا ترجمہ ہالیہ پنڈت شری رام شرما آپاریہ نے کیا ہے۔

۱۸۔ یہ اشلوک بوشیر پان کے پرتی لک پر دھیسرے کھنڈ تیسرے ادھیائے کے ۱۷۱۵ نمبر کے اشلوک ہیں۔ یہاں محمد کی جگہ اصل سنسکرت میں محمد (महामद) کا لفظ استعمال ہوا ہے۔ یہاں سے یہ بھی معلوم ہوا کہ ملیجہ (मलिज) لفظ ماصل غیر آریہ نسل کے باشندوں کے لیے استعمال ہوتا تھا جیسے عرب غیر عربوں کے لیے غم اور یورپی لوگ غیر یورپیوں کے لیے Gentiles لفظ استعمال کرتے ہیں۔ ابھی لفظ کا استعمال بڑے معنوں میں ہونے لگا ہے لیکن دیکھ زبان میں عیسائی نہیں تھا۔

مندرجہ بالا اشکوکوں سے آگے بتایا گیا ہے کہ رات میں کوئی غذا کا قاعدہ راجا بھوج کے پاس آکر بتائے گا کہ غصہ کرانے والا۔ چوٹی نہ رکھنے والا۔ واڑھی رکھنے والا۔ پاک جانوروں کو غذا بنانے والا۔ خدا کا مقرب بندہ ہے۔

بھوشیہ پران جس کے حوالے ابھی آپ نے دیکھے۔ یہ بھی ان ثبوتوں میں سے ایک ہے۔ جسے ہندو مت کے کچھ سیکیداروں نے اب چھپانا شروع کر دیا ہے۔ ہندوؤں کا ایک طبقہ آریہ سماج تو اب سرے سے اس کا انکار کرنے لگا ہے لیکن سناٹن دھرمی جو قدامت پرستی کے باعث اپنے مکمل مذہبی ورثہ میں سے کچھ بھی چھوڑنے کو تیار نہیں ہیں (اور یہی لوگ عظیم اکثریت میں ہیں) اسے مستند مذہبی کتاب مانتے ہیں۔ ایک دور وہ تھا جب سنسکرت عام آدمیوں کو سیکھنے کی اجازت نہ تھی۔ البیرونی اگر فتحہ اور میکس ملر جیسے محققین نے انتہائی مبالغہوں اور پندتوں کی ناراضگی کے حوالہ میں اپنی کوششوں سے سنسکرت سیکھی تھی۔ اُس دور میں ان ثبوتوں کا عام لوگوں کے ہاتھ لگنے کا خطرہ نام نہاد پندتوں کو نہیں تھا۔ لیکن اب جبکہ سنسکرت زبان کو سرکاری سرپرستی میں دوبارہ زندہ کیا جا رہا ہے اور موجودہ سنسکرت سیکھنے والی نسل پندتوں کے فتنوں سے خوفزدہ بھی نہیں ہے (جیسا کہ پچھلے دور میں ویدوں کو پڑھنے کی عوام کے لیے ممانعت تھی) تو ہندوؤں کے کچھ گروہوں نے ان چیزوں کو اب غائب کرنا شروع کر دیا ہے جو مذہب کی اصل حقیقت کی طرف لے جاتی ہیں۔ خصوصاً وہ مواد جو دین اسلام کی تائید میں ہے۔ گیتا پریس۔ گورکھپور جو ہندو مذہبی کتب کا سب سے بڑا پریس ہے۔ بھوشیہ پران کو پران ماننے سے انکار کر رہا ہے۔ البتہ سناٹن دھرم کے سب سے بڑے گرو پندت شری رام شرما آچاریہ جن کے چیلوں کی تعداد دس لاکھ سے زائد ہے اسے تسلیم کرتے ہیں اور ان کی تسلیم شدہ شانتی پنچ، کے بھوشیہ پران کے حوالے ہم پچھلے باب میں (حضرت عیسیٰ ہندوستان میں) کے ذیل میں) دے چکے ہیں۔

بھاگوت میں حضرت محمد کا ذکر | بھوشیہ پران کے بیانات تو اتنے واضح ہیں کہ ان میں کوئی معنوی تحریف ممکن نہ تھی۔

البتہ دوسرے مقامات پر جہاں حضرت محمدؐ کی رسالت کی پیشین گوئیاں ہیں۔ وہاں ترجمہ بدل گئے ہیں۔ مثلاً شری مدبھاگوت پران میں موجود اس اشلوک کو دیکھیے۔

”اگیاں ہی تو کرت نوحؑ مداندھکارناشم ودھایم ہی تدودیتے ویلوکیر۔“ [سطح] جب مثلاً ادوار حیات میں اجتماعی خیر کے طلوع ہونے سے انسان کو حق کا فیضان حاصل ہونے والا ہوتا ہے محمدؐ کے ذریعہ تاریکیوں کا خاتمہ ہو کر فہم و حکمت کا نور طلوع ہوگا۔ [سطح]

مندرجہ بالا اشلوک میں محمدؐ (मोहमद) لفظ کو موح + مد میں تقسیم کر کے ترجمہ کیا جا رہا ہے۔ موح (मोह) معنی لالچ اور مد (मद) معنی شراب ہیں۔ اس طرح مندرجہ بالا اشلوک کا ترجمہ یوں کیا جا رہا ہے۔

”جب بیشمار ادوار حیات میں اجتماعی خیر کے طلوع ہونے سے انسان کو حق کا فیضان حاصل ہونے والا ہوتا ہے لالچ اور شراب جیسی تاریکیوں کا خاتمہ ہو کر فہم و حکمت کا نور طلوع ہوگا۔“ یہ تو تمہے پران۔ اب ویدوں میں حضرت نوحؑ کا ذکر اور محمدؐ کی صفات کے بیان دیکھیے۔ ان اس سے پہلے یہ ضرور سمجھ لیں کہ حضرت نوحؑ کا ذکر ویدوں میں منو (मनु) کے نام سے ہے۔ حالانکہ انہی اور برہما کی طرح منو بھی مختلف شخصیات کے لیے استعمال ہوا ہے اور کل چودہ منو میں سے ایک منو کا بیان ہوبہو حضرت آدمؑ کا بیان ہے۔ لیکن پرانوں اور ویدوں اور دوسری مذہبی کتب میں سب سے زیادہ تفصیل سے جس منو کا ذکر آیا ہے وہ حضرت نوحؑ ہی ہیں۔ نبی آخر الزماں کا ذکر جہاں کہیں محمدؐ کی حیثیت سے آیا ہے وہاں ویدوں میں ’نراشنس‘ (नराशंस) کا لفظ استعمال ہوا ہے۔ جیسے توریت اور انجیل میں آپؐ کے لیے فارقلیط (Paraclete) لفظ کا استعمال ہوا ہے جس کے معنی میں قابل تعریف (بہی معنی عربی میں لفظ محمدؐ کے ہیں)۔ اسی طرح ویدوں میں آپؐ کو نراشنس کہہ کر پکارا گیا ہے جس کے ٹھیک وہی معنی ہیں۔ انتہائی قابلِ تعریف شخصیت و سنسکرت کے

अज्ञान हेतु कृत मोहमदान्धकार नाश विधाय हि तदोदयते विवेकः

اس لفظ کا بالکل صحیح متبادل عربی لفظ محمد ہے۔

مندرجہ ذیل دیدنستروں کے ترجموں میں جہاں کہیں لفظ منو آیا ہے اس کی جگہ ہم 'نوح' ترجمے میں لکھیں گے اور زائفس کی جگہ ترجمے میں ہم محمد لکھیں گے۔ پہلے حضرت نوح کے تذکرے کی چند مثالیں دیکھیں۔

ویدوں میں حضرت نوح کا ذکر | لے اگنی نوح آپ کی رسالت کی تصدیق کرتے ہیں۔ ۱۔ مندرجہ بالا منتر کے

ذیل میں ویدوں کے مترجم گرفتہ نے اپنے انگریزی ترجمے میں نوح لکھا ہے کہ نوح لا جواب شخصیت اور انسانوں کے نامندے تھے۔ تمام نسل انسانی کے باپ ریلاب کے بعد آدم ثانی کی حیثیت سے اور پہلی شریعت کے شروع کرنے والے تھے۔ اور دیکھیے:

لے اگنی ہم آپ کو نوح کی ہی طرح مذہبی پیشوا، داعی، مذہبی علوم سکھانے والا اور انتہائی عقل مند شخصیت مانتے ہیں۔ ۲۔

لے اگنی نوح نے آپ کا نور تمام نسل انسانی میں پھیلا دیا ہے۔ ۳۔

اوپر کے تمام منستروں میں اگنی 'روح احمد' کو کہا گیا ہے۔ چاروں ویدوں میں اسی طرح نوح کا نام ۵۷ جگہ آیا ہے۔ ۱۵ مقامات پر رگ وید میں ۲ جگہ یجور وید میں ۳ جگہ ائوروید میں اور ۸ مقامات پر سام وید میں حضرت نوح کا نام سے ذکر موجود ہے۔ اب حضرت محمد کے نام کا تذکرہ دیکھیے۔

ویدوں میں حضرت محمد کا تذکرہ | لے محبوب محمد۔ میٹھی زبان والے۔ قربانیاں دینے والے۔ میں آپ کی

قربانیوں کو وسیلہ بناتا ہوں۔ ۴۔

۱۔ رگ وید ۴۰۔۱۳۔۱

۲۔ رگ وید ۴۰۔۱۳۔۱

۳۔ رگ وید ۴۰۔۱۳۔۱

۴۔ رگ وید ۴۰۔۱۳۔۱

”میں نے محمدؐ کو دیکھا ہے۔ سب سے زیادہ اولوالعزم اور سب سے زیادہ مشہور۔
جیسا کہ وہ جنت میں ہر ایک کے پیغمبر تھے۔“

عظیم محمدؐ کی قوت میں اضافہ کے لیے اور نشان (مہدیؑ) جو کہ عظیم حکمراں ہے۔ اسی
کے لیے ہم نعت بیان کرتے ہیں۔ اے انتہائی کریم خدا! ہمیں تمام معصیتوں سے نجات دے اور
دشوار گزار راستوں سے ہمارا رتھ پار کر دے۔“ (گرفتہ)

مندرجہ بالا منتر کے ترجمہ کے ذیل میں گرفتہ نے اپنے نوٹ میں لکھا ہے کہ نرائنس (محمدؐ)
اگنی کا ایک پراسرار نام ہے۔

رگ وید میں ۱۶ جگہ آپ کا نرائنس (محمدؐ) نام سے ذکر ہے۔ اس طرح یجر وید میں ۱۰ جگہ
اتھرو وید میں ۴ مرتبہ اور سام وید میں ایک مقام پر اس نام سے آپ کا ذکر ہے۔ اس طرح چاروں
ویدوں میں کل ملا کر ۳۱ جگہ ”محمدؐ“ نام سے آپ کا ذکر ہے۔

برسبیل تذکرہ یہاں یہ بات دلچسپی سے خالی نہ ہوگی کہ پنڈت امر ناتھ پانڈے جو کہ
اہلِ اِسرائیل سے ہیں اور جنھوں نے عربی حروفِ تہجی پر ریسرچ کی ہے، ان کا کہنا ہے کہ
ہندو متیشت اور انکار کرتا ہے اکتیسویں بار ہندوانکار نہیں کرے گا۔ عربی کے حروفِ تہجی
بھی ان کے نزدیک ۳۱ ہیں اور سورہ رحمان میں ۳۱ مرتبہ ہی اپنی نعمتیں گنانے کے بعد اللہ
نے یہ سوال کیا ہے۔ ”پس تم دونوں اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے۔“

اتھرو وید بیوس کاٹھ کا ایک سوتا سوسواں سوکت نرائنس (محمدؐ) کے تذکرے میں بہت
اہم ہے۔

”لوگو! سنو! محمدؐ کو لوگوں کے درمیان مبعوث کیا جائے گا۔ اس مہاجر کو ہم ساٹھ ہزار
اور نوے دشمنوں سے اپنی پناہ میں لیں گے۔ اس کی سواری اونٹ ہوگی جس کے ساتھ بیس
مادہ اونٹنیاں ہوں گی جس کی عظمت آسمانوں کو بھی جھکا دے گی۔ اس عظیم رشی کو ۱۰۰ دیناں
دس لاکھ، تین سو گھوڑے اور دس ہزار گائیں عطا کی گئی ہیں۔“

مندرجہ بالا جن منزلوں کے ترجمے پر پڑت وید پر کاش اپا دھیائے نے اپنی کتاب میں کئی باب لکھے ہیں جن میں ثابت کیا گیا ہے کہ تمثیل زبان میں ۱۰۰ دینار سے مراد ۱۰۰ اصحاب صفہ ہیں، دس مالاًوں سے مراد دس عشرہ مبشرہ ہیں۔ تین سو گھوڑے سے مراد جنگ بردار کے ۳۱۳ مجاہدین اور دس ہزار انگائیوں سے مراد دس ہزار اصحاب کا وہ لشکر ہے جو فتح مکہ کے وقت آنحضرتؐ کے ساتھ تھا۔

یہ بات خصوصی طور پر قابل ذکر ہے کہ پراؤں اور دیگر مذہبی کتب میں تو بہت سے انبیاء کے قصے ہیں لیکن ویدوں میں صرف حضرت آدمؑ، حضرت نوحؑ کا ذکر ہے اور نبی آخر الزماں حضرت محمدؐ کی پیشین گوئیاں ہیں جو کہ ہر رسول کے صحیفوں میں ہیں۔ یہ بھی اس بات کا مستند ثبوت ہے کہ وید حضرت نوحؑ کے مخالف و زبرا الاولین۔ اہلین مخالف۔ آدرگرتھ) ہیں۔ ایک (ضعیف) روایت یہ بھی ہے کہ حضرت نوحؑ کو دو صحیفے دئے گئے ایک طوفان سے قبل اور ایک طوفان کے بعد۔ اس لحاظ سے بھی زبرا الاولین یعنی اولین مخالف میں جو جمع کا لفظ آیا ہے ازبیر یعنی محقق اور زبرحنی صحائف کا ہر کتاب ہے کہ بہت سے انبیاء کے لیے ہو۔ لیکن یہ بھی ممکن ہے کہ ایک ہی نبی حضرت نوحؑ کو دیئے گئے صحائف کے لیے ہو۔

رگ وید کے مقررہ ۱۰۱۳ میں رسول آخر کے لیے سمدرا دوت عرب (अरबन समुद्र) کے الفاظ استعمال ہوئے ہیں۔ ڈکشنری و شال نالندہ شدر ساگر کے مطابق قس (स) کے معنی ساتھ، سمدرا (समुद्र) کے معنی مہر اور عرب (अरब) کے معنی ملک عرب کے ہیں۔ تن (त) سفکرت میں اکثر نامد ہوتا ہے۔ اس طرح "سمدرا دوت عرب" کے معنی ہوئے "مہر کے ساتھ عرب و ملا"۔ عربی لفظ خاتم کے معنی مہر کے ہیں۔ آپ کو خاتم النبیین اس لیے کہا گیا ہے کہ نبیوں کے سلسلہ پر آپ نے آخری مہر لگا کر نئی نبوت کا دروازہ بند کر دیا۔

ویدوں میں ہندو مذہبی کتب میں اور دیگر آسانی مصائف میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کی دو اور حیثیتوں (احمد اور محمود) کے بھی واضح بیانات ہیں۔ جس کا تفصیلی ذکر ہم آئندہ کریں گے۔

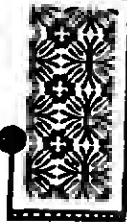


خداوند جو غیر اسرائیلی لوگوں کو بھی اکٹھا کرتا ہے یہ کہتا ہے کہ یقیناً میں اس کے پاس اولین کے علاوہ آخرین کو بھی لاؤں گا۔ (بائبل یسایہ نبی کی کتاب، ۵۶۔ ۸)

یہ شہادت گہرے الفت میں قدم رکھنا ہے
لوگ آسان سمجھتے ہیں مسلمان ہونا

(اقبال)

ویدک دھرم اور آخرت



عقیدہ آخرت اور پُرنر جنم | آخرت کا عقیدہ اس لحاظ سے بھی بہت اہم ہے کہ تمام مذاہب اور تمام قوموں میں بہت بڑے گروہ ایسے ہیں جو توحید یعنی ایک خدا کے ماننے والے ہیں۔ رسالت کا تصور بھی ان تمام گروہوں میں کافی واضح ہے۔ حالانکہ آخری رسول حضرت محمدؐ کی رسالت کا اقرار وہ نہیں کرتے ہیں لیکن بنیادی عقائد میں سے آخرت ہی ایک ایسا عقیدہ ہے جو ان سب کے یہاں بالکل مسخ ہو چکا ہے۔ یوم آخر جزا و سزا اور جنت و دوزخ کا کوئی واضح تصور ان کے یہاں نہیں ہے۔ کسی کے یہاں آواگون کا عقیدہ ہے، کوئی یوم آخر کو مانتا ہی نہیں اور کوئی حساب و کتاب کا انکار کر کے یہ کہتا ہے کہ حضرت عیسیٰؑ نے پچاسی پر چڑھ کر (نوروز بائو) سب کے گناہ معاف کر دئیے۔ موجودہ توریت، زبور اور انجیل میں بھی آخرت کا تصور بہت مبہم اور دھندلایا ہوا ہے لیکن ویدوں میں بہت تفصیل کے ساتھ دوسری زندگی جزا و سزا اور جنت و دوزخ کے بیانات بہت صاف ستھری شکل میں موجود ہیں۔ آواگون کا عقیدہ ہندو سماج میں بہت بعد کے دور میں آیا۔ گو ایسے آثار ملتے ہیں کہ ویدک دور سے پہلے بھی آواگون کے ماننے والے تھے لیکن ایک پوری قوم بحیثیت مجموعہ بہت سے جنموں کے عقیدے کی قائل ہو جائے، ایسا کافی بعد میں ہوا۔ کسی عام ہندو سے معلوم کیجئے کہ اگر جزا و سزا کے طور پر بار بار اسی دنیا میں مختلف جسموں میں پیدا ہوتے رہنا ہے تو تمہاری مذہبی کتابوں میں سوڑگ (جنت)، نرک (دوزخ)، پرلوک (دوسری

دنیا آخرت) اور نیم دوت روت کافر شتم کا کیا مطلب ہے۔ وہ آپ کو کچھ نہ بتا سکے گا۔
 بیشتر ہندو عالم بھی ان کی ہیبت بے تکلیف تو دھیں کرتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ ویدوں سے مکمل
 طور پر کٹ جلنے کی وجہ سے آخرت کے عقیدے میں بگاڑ آیا۔ آداگون کیسے آیا اس کی حقیقت
 کیا ہے اس پر ہم ویدوں میں آخرت کی مثالوں کے بعد روشنی ڈالیں گے۔ ابھی اتنا سمجھ لیں کہ
 آداگون کے سلسلے میں کلیدی لفظ پنر جنم (पुनर्जन्म) ہی بار بار پیدا ہونے کا انکار کرتا
 ہے۔ سنسکرت میں پنر یا پنہ (पुनः) کے معنی ہیں دوبارہ یا دوسری مرتبہ۔ پنر جنم کا مطلب
 پھر دوسری زندگی یا دوبارہ زندگی نہ کہ بار بار پیدا ہونا۔ اس سلسلے میں کچھ ہندو عالموں کے
 بیانات دیکھیے:

ہندو محققین کا اقرار | ”وگ وید میں پنر جنم کا ذکر نہیں ہے۔ حالانکہ خوب ذکر
 ہے۔ ڈاکٹر صاحب کی نظر سے نہیں گزرا ہوگا۔ ویدوں

میں نہ موت پنر جنم کا ذکر دوسری حیات کے لیے ہے بلکہ بار بار جنم رآداگون کا انکار بھی ہے۔
 ”پنر جنم کے لیے ایک لفظ ”پرتیہ جاو“ (पुनर्जाव) ہے۔۔۔۔۔۔ وہ

اس سے مختلف ہو کر دوسری دنیا میں جا کر پھر پیدا ہوتا ہے۔“

”پہلے پہتا چکے ہیں کہ پنر جنم کا دوسرا ہم پر لوگ (دوسری دنیا) ہے۔“

”مردے کا شاستروں میں پر لوگ میں جانا کہا ہے۔۔۔۔۔۔“

”ویدوں میں دوسری زندگی کا وہی تصور موجود ہے جسے قرآن میں معاد یا آخرت

کہا گیا ہے۔۔۔۔۔۔ ایک اور عالم راہل ساگر تیان کے خیالات اس موضوع پر دیکھیے۔

ڈاکٹر راجا کرشنن، آپشندوں کی بیوی کا صفحہ ۴۷، مطبوعہ راج پال اینڈ سنز، دہلی
 ڈاکٹر

ڈاکٹر گورکھپور، پرلوک اور پنر جنم ایک جنوری ۱۹۶۵ء صفحہ ۱۶۴

ڈاکٹر ۱۶۵

ڈاکٹر

قدیم ہندوستانی ادب میں چھاندو گیتہ ہی نے سب سے پہلے پنر جنم یعنی دوسری دنیا ہی میں نہیں اس دنیا میں ہی اسل کے مطابق جاندار جنم لیتا ہے کی بات کی۔ شاید اس وقت پچھلے مبلغین نے یہ سوچا ہو کہ جس اصول کی وہ تبلیغ کر رہے ہیں وہ آگے کتنا خطرناک ثابت ہوگا؟

ڈاکٹر فریدہ چوہان کہتی ہیں۔ ویدوں میں پنر جنم ملتا تو ضرور ہے لیکن اس جنم کے بعد صرف ایک اور جنم کا بیان ہے۔ ہزاروں جنموں کا نہیں؟

”شرمی ستیہ پرکاش“ دو حیات کا رکھتے ہیں۔ ویدوں میں آداگن کا اصل نہیں ہے اس بات پر تو میں جواب بھی کہیں سکتا ہوں؟

”..... ویدوں میں آخرت ہے یا نہیں؟ یہ سوال بڑا عجیب سا ہے۔ بالکل ایسا ہی ہے جیسے کوئی پوچھے کہ انسان کے جسم میں روح ہے یا نہیں۔ پورے کے پورے دید آخرت کی تصدیق کرتے ہیں۔۔۔۔۔ یوم آخرت آسانی مذاہب کا ایک بنیادی اصول ہے اور وید پورے کے پورے اس کی گواہی دیتے ہیں۔۔۔۔۔ ویدوں میں بھی قرآن کی طرح تین اصولوں کو مذہب کے بنیادی اصول مانا گیا ہے۔ ۱۔ توحید ۲۔ رسالت ۳۔ یوم آخرت۔“

چند ہندو محققین کے ان تبصروں کے بعد اب ویدوں میں یوم آخرت اور جنت و دوزخ کے بیانات دیکھیے۔

ویدوں میں آخرت کا تصور | اے اگنی اپنی نجات دہندہ طاقتوں سے دارا الجہار (पुण्य लोक) کا حصول کراؤ:

”اے اگنی اس مردہ انسان کو دوبارہ زندگی ملے گی۔“
ویدوں میں آخرت کے تصور کی یہ دو مثالیں ہیں۔ بار بار جنم نہ ہو کر دوسری حیات

نہ درجن و درجن سے پنر جنم اور وید ۱۳۷ سے آواگون ۱۳۸
۱۳۷ وید اور پنر جنم۔ پنڈت درگا شکر سیتا رتم۔ مطبوعہ ہندی رسالہ کانتی ۸ جولائی ۱۹۶۹ء
۱۳۸ اچکے حوالے ۳۱۳ بھی پنڈت درگا شکر سیتا رتم کے مضمون سے لیے گئے ہیں۔

۱۳۷ رگ وید ۱۰-۱۶ ۱۳۸ رگ وید ۱۰-۱۶-۵

کا ہی ذکر آخرت کے لیے دیدوں میں ہر جگہ آیا ہے۔ یہ تصور بہت مبہم نہیں ہے بلکہ نہایت تفصیل کے ساتھ جزا و سزا کا ذکر اور جنت و دوزخ کی تفصیلات ہیں۔ چند مثالیں ہم ذیل میں پیش کر رہے ہیں۔

ویدوں میں جنت کی تفصیلات | تم وہاں اپنی صداقت کی مدد سے اس مقام کو دیکھنا جو انتہائی وسیع المنظر ہے

اس منتر کے تشریحی نوٹ میں گروتم نے اپنے انگریزی ترجمے میں لکھا ہے کہ سائن اپاریہ کی تشریح کے مطابق یہ مقام جنت ہے۔ ۱۰

تم دونوں شوہر و بیوی میرے پاس صفت بستہ کھڑے ہو جاؤ۔ وفادار اس جنت کی دنیا میں پہنچائے جلتے ہیں۔ ۱۱

تمہارے پیرو اپنے صدقات کے ذریعہ خدا کی خدمت کریں گے اور اس کے علاوہ تم جنت کی خوشیوں سے ہمکنار ہو گے۔ ۱۲

جو علم رکھتے ہیں وہ دوسروں سے پہلے زندگی عطا کرنے والی سانس لے کر اس جسم سے نکل کر آسمان میں پہنچ کر اپنے تمام ساتھیوں کے ساتھ رہتے ہیں۔ جن راستوں سے دیوتاؤں رفعتوں نے سفر کیا تھا ان سے گزرتے ہوئے جنت پہنچ جاتے ہیں۔ ۱۳

پاک کرنے والے کے ذریعہ پاک ہو کر ایسے جسم کے ساتھ جس میں ہڈیاں نہ ہوں گی۔ وہ دوشاں اور منور ہو کر روشنیوں کی دنیا میں پہنچتے ہیں۔ ان کے مسرور جسموں کی آگ نہیں جلتی ہے۔ جنت کی دنیا میں ان کے لیے بڑی لذتیں ہیں۔ ۱۴

شہد کے کناروں اور مکھن سے بنی نہریں جو شراب، دودھ، دہی اور یانی سے لبریز ہوں گی بے پناہ شیرینی ان سے ابلی پڑتی ہوگی۔ چٹے جنت کی دنیا میں تمہیں تک پہنچیں گے۔

لے رگ وید ۱-۲۱-۶ لے سائن اپاریہ کی تفسیر لے کر نیکیں مٹانے سب سے پہلے وید کو عام کرنے کا طریقہ کیا تھا۔

لے رگ وید ۲-۲۲-۶ لے رگ وید ۱۰-۹۵-۱۰ لے رگ وید ۱۰-۲۲-۶

کنزل کے پھولوں سے بھری ہوئی پری پلیدی جھیلیں تیرے پاس آئیں گی ۔ ۷

یہ تھے جنت کی نعمتوں کے دیدوں میں کیے ہوئے چند دوسرے اور اب دوزخ کا بیان دیکھیں ۔

دوزخ کی تفصیلات | وید سے پہلے شری مدھجاگوٹ پران کے چار اشلوکوں کے ترجمے دیکھئے۔ یہاں بھی جو دوزخ کی تفصیلات بیان کی گئی ہیں وہ

قرآنی تصور سے بہت مشابہ ہیں۔

”یہاں اس کے جسم کو بھڑکتی ہوئی لکڑیوں کے بیج میں ڈال کر جلایا جاتا ہے۔ کہیں خود اور

کہیں دوسروں کے ذریعہ کلاٹ کلاٹ کر اسے اپنا ہی گوشت کھلایا جاتا ہے۔ ۸

دھوت کی دنیا کے گتوں یا گدھوں کے ذریعہ جیتے جی اس کی آنتیں کھینچی جاتی ہیں۔ سانپ

بچھو وغیرہ ڈسنے والے اور ڈنک مارنے والے جانداروں سے جسم کو اذیت پہنچائی جاتی ہے۔ ۹

”جسم کو کلاٹ کلاٹ کر ٹکڑے ٹکڑے کیے جاتے ہیں۔ اُسے ہاتھیوں سے چروایا جاتا ہے۔

پیاز کی چوٹیوں سے گرایا جاتا ہے یا پانی یا گڑھے میں ڈال کر بند کیا جاتا ہے۔ یہ سب سزائیں

اور اس طرح کی اندھ قہس (अन्ध मिस) اور رورو (रौरव) نامی مذخول

کی اور بھی بہت سی عقوبتیں، عورت ہر یا مرد اس روح کو زندگی میں ہونے والے گناہ کے باعث

بھگتنا ہی پڑتی ہیں۔ ۱۰

اور اب رگ وید سے ایک مثال۔

”جو گنہگار ہیں ان کے لیے یہ اتھاہ گہرائی والا مقام وجود میں آیا ہے۔ ۱۱

اس منتر کے تشریحی نوٹ میں دیدوں کے انگریزی مترجم گرنفٹھ نے لکھا ہے کہ

سائن کا چارہ کے مطابق یہ مقام ترک یعنی دوزخ (HELL) ہے۔

آخرت، جنت اور دوزخ کی مندرجہ بالا مثالوں کو دیکھیں اور فیصلہ خود کریں۔

کہ قرآن و احادیث میں بیان کردہ اسلامی تصورات سے یہ کتنی مماثلت رکھتی ہیں ہزاروں

لغات و وید ۳۔ ۴۲۳۔ ۱۱ شری مدھجاگوٹ پران ۳۔ ۴۰۰۔ ۱۵

۱۱۔ ۳۰۰۔ ۲۶ رگ وید ۲۔ ۵۰۱۲۴۔ ۳۰۔ ۲

سال پرانے ویدوں میں یہ بیانات جہان کے ہزاروں سال بعد اس سے ملتے جلتے انداز میں قرآن میں بیان ہونا تھے کیا یہ ثابت نہیں کرتے کہ یہ آسمانی صحائف ہیں؟ لفظی اور معنوی تحریفات سے گزرتے ہوئے، ہزاروں سال کی دھول میں کھمٹے ہوئے ان صحائف کو اگر امت کے چند ذمہ داران الشک کی آخری اور صحیح کتاب قرآن پاک کی روشنی میں صاف کر لیا اہل ان میں سے قرآن کی مدد سے ان حصوں کو نمایاں کریں جو دین اسلام کی تعلیمات ہیں اور پھر ہندو قوم کی ان کتابوں کی روشنی میں ان کو توحید رسالت اور آخرت کی دعوت دیا جائے تو کیا ان کو ان کے اصل مذہب دینِ قیم کی طرف بلانا زیادہ آسان نہ ہوگا؟

مندرجہ بالا نقل کردہ اشلوکوں اور منتروں کے ترجموں کو دیکھیے۔ کہیں بھی بار بار مختلف جہموں میں جنم لیتے رہنے کا ذکر ملتا ہے؟ ایسا نہیں ہے کہ ہم نے آپ کے سامنے صرف ان منتروں کا ترجمہ پیش کر دیا جن میں آخرت اور جنت و دوزخ کا صحیح تصور موجود ہے بلکہ ویدوں کے کسی حصہ میں آواگون کا ذکر نہیں ہے۔ یہ سب بعد کی اختراع ہے۔ جیسا کہ پچھلے صفحات میں مختلف ہندو محققین کے پیش کردہ حوالے بھی ثابت کرتے ہیں۔

اوپر نقل کردہ وید منتروں کے ترجمے ہم نے ساتن و دھرمی ترجمے، آریہ سماجی ترجمے اور گرتھ کے انگریزی ترجموں کو سامنے رکھ کر کیے ہیں اور اب دیکھیں پنڈت درگا شنکر ستیا رتی کے چند تراجم جو انھوں نے اپنے آخرت سے متعلق مضمون میں دیئے ہیں۔

”وہ برقی کوڑے لگانے والا، شیطان کو مارنے والا، ہزاروں خوفناک اور غضبناک (فناؤں) کا شعور بحال کرنے والا اور سیکڑوں پر رحم فرمانے والا ہے۔ وہ ساکبان والا ہے۔ مرنے والے کو پانچ جنم دینے والا نہیں ہے۔ اے ہندوؤں! تم سب بکلیوں کے مالک کے ہوجاؤ“
 ”بار بار پیدا ہونے کا ذکر شیطان کی طرح قدیم زمانے کے لوگوں کے ذریعہ کیا جاتا رہا۔“
 ”جن ہندوؤں کی طرح ایسا عقیدہ رکھنے والوں کو مغلوب کرو۔ مرنے والوں کی دیوی عمر کو جلاتی ہے۔“

آواگون کی اصل حقیقت

ابھی بہت سے خطوط موصول ہوئے ہیں جن میں اس خواہش کا اظہار کیا گیا ہے کہ ہندوؤں کے آواگون کے عقیدے پر روشنی ڈالی جائے۔ دیدوں اور ہندو محققین کے جو حوالے ہم نے پیش کیے ہیں ان سے یہ تو بالکل واضح ہے کہ اصل ہندو مذہب میں موجودہ زندگی کے بعد ہمیشہ کی دوسری زندگی ہی کا تصور تھا۔ لیکن پھر بھی ہرگز نہ کہانی، سر دیو مالا اور ہر باطل عقیدے کی کوئی نہ کوئی بنیاد ہوتی ہے۔ ہماری تحقیق کے مطابق آواگون کا عقیدہ بھی بالکل بے بنیاد نہیں ہے بلکہ متشابہات کی زبان میں بیان کردہ کچھ حقیقتوں کو قبل از وقت سمجھنے کی کوشش کرنے کی وجہ سے اصل مفہوم خط ہو گیا اور اس آواگون کی کہانی نے جنم لے لیا۔ آواگون کی کہانی کی اصل بیک گراؤنڈ میں جو بہت سی حقیقتیں ہیں وہ علم متشابہات سے تعلق رکھتی ہیں۔ جن کا عوام کے سامنے بیان کرنا فی الوقت مناسب نہیں ہے۔ البتہ اس پہلو کی کچھ نہ کچھ وضاحت اس لیے ضروری ہے کہ باطل کو سمجھے بغیر اس پر بھروسہ دار نہیں ہو سکتا۔ لہذا اس افادیت کے پیش نظر ہم ان حقیقتوں میں سے صرف دو کو مختار کر کے حکمانی زبان میں بیان کر رہے ہیں جن کو نہ سمجھ سکنے کی وجہ سے آواگون کا عقیدہ وجود میں آیا۔

(الف) انسانی جسم میں کروڑوں اربوں زندہ جاندار موجود ہیں۔ ہمارے جسم میں جو خون گردش کر رہا ہے وہ بھی لاتعداد سرخ اور سفید کیڑوں (ریڈ اینڈ و ہائٹ بلڈ کارپسلس) پر مشتمل ہے۔ جو غذائیں ترکاریوں، سبزیوں یا گوشت کی شکل میں کھاتے ہیں اس میں لاکھوں جاندار جرثومے (Bacteria) موجود ہوتے ہیں۔ ان جرثوموں میں بہت بڑی تعداد ترکاری یا گوشت پکانے کے بعد بھی زندہ رہتی ہے جو دودھ، انڈا، شہد یا دوسری غذا میں ہم کھاتے ہیں اس کی بھی یہی شکل ہے۔ حد یہ کہ سادہ پانی پیئے کی شکل میں بھی ہم روزانہ لاکھوں کروڑوں جانداروں کو اپنے جسم میں داخل کرتے ہیں۔ یہ تمام غذائیں

انسانی جسم کے کارخانے میں داخل ہو کر مختلف تبدیلیوں کے عمل (Processes) سے گذر کر خون بنتی ہیں یا انسوز، پیشاب، پاخانہ و دیگر فضلات کی شکل میں خارج ہو جاتی ہیں۔ باپ کی پیٹھ میں جو زندگی کے کیڑے (جرثومہ حیات) اکٹھا ہوتے ہیں ان میں سے کوئی ایسا بھی ہوتا ہے جو ماں کے پیٹ میں داخل ہو کر نشوونما پا کر ایک نئی انسانی جان کی شکل اختیار کرتا ہے جو جرثومے (جاندار کیڑے) ہمارے انسوزوں، پیشاب، پاخانے اور دیگر فضلات کے ذریعہ جسم سے خارج ہوتے ہیں وہ کہیں کھاد میں شامل ہو کر مختلف پیڑ پودوں کے جسم میں پہنچ جاتے ہیں جہاں سے کہیں وہ چوپایوں کی غذا کی شکل میں ان کے پیٹ میں پہنچتے ہیں۔ ان میں ایسے جرثومہ حیات (زندگی کے کیڑے) بھی ہوتے ہیں جو چوپایوں کے بچوں کی شکل میں ظاہر ہوتے ہیں۔ پھر اُن جانوروں کے فضلات کی شکل میں بھی یہ جرثومے خارج ہوتے ہیں۔ کہیں چونٹیاں، مکھیاں، کیڑوں مکوڑوں کی غذا کی شکل میں اُن کے جسموں میں داخل ہوتے ہیں۔ بہت سے جانور، بہت سے دوسرے جانوروں کو کھاتے ہیں۔ مثلاً اورندے جب چوپایوں کو کھاتے ہیں تو یہ جرثومے ان کے جسم میں منتقل ہوتے ہیں۔ کچھ اُن کے بچوں کی شکل میں خارج ہوتے ہیں اور کچھ فضلات کے ساتھ خارج ہو کر زمین میں مل کر پھر پیڑ پودوں میں پہنچتے ہیں۔ ان کے ذریعہ پھر کسی اور جگہ کسی اور انسان کی غذا کی شکل میں اس کے جسم میں منتقل ہوتے ہیں۔ اس طرح یہ ایک لامتناہی زخم ہونے والا سلسلہ حیات ہے جو قیامت تک جاری رہے گا۔ جرثومہ حیات مختلف شکلوں، جسموں سے گزرتے اور سفر کرتے رہتے ہیں۔ اور عرصہ ہر اسٹیج پر لاکھوں جرثومہ حیات زندگی کے کیڑوں میں سے صرف ایک کسی انسان، جانور یا پیڑ پودے کی شکل میں اپنی منزل پر پہنچ جاتا ہے جہاں اس کا سفر ختم ہوتا ہے۔ باقی جرثومے اس انسان، جانور یا پیڑ پودے کے جسم سے گذرتے ہوئے کسی اور جسم کی طرف منتقل ہونے کا اپنا عمل جاری رکھتے ہیں جب تک کہ ان کی منزل نہ آجائے۔ یوں سمجھیے کہ ایک انسان کی پیٹھ سے صرف ایک جرثومہ حیات رحم مادر میں داخل ہو کر بچے کی شکل میں ظاہر ہوا۔ یہ جرثومہ اپنی منزل کو پہنچ چکا لیکن اسی انسان کے جسم سے خارج ہونے والے دیگر لاکھوں مکوڑوں جرثومے

مختلف مقامات پر مختلف شکلوں میں نمودار ہونا ہیں۔ اس کے فضلات کے ذریعہ زمین میں مل کر ایک پیر میں بہت سے جاندار جرثومے پہنچے۔ اب ان میں سے صرف ایک کی منزل آئی جو اس پودے کی شکل میں ظاہر ہوئی۔ باقی سب جرثومے جو اس پودے کی پتیوں اور رگوں میں مختلف شکلوں میں موجود ہیں ان کی منزل ابھی نہیں آئی۔ وہ کسی بکرے کی غذا بنتے ہیں۔ اب بکرے کے جسم داخل ہو کر والے زندہ جانداروں میں سے صرف ایک کی منزل آئی جو کسی بکری کے جسم میں داخل ہو کر اس کے بچے کی شکل میں ظاہر ہوا۔ باقی جاندار بکرے کو کھالینے والے کسی اور جاندار کے جسم میں داخل ہو گئے۔ یہاں بھی صرف ایک کی منزل آئی باقی بچہ کہیں اور منتقل ہوئے۔ بکری کے دودھ پینے والے انسانوں کے جسم میں بھی داخل ہونے والے جرثوموں میں سے چند کی منزل آئی اور دیگر کہیں اور انسانوں کے فضلات کی شکل میں منتقل ہو گئے۔ اس طرح یہ سلسلہ چلتا رہتا ہے۔ یہ ہے آواگون کی ایک حقیقت۔ جیسے ہم کسی جگہ سفر کرنے کے لیے مختلف سواریاں بدلتے ہیں: رکشا، ٹرین اور ٹیکسی سے گزرتے ہوئے اپنی منزل پر پہنچتے ہیں اور ان سواریوں میں سے کوئی کبھی ہماری منزل نہیں ہوتی۔ اسی طرح مختلف جاندار مختلف سواریوں (رجانوں) میں سے گزرتے ہوئے اپنی آخری منزل پر پہنچتے ہیں۔ پچھلی سب اس کی سواریاں [Carriers] تھیں۔ ان جرثوموں، جانداروں کا مختلف پودوں، جانوروں، شیر، بھیڑیے، کتے، سورا، گائے، بکری اور انسانوں کی شکل میں نمودار ہونا یا ان کے جسموں سے گزرنا، آواگون ہے۔ کوئی جرثومہ لاکھوں جسموں سے گزر کر اپنی منزل پا کر کسی شکل میں نمودار ہوتا ہے اور نہ جانے کتنوں نے آج تک اپنی منزل نہیں پائی۔

اللہ کا قائم کردہ نظام حیات ایسا ہے جس کی بار بکیوں پر جتنا غور کریں عقل کی حیرانی برحق جاتی ہے۔ اور قرآنی تنبیہات کی آواز کانوں میں گونجتی ہے۔ کیا پھر تم غور نہیں کرتے؟ کیا پھر تم تفکر نہیں کرتے؟ کیا پھر تم تدبیر نہیں کرتے؟ کیا پھر تم شعور نہیں رکھتے؟ کیا پھر تم بصیرت نہیں رکھتے؟ کیا پھر تم ذکر نہیں کرتے؟

جب مدبر کائنات کے نظم و حکمت کے مطابق ایک انسان کی شکل میں ایک جرثومہ حیات

نے اپنی منزل پالی تو اس کا سفر ختم ہوا۔ اب اس انسان کو ایک حقیقی کے بتائے ہوئے راستے کے مطابق زندگی گزارنی ہے۔ اس کی موت کے بعد اس کی اگلی زندگی میں اس کی دائمی جزا دے گا۔ اس کو کسی اور جائزہ کی شکل میں اس دنیا میں جہنم نہیں لینا ہے۔ البتہ اس انسان کے جسم سے جو دوسرے جائزہ گزر رہے ہیں اور جن کا سفر ابھی ختم نہیں ہوا ہے وہ اپنی منزل کی جانب رواں دواں ہیں۔ اس مثال کو رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی مندرجہ ذیل حدیث سے سمجھیں۔

”حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ رسول کریمؐ نے فرمایا۔ ”مجھ کو یکے بعد دیگرے ہر قرن کے بنی آدم کے بہترین طباقوں میں منتقل کیا جاتا رہا۔ یہاں تک کہ میں اس موجودہ قرن میں پیدا کیا گیا۔ یعنی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا جرثومہ حیات حضرت آدمؑ سے لے کر آپؐ کی پیدائش مبارک تک ہر دور کے افضل ترین انسانی جسموں سے گذرتا ہوا بالآخر آپؐ کے جسم اطہر کی شکل میں ظہور پذیر ہوا۔“

لفظ جرثومہ حیات (زندگی کے کیرے) ہماری اپنی مقرر کردہ اصطلاح ہے۔ اس کی کوئی سائنسی اصل نہیں ہے۔ لیکن یہ واضح رہے کہ سائنس کا نظریہ ارتقاء (THEORY OF EVOLUTION) اور چینیائی نظریہ (GENETIC THEORY) دونوں ابھی نامکمل ہیں۔ اور خود سائنس ان کے نظریہ یا تصنیوی ہونے کو تسلیم کرتی ہے۔ پچھلے صفحات میں ہم نے جو کچھ بیان کیا ہے اس کی بنیاد مندرجہ ذیل احادیث ہیں:

”ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ مقام نعمان میں بروز عرفہ روحوں سے مددہ لیا گیا تھا اور آدمؑ کی صلب سے نکال کر ذروں کی طرح پیدا دیا گیا تھا اور ان سے یوں گٹھگو ہوئی تھی بنا دیکھا میں تمہارا رب نہیں، سب روحیں کہنے لگیں۔ کیوں نہیں ضرور۔“ سہ

”حضرت عطاءؓ فرماتے ہیں۔ میثاق کے وقت روحیں حضرت آدمؑ کی پشت سے نکال گئی تھیں۔ پھر پشت میں لٹا دی گئیں۔ ضحاکؓ فرماتے ہیں کہ اللہ نے جس دن حضرت آدمؑ کو پیدا

سہ بخاری ج ۱۰ مشکوٰۃ۔ باب سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم۔
سہ بخاری تفسیر ابن کثیر رائد ترجمہ مطبوعہ اعتقاد پبلشنگ (دہلی) جلد دوم ص ۴۴

کیا۔ اسی دن اُن کی پشت سے قیامت تک کی دنیا میں تمام آنے والی رو میں چینیوٹیوں کی طرح نکال کر ان سے اپنی راجسیت کا اقرار لے لیا تھا اور فرشتے گواہ بن گئے تھے۔ ۷۔
مندرجہ بالا حدیث مختلف طریق سے مختلف اسناد کے ساتھ بیان ہوئی ہے۔ ان احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ قیامت تک آنے والی تمام زندگیاں باریک کیڑوں کی شکل میں حضرت آدمؑ کی پشت میں موجود تھیں۔ جسے ان حدیثوں میں 'ڈڑوں کی طرح' یا 'چینیوٹیوں کی طرح' جیسے الفاظ میں سمجھایا گیا ہے۔ اسی کا نام ہم نے اپنی اصطلاح میں 'جرثومہ حیات' رکھا ہے۔ ان جرثوموں کے مختلف طبقات سے گزرنے کا ذکر جس حدیث میں بیان ہوا ہے وہ پہلے نقل کی جا چکی ہے۔ پھر دیکھ لیجئے۔

حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ رسولِ کریمؐ نے فرمایا۔ مجھ کو یکے بعد دیگرے ہر قرن میں بنی آدم کے بہترین طباقوں میں منتقل کیا جاتا رہا ہے یہاں تک کہ میں موجودہ قرن میں پیدا کیا گیا۔ اس حدیث میں بنی آدم کے الفاظ استعمال ہونے سے یہ سمجھ میں آتا ہے کہ رسول اللہؐ کو بنی آدم کے بہترین طبقات میں منتقل کیا جاتا رہا لیکن یہاں یہ اشارہ موجود ہے کہ دیگر زندگیاں بنی آدم کے بچاؤ دوسرے طبقات میں بھی منتقل ہوتی رہی ہوں گی۔ واللہ اعلم بالصواب۔

آج کے سائنسی دور سے پہلے اس تشابہاتی علم کی حقیقت کھلنے کا انجام آداگون کے عقیدے کی شکل میں ظاہر ہوا۔ ہر آسانی کتاب میں دو علم رکھے گئے تھے۔ ایک حکمت کا اور دوسرا تشابہات کا۔ تشابہات کا علم کسی اور دور کے لیے تھا۔ اس وقت اسے کھولنے کی اجازت نہیں تھی۔ رسولِ آخر الزماں حضرت محمدؐ کے جسمانی دورِ مبارک کے چودہ سو سال بعد۔ حادثہ کعبہ کے بعد وہ دوسرا دور شروع ہونے والا تھا۔ جس میں تشابہات کے علم کی حقیقتوں کو بتدریج کھلنا تھا۔ اس دوسرے دور کو ہم نے کیسے متعین کر لیا۔ اس کے ثبوت ہم قرآن و حدیث کی روشنی میں انشاء اللہ آئندہ کسی موقع پر پیش کریں گے۔ فی الحال صرف اتنا سمجھ لیں کہ انسانی

۷۔ دونوں سے لیے خواہاں کہجئے۔ صفحہ ۱۵۳۔ ترجمہ کتاب الروح مصنفہ علامہ حافظ ابن قیمؒ۔

ترجمہ از مولانا رفیع معانی۔ مطبوعہ مکتبۃ الخلاص۔ دیوبند۔

عقل و شعور جب تک سائنسی دور آجانے کے بعد پختہ نہیں ہوا اُس وقت تک متشابہات کے علم کو کھولنے کی کوششیں آواگون کے عقیدے جیسی گمراہیوں کی شکل میں برآمد ہوئیں۔ اسلام سے قبل دنیا کے تمام دیگر مذاہب کے بگاڑ اور ان کی دیوالاؤں کے پیچھے یہی حقیقت کارفرما تھی کہ انھوں نے علم متشابہات کو قبل از وقت کھولنے کی کوشش کی تھی۔

آواگون کے پیچھے ایک اور حقیقت | آواگون کے بگڑے ہوئے عقیدے کے پس پشت جو اصل حقیقتیں پوشیدہ

تھیں اور جن کو نہ سمجھ سکنے کے باعث یہ گمراہ کن عقیدہ وجود میں آیا ان میں سے ایک حقیقت کی تفصیل ہم نے ادھر بیان کی کہ آواگون ہائیڈروجن کی اصل بنیادوں میں ایک اور پوشیدہ حقیقت ہم بیان کرتے ہیں۔ اور پھر آپ غور فرمائیں کہ کس طرح صاف ستھرے عقائد کج میں نہ آسکنے کے باعث گمراہیوں میں تبدیل ہو جاتے ہیں۔ چند حوالے ہم ذیل میں پیش کر رہے ہیں جن سے انشاء اللہ صحیح وضاحت ہو جائے گی۔

”ساتن دھرم کی تمثیل زبان کے بارے میں رنگ وید نے ہمیں پہلے ہی آگاہ کیا تھا کہ میں حمد کے پیرائے میں واقعات کو تمثیل میں بیان کرتا ہوں۔“

”کلمہ ملائی اور کپشٹھل وغیرہ وید کی شافوں میں ایک سو ایک موتوں کا ذکر ہے۔ ان میں حواس کی موت، جہالت کی شکل میں موت، بیماریاں، غم کے ذریعہ صبر کی موت اور شہوانیت و غصہ وغیرہ سب موتیں ہیں۔ ان سب کا علاج ہے۔“

”ویدوں کا علم حاصل نہ کرنے سے عمل چھوڑ دینے سے، کاہلی سے، حرام مال کھانے سے برہمن کی موت واقع ہو جاتی ہے۔“

”کمل ہوئی بات ہے کہ بیماریاں ہوا گناہ، جہالت ہو یا کاہلی، ان سے آدمی کی حقیقی

۱۸۰۰ء ۲۱ء ہندو مالدارگ دیپ اپریل ۱۸۰۰ء

۱۸۰۰ء کیان گورکھ پور۔ پرکھ پنچنم آئندہ۔ جنوری ۱۸۰۰ء

۱۸۰۰ء مہتر جیوان ۱۔ پنڈت شری رام شراپوریہ

موت نہیں ہوتی لیکن بیماری اس کے مثالی محنت منہ جسم کی موت یقیناً ہے اور مرنے والے اس کے مثالی انسانی اخلاق کی موت ہے اس کی روحانی موت ہے۔ جہالت و مافیہ سمجھ بوجھ اور ہوش و حواس کی موت ہے اور سستی و کالہی اس کی قوت عمل کی موت ہے یہ سب روحانی موتیں ہیں، لیکن علاج مجسم و بدن کو سچا علم و مدخل کو اور توبہ اس کی روح کو اسی دنیا میں دوسری زندگی و پھر جہنم عطا کر سکتے ہیں۔

دنیا کے ذریعہ اندر ہی اندر کس طرح ہماری انسانیت بار بار مر رہی ہے اور آتما (روح) حیوان بند ہی ہے۔ ایک آدمی جیسے ہی لالچ اور اپنی قوم میں لوٹ کھسوٹ کا جرم کرتا ہے خدا کی نظر میں یہ گناہ اس کی روح کو کتے کا روپ دے دیتا ہے۔ جیسے ہی اسی دنیا میں کچھ نہ کتا ان عیوب کا مظہر ہے۔ شرمناک شہوانیت گو یا روح کو اس جرم کی علامت سوز جیسا بناتی ہے۔ حماقت گدھے جیسا، شیطنیت سانپ جیسا، تکلیف دینے کی فطرت بچھو جیسا وغیرہ وغیرہ لیکن آتما کی یہ تبدیلی خدا کی طرف سے آخری سزا نہیں ہوتی۔ وہ تو پر لوک (آخرت) میں بدکاروں پر گناہوں کے جرم پوری طرح ثابت کرنے کے بعد دے گا۔

یہ تھی آواگون کے پس منظر میں ایک اور حقیقت۔ ویدوں میں تو صاف صاف صرف ایک بار دوسری دائمی زندگی کا ہی بیان ہے۔ جیسا کہ ہم پہلے صفحات میں ہندو محققین اور ویدوں کے حوالے پیش کر کے بتا چکے ہیں لیکن وید کی کچھ شاخوں میں سیکڑوں موتوں کا ذکر ملتا ہے۔ اس دنیا کے اسی جسم میں بار بار روحانی طور پر مر کر مختلف حیوانی فطرتوں کا اختیار کرنا گویا ویسا حیوان بن جانے کے مترادف ہے۔ یہ حقیقت نہ سمجھ سکتے کے باعث اسی دنیا میں بار بار جسمانی موت مر کر طرح طرح کے جانوروں کا روپ دھارنے کا عقیدہ آواگون بن گیا۔ یہ ایک مثالی ہے کہ کس طرح اصل کتابوں کی اصل تعلیمات کی طرف متوجہ کر کے بگڑے ہوئے اور گمراہ کن عقائد کے ماننے والوں کو صاف ستھرے عقائد پر لایا جاسکتا ہے۔

نہدی رسالہ مارگ دیپ۔ اپریل ۱۹۷۷ء

۱۱ - ۱۲ - ۱۳ - ۱۴ - ۱۵ - ۱۶ - ۱۷ - ۱۸ - ۱۹ - ۲۰ - ۲۱ - ۲۲ - ۲۳ - ۲۴ - ۲۵ - ۲۶ - ۲۷ - ۲۸ - ۲۹ - ۳۰ - ۳۱ - ۳۲ - ۳۳ - ۳۴ - ۳۵ - ۳۶ - ۳۷ - ۳۸ - ۳۹ - ۴۰ - ۴۱ - ۴۲ - ۴۳ - ۴۴ - ۴۵ - ۴۶ - ۴۷ - ۴۸ - ۴۹ - ۵۰ - ۵۱ - ۵۲ - ۵۳ - ۵۴ - ۵۵ - ۵۶ - ۵۷ - ۵۸ - ۵۹ - ۶۰ - ۶۱ - ۶۲ - ۶۳ - ۶۴ - ۶۵ - ۶۶ - ۶۷ - ۶۸ - ۶۹ - ۷۰ - ۷۱ - ۷۲ - ۷۳ - ۷۴ - ۷۵ - ۷۶ - ۷۷ - ۷۸ - ۷۹ - ۸۰ - ۸۱ - ۸۲ - ۸۳ - ۸۴ - ۸۵ - ۸۶ - ۸۷ - ۸۸ - ۸۹ - ۹۰ - ۹۱ - ۹۲ - ۹۳ - ۹۴ - ۹۵ - ۹۶ - ۹۷ - ۹۸ - ۹۹ - ۱۰۰ - ۱۰۱ - ۱۰۲ - ۱۰۳ - ۱۰۴ - ۱۰۵ - ۱۰۶ - ۱۰۷ - ۱۰۸ - ۱۰۹ - ۱۱۰ - ۱۱۱ - ۱۱۲ - ۱۱۳ - ۱۱۴ - ۱۱۵ - ۱۱۶ - ۱۱۷ - ۱۱۸ - ۱۱۹ - ۱۲۰ - ۱۲۱ - ۱۲۲ - ۱۲۳ - ۱۲۴ - ۱۲۵ - ۱۲۶ - ۱۲۷ - ۱۲۸ - ۱۲۹ - ۱۳۰ - ۱۳۱ - ۱۳۲ - ۱۳۳ - ۱۳۴ - ۱۳۵ - ۱۳۶ - ۱۳۷ - ۱۳۸ - ۱۳۹ - ۱۴۰ - ۱۴۱ - ۱۴۲ - ۱۴۳ - ۱۴۴ - ۱۴۵ - ۱۴۶ - ۱۴۷ - ۱۴۸ - ۱۴۹ - ۱۵۰ - ۱۵۱ - ۱۵۲ - ۱۵۳ - ۱۵۴ - ۱۵۵ - ۱۵۶ - ۱۵۷ - ۱۵۸ - ۱۵۹ - ۱۶۰ - ۱۶۱ - ۱۶۲ - ۱۶۳ - ۱۶۴ - ۱۶۵ - ۱۶۶ - ۱۶۷ - ۱۶۸ - ۱۶۹ - ۱۷۰ - ۱۷۱ - ۱۷۲ - ۱۷۳ - ۱۷۴ - ۱۷۵ - ۱۷۶ - ۱۷۷ - ۱۷۸ - ۱۷۹ - ۱۸۰ - ۱۸۱ - ۱۸۲ - ۱۸۳ - ۱۸۴ - ۱۸۵ - ۱۸۶ - ۱۸۷ - ۱۸۸ - ۱۸۹ - ۱۹۰ - ۱۹۱ - ۱۹۲ - ۱۹۳ - ۱۹۴ - ۱۹۵ - ۱۹۶ - ۱۹۷ - ۱۹۸ - ۱۹۹ - ۲۰۰ - ۲۰۱ - ۲۰۲ - ۲۰۳ - ۲۰۴ - ۲۰۵ - ۲۰۶ - ۲۰۷ - ۲۰۸ - ۲۰۹ - ۲۱۰ - ۲۱۱ - ۲۱۲ - ۲۱۳ - ۲۱۴ - ۲۱۵ - ۲۱۶ - ۲۱۷ - ۲۱۸ - ۲۱۹ - ۲۲۰ - ۲۲۱ - ۲۲۲ - ۲۲۳ - ۲۲۴ - ۲۲۵ - ۲۲۶ - ۲۲۷ - ۲۲۸ - ۲۲۹ - ۲۳۰ - ۲۳۱ - ۲۳۲ - ۲۳۳ - ۲۳۴ - ۲۳۵ - ۲۳۶ - ۲۳۷ - ۲۳۸ - ۲۳۹ - ۲۴۰ - ۲۴۱ - ۲۴۲ - ۲۴۳ - ۲۴۴ - ۲۴۵ - ۲۴۶ - ۲۴۷ - ۲۴۸ - ۲۴۹ - ۲۵۰ - ۲۵۱ - ۲۵۲ - ۲۵۳ - ۲۵۴ - ۲۵۵ - ۲۵۶ - ۲۵۷ - ۲۵۸ - ۲۵۹ - ۲۶۰ - ۲۶۱ - ۲۶۲ - ۲۶۳ - ۲۶۴ - ۲۶۵ - ۲۶۶ - ۲۶۷ - ۲۶۸ - ۲۶۹ - ۲۷۰ - ۲۷۱ - ۲۷۲ - ۲۷۳ - ۲۷۴ - ۲۷۵ - ۲۷۶ - ۲۷۷ - ۲۷۸ - ۲۷۹ - ۲۸۰ - ۲۸۱ - ۲۸۲ - ۲۸۳ - ۲۸۴ - ۲۸۵ - ۲۸۶ - ۲۸۷ - ۲۸۸ - ۲۸۹ - ۲۹۰ - ۲۹۱ - ۲۹۲ - ۲۹۳ - ۲۹۴ - ۲۹۵ - ۲۹۶ - ۲۹۷ - ۲۹۸ - ۲۹۹ - ۳۰۰ - ۳۰۱ - ۳۰۲ - ۳۰۳ - ۳۰۴ - ۳۰۵ - ۳۰۶ - ۳۰۷ - ۳۰۸ - ۳۰۹ - ۳۱۰ - ۳۱۱ - ۳۱۲ - ۳۱۳ - ۳۱۴ - ۳۱۵ - ۳۱۶ - ۳۱۷ - ۳۱۸ - ۳۱۹ - ۳۲۰ - ۳۲۱ - ۳۲۲ - ۳۲۳ - ۳۲۴ - ۳۲۵ - ۳۲۶ - ۳۲۷ - ۳۲۸ - ۳۲۹ - ۳۳۰ - ۳۳۱ - ۳۳۲ - ۳۳۳ - ۳۳۴ - ۳۳۵ - ۳۳۶ - ۳۳۷ - ۳۳۸ - ۳۳۹ - ۳۴۰ - ۳۴۱ - ۳۴۲ - ۳۴۳ - ۳۴۴ - ۳۴۵ - ۳۴۶ - ۳۴۷ - ۳۴۸ - ۳۴۹ - ۳۵۰ - ۳۵۱ - ۳۵۲ - ۳۵۳ - ۳۵۴ - ۳۵۵ - ۳۵۶ - ۳۵۷ - ۳۵۸ - ۳۵۹ - ۳۶۰ - ۳۶۱ - ۳۶۲ - ۳۶۳ - ۳۶۴ - ۳۶۵ - ۳۶۶ - ۳۶۷ - ۳۶۸ - ۳۶۹ - ۳۷۰ - ۳۷۱ - ۳۷۲ - ۳۷۳ - ۳۷۴ - ۳۷۵ - ۳۷۶ - ۳۷۷ - ۳۷۸ - ۳۷۹ - ۳۸۰ - ۳۸۱ - ۳۸۲ - ۳۸۳ - ۳۸۴ - ۳۸۵ - ۳۸۶ - ۳۸۷ - ۳۸۸ - ۳۸۹ - ۳۹۰ - ۳۹۱ - ۳۹۲ - ۳۹۳ - ۳۹۴ - ۳۹۵ - ۳۹۶ - ۳۹۷ - ۳۹۸ - ۳۹۹ - ۴۰۰ - ۴۰۱ - ۴۰۲ - ۴۰۳ - ۴۰۴ - ۴۰۵ - ۴۰۶ - ۴۰۷ - ۴۰۸ - ۴۰۹ - ۴۱۰ - ۴۱۱ - ۴۱۲ - ۴۱۳ - ۴۱۴ - ۴۱۵ - ۴۱۶ - ۴۱۷ - ۴۱۸ - ۴۱۹ - ۴۲۰ - ۴۲۱ - ۴۲۲ - ۴۲۳ - ۴۲۴ - ۴۲۵ - ۴۲۶ - ۴۲۷ - ۴۲۸ - ۴۲۹ - ۴۳۰ - ۴۳۱ - ۴۳۲ - ۴۳۳ - ۴۳۴ - ۴۳۵ - ۴۳۶ - ۴۳۷ - ۴۳۸ - ۴۳۹ - ۴۴۰ - ۴۴۱ - ۴۴۲ - ۴۴۳ - ۴۴۴ - ۴۴۵ - ۴۴۶ - ۴۴۷ - ۴۴۸ - ۴۴۹ - ۴۵۰ - ۴۵۱ - ۴۵۲ - ۴۵۳ - ۴۵۴ - ۴۵۵ - ۴۵۶ - ۴۵۷ - ۴۵۸ - ۴۵۹ - ۴۶۰ - ۴۶۱ - ۴۶۲ - ۴۶۳ - ۴۶۴ - ۴۶۵ - ۴۶۶ - ۴۶۷ - ۴۶۸ - ۴۶۹ - ۴۷۰ - ۴۷۱ - ۴۷۲ - ۴۷۳ - ۴۷۴ - ۴۷۵ - ۴۷۶ - ۴۷۷ - ۴۷۸ - ۴۷۹ - ۴۸۰ - ۴۸۱ - ۴۸۲ - ۴۸۳ - ۴۸۴ - ۴۸۵ - ۴۸۶ - ۴۸۷ - ۴۸۸ - ۴۸۹ - ۴۹۰ - ۴۹۱ - ۴۹۲ - ۴۹۳ - ۴۹۴ - ۴۹۵ - ۴۹۶ - ۴۹۷ - ۴۹۸ - ۴۹۹ - ۵۰۰ - ۵۰۱ - ۵۰۲ - ۵۰۳ - ۵۰۴ - ۵۰۵ - ۵۰۶ - ۵۰۷ - ۵۰۸ - ۵۰۹ - ۵۱۰ - ۵۱۱ - ۵۱۲ - ۵۱۳ - ۵۱۴ - ۵۱۵ - ۵۱۶ - ۵۱۷ - ۵۱۸ - ۵۱۹ - ۵۲۰ - ۵۲۱ - ۵۲۲ - ۵۲۳ - ۵۲۴ - ۵۲۵ - ۵۲۶ - ۵۲۷ - ۵۲۸ - ۵۲۹ - ۵۳۰ - ۵۳۱ - ۵۳۲ - ۵۳۳ - ۵۳۴ - ۵۳۵ - ۵۳۶ - ۵۳۷ - ۵۳۸ - ۵۳۹ - ۵۴۰ - ۵۴۱ - ۵۴۲ - ۵۴۳ - ۵۴۴ - ۵۴۵ - ۵۴۶ - ۵۴۷ - ۵۴۸ - ۵۴۹ - ۵۵۰ - ۵۵۱ - ۵۵۲ - ۵۵۳ - ۵۵۴ - ۵۵۵ - ۵۵۶ - ۵۵۷ - ۵۵۸ - ۵۵۹ - ۵۶۰ - ۵۶۱ - ۵۶۲ - ۵۶۳ - ۵۶۴ - ۵۶۵ - ۵۶۶ - ۵۶۷ - ۵۶۸ - ۵۶۹ - ۵۷۰ - ۵۷۱ - ۵۷۲ - ۵۷۳ - ۵۷۴ - ۵۷۵ - ۵۷۶ - ۵۷۷ - ۵۷۸ - ۵۷۹ - ۵۸۰ - ۵۸۱ - ۵۸۲ - ۵۸۳ - ۵۸۴ - ۵۸۵ - ۵۸۶ - ۵۸۷ - ۵۸۸ - ۵۸۹ - ۵۹۰ - ۵۹۱ - ۵۹۲ - ۵۹۳ - ۵۹۴ - ۵۹۵ - ۵۹۶ - ۵۹۷ - ۵۹۸ - ۵۹۹ - ۶۰۰ - ۶۰۱ - ۶۰۲ - ۶۰۳ - ۶۰۴ - ۶۰۵ - ۶۰۶ - ۶۰۷ - ۶۰۸ - ۶۰۹ - ۶۱۰ - ۶۱۱ - ۶۱۲ - ۶۱۳ - ۶۱۴ - ۶۱۵ - ۶۱۶ - ۶۱۷ - ۶۱۸ - ۶۱۹ - ۶۲۰ - ۶۲۱ - ۶۲۲ - ۶۲۳ - ۶۲۴ - ۶۲۵ - ۶۲۶ - ۶۲۷ - ۶۲۸ - ۶۲۹ - ۶۳۰ - ۶۳۱ - ۶۳۲ - ۶۳۳ - ۶۳۴ - ۶۳۵ - ۶۳۶ - ۶۳۷ - ۶۳۸ - ۶۳۹ - ۶۴۰ - ۶۴۱ - ۶۴۲ - ۶۴۳ - ۶۴۴ - ۶۴۵ - ۶۴۶ - ۶۴۷ - ۶۴۸ - ۶۴۹ - ۶۵۰ - ۶۵۱ - ۶۵۲ - ۶۵۳ - ۶۵۴ - ۶۵۵ - ۶۵۶ - ۶۵۷ - ۶۵۸ - ۶۵۹ - ۶۶۰ - ۶۶۱ - ۶۶۲ - ۶۶۳ - ۶۶۴ - ۶۶۵ - ۶۶۶ - ۶۶۷ - ۶۶۸ - ۶۶۹ - ۶۷۰ - ۶۷۱ - ۶۷۲ - ۶۷۳ - ۶۷۴ - ۶۷۵ - ۶۷۶ - ۶۷۷ - ۶۷۸ - ۶۷۹ - ۶۸۰ - ۶۸۱ - ۶۸۲ - ۶۸۳ - ۶۸۴ - ۶۸۵ - ۶۸۶ - ۶۸۷ - ۶۸۸ - ۶۸۹ - ۶۹۰ - ۶۹۱ - ۶۹۲ - ۶۹۳ - ۶۹۴ - ۶۹۵ - ۶۹۶ - ۶۹۷ - ۶۹۸ - ۶۹۹ - ۷۰۰ - ۷۰۱ - ۷۰۲ - ۷۰۳ - ۷۰۴ - ۷۰۵ - ۷۰۶ - ۷۰۷ - ۷۰۸ - ۷۰۹ - ۷۱۰ - ۷۱۱ - ۷۱۲ - ۷۱۳ - ۷۱۴ - ۷۱۵ - ۷۱۶ - ۷۱۷ - ۷۱۸ - ۷۱۹ - ۷۲۰ - ۷۲۱ - ۷۲۲ - ۷۲۳ - ۷۲۴ - ۷۲۵ - ۷۲۶ - ۷۲۷ - ۷۲۸ - ۷۲۹ - ۷۳۰ - ۷۳۱ - ۷۳۲ - ۷۳۳ - ۷۳۴ - ۷۳۵ - ۷۳۶ - ۷۳۷ - ۷۳۸ - ۷۳۹ - ۷۴۰ - ۷۴۱ - ۷۴۲ - ۷۴۳ - ۷۴۴ - ۷۴۵ - ۷۴۶ - ۷۴۷ - ۷۴۸ - ۷۴۹ - ۷۵۰ - ۷۵۱ - ۷۵۲ - ۷۵۳ - ۷۵۴ - ۷۵۵ - ۷۵۶ - ۷۵۷ - ۷۵۸ - ۷۵۹ - ۷۶۰ - ۷۶۱ - ۷۶۲ - ۷۶۳ - ۷۶۴ - ۷۶۵ - ۷۶۶ - ۷۶۷ - ۷۶۸ - ۷۶۹ - ۷۷۰ - ۷۷۱ - ۷۷۲ - ۷۷۳ - ۷۷۴ - ۷۷۵ - ۷۷۶ - ۷۷۷ - ۷۷۸ - ۷۷۹ - ۷۸۰ - ۷۸۱ - ۷۸۲ - ۷۸۳ - ۷۸۴ - ۷۸۵ - ۷۸۶ - ۷۸۷ - ۷۸۸ - ۷۸۹ - ۷۹۰ - ۷۹۱ - ۷۹۲ - ۷۹۳ - ۷۹۴ - ۷۹۵ - ۷۹۶ - ۷۹۷ - ۷۹۸ - ۷۹۹ - ۸۰۰ - ۸۰۱ - ۸۰۲ - ۸۰۳ - ۸۰۴ - ۸۰۵ - ۸۰۶ - ۸۰۷ - ۸۰۸ - ۸۰۹ - ۸۱۰ - ۸۱۱ - ۸۱۲ - ۸۱۳ - ۸۱۴ - ۸۱۵ - ۸۱۶ - ۸۱۷ - ۸۱۸ - ۸۱۹ - ۸۲۰ - ۸۲۱ - ۸۲۲ - ۸۲۳ - ۸۲۴ - ۸۲۵ - ۸۲۶ - ۸۲۷ - ۸۲۸ - ۸۲۹ - ۸۳۰ - ۸۳۱ - ۸۳۲ - ۸۳۳ - ۸۳۴ - ۸۳۵ - ۸۳۶ - ۸۳۷ - ۸۳۸ - ۸۳۹ - ۸۴۰ - ۸۴۱ - ۸۴۲ - ۸۴۳ - ۸۴۴ - ۸۴۵ - ۸۴۶ - ۸۴۷ - ۸۴۸ - ۸۴۹ - ۸۵۰ - ۸۵۱ - ۸۵۲ - ۸۵۳ - ۸۵۴ - ۸۵۵ - ۸۵۶ - ۸۵۷ - ۸۵۸ - ۸۵۹ - ۸۶۰ - ۸۶۱ - ۸۶۲ - ۸۶۳ - ۸۶۴ - ۸۶۵ - ۸۶۶ - ۸۶۷ - ۸۶۸ - ۸۶۹ - ۸۷۰ - ۸۷۱ - ۸۷۲ - ۸۷۳ - ۸۷۴ - ۸۷۵ - ۸۷۶ - ۸۷۷ - ۸۷۸ - ۸۷۹ - ۸۸۰ - ۸۸۱ - ۸۸۲ - ۸۸۳ - ۸۸۴ - ۸۸۵ - ۸۸۶ - ۸۸۷ - ۸۸۸ - ۸۸۹ - ۸۹۰ - ۸۹۱ - ۸۹۲ - ۸۹۳ - ۸۹۴ - ۸۹۵ - ۸۹۶ - ۸۹۷ - ۸۹۸ - ۸۹۹ - ۹۰۰ - ۹۰۱ - ۹۰۲ - ۹۰۳ - ۹۰۴ - ۹۰۵ - ۹۰۶ - ۹۰۷ - ۹۰۸ - ۹۰۹ - ۹۱۰ - ۹۱۱ - ۹۱۲ - ۹۱۳ - ۹۱۴ - ۹۱۵ - ۹۱۶ - ۹۱۷ - ۹۱۸ - ۹۱۹ - ۹۲۰ - ۹۲۱ - ۹۲۲ - ۹۲۳ - ۹۲۴ - ۹۲۵ - ۹۲۶ - ۹۲۷ - ۹۲۸ - ۹۲۹ - ۹۳۰ - ۹۳۱ - ۹۳۲ - ۹۳۳ - ۹۳۴ - ۹۳۵ - ۹۳۶ - ۹۳۷ - ۹۳۸ - ۹۳۹ - ۹۴۰ - ۹۴۱ - ۹۴۲ - ۹۴۳ - ۹۴۴ - ۹۴۵ - ۹۴۶ - ۹۴۷ - ۹۴۸ - ۹۴۹ - ۹۵۰ - ۹۵۱ - ۹۵۲ - ۹۵۳ - ۹۵۴ - ۹۵۵ - ۹۵۶ - ۹۵۷ - ۹۵۸ - ۹۵۹ - ۹۶۰ - ۹۶۱ - ۹۶۲ - ۹۶۳ - ۹۶۴ - ۹۶۵ - ۹۶۶ - ۹۶۷ - ۹۶۸ - ۹۶۹ - ۹۷۰ - ۹۷۱ - ۹۷۲ - ۹۷۳ - ۹۷۴ - ۹۷۵ - ۹۷۶ - ۹۷۷ - ۹۷۸ - ۹۷۹ - ۹۸۰ - ۹۸۱ - ۹۸۲ - ۹۸۳ - ۹۸۴ - ۹۸۵ - ۹۸۶ - ۹۸۷ - ۹۸۸ - ۹۸۹ - ۹۹۰ - ۹۹۱ - ۹۹۲ - ۹۹۳ - ۹۹۴ - ۹۹۵ - ۹۹۶ - ۹۹۷ - ۹۹۸ - ۹۹۹ - ۱۰۰۰

ویدوں کے کچھ دیگر احکامات

جوتے کی ممانعت :- جو اکھیلنے والے شخص کی سانس اسے کوئی ہے اور اس کی یوی بھی اسے چھوڑتی ہے۔ جاری کو کوئی ایک پھولی کوڑی بھی لگوا دینا ہے۔ اس کے بعد لگاتار تیسرے منتر سے تیرھویں منتر تک جوتے کے ذاتی اور سماجی نقصانات مٹا کر تیرھویں منتر میں کہا گیا.....

دے جاری جو اکھیلنا چھوڑ کر کہتی کر۔ اس میں جو نفع ہو اسی میں مطمئن رہو۔

شراب کی ممانعت :- شراب پینے کے بعد اس کا نشہ شراب پینے والے کے دل میں اپنی جگہ بنانے کے لیے جنگ کرتا ہے۔

دے خدا یا صنعت نہ کرنے والے انسان شراب پی کر بدست ہو جاتے ہیں اور وہ تعین تکلیف پہنچانے کی طرف مائل ہوتے ہیں اس لیے تم ایسے لوگوں کو دولت ہرنے پر بھی ایسا سارا نہیں دیتے۔

سنوود کی ممانعت :- زیادہ دھن حاصل کرنے کی امید سے دھن ادا دینے

والوں کے دھن کو (لے ایشودا) تم چھین لیتے ہو۔

شادی کے رسم و روات میں آسانی کا حکم :- جن راستوں سے ہمارے دوست رشتے دار لڑکی کے والد کے پاس پہنچتے ہیں ان راستوں کو کاشتوں سے

۱۲-۲-۸ تک لگ وید ۱۳-۳۲-۱۰ تک لگ وید ۲-۲۲-۱۰ تک لگ وید
۱۲-۵۳-۳۰ تک ۱۴-۲۱-۸ تک

عورت کی گھریلو زندگی کا حکم :- وہاں تم سب سے اچھی گھر والی بنو اور شوہر کے گھر میں رہتے ہوئے گھر کے ملازمین پر راج کرو۔ لے عورت شوہر کے گھر میں ماں بن کر نہ گھبراؤ۔ شوہر سے محبت کے رشتے قائم کرو اور بڑھاپے کی عمر تک اپنے گھر میں راج کرو۔ ۱۰۴

عورت کی حیا کے احکامات :- چونکہ برہمن نے عتقین عورت بنایا ہے اس لیے نظریں نیچی رکھو اور پرہیز نہیں۔ اپنے پیروں کو سیٹے ہوئے رکھو۔ ایسا لباس پہنو کہ کوئی تمہارا جسم دیکھ نہ سکے۔ ۱۰۵



وقت فرمت ہے کہاں کام ابھی باقی ہے (اقبال)

۳۰۸۵-۱۰ کے رگ دید

۲۳-۸۵۰۰

14-00000 - 1 - 1

7610010. 40-10 2 2

احادیث اور پُران پیشینگوئیوں کی یکسانیت

مختلف پُرانوں میں لایگ (موجودہ دور) کے خاتمے کے قریب دنیا میں پھیلی براہیوں کی تفصیلات بیان کی گئی ہیں ہم ذیل میں ہری و نش پُران اور وشنو پُران کے کچھ حصے نقل کر کے حدیثوں میں آخری زمانے کے صحت کی پیشین گوئیوں سے اس کا تقابل پیش کر رہے ہیں،

ہری و نش پُران اور وشنو پُران

غیر ضروری ہونے پر بھی لوگ جھوٹے دے کریں گے اور قسمیں کھائیں گے۔

احادیث

حضرت جابرؓ کہتے ہیں کہ رسول کریمؐ کو یہ فرماتے سنا کہ قیامت آنے سے پہلے جھوٹوں کی پیدائش بڑھ جائے گی لہذا ان سے بچ رہنا۔

(مسلم)
حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ آپؐ نے فرمایا جب امانت سمع کی جائے گی تو قیامت کا انتظار کرنا۔ سوال ہوا امانت کیسے تلف ہوگی؟ فرمایا جب حکومت اور سلطنت کا لام نہا لی لوگوں کے سپرد ہو جائے تو قیامت کا انتظار کرنا۔

(بخاری)

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اکرمؐ نے فرمایا جب مالِ قیمتی کو دولت قرار دیا

لایگ میں راجا اپنی عورتوں کے غلام بن کر رہا یا کی حفاظت سے بے پرواہ ہو جائیں گے، بہادروں کا تخت و تاج پر حق نہیں رہے گا۔ حکومت کرنے والے کینوں کا طرز زندگی اپنائیں گے۔ دنیا کے سبھی لوگوں میں چوری کے رجحان میں اضافہ ہوگا۔ ایک دوسرے کا مال ہڑپ کر کے امیر بننا چاہیں گے۔ بچی فطرت والے ہی نہیں اونچے کھلانے والے بھی قرض لے کر ہڑپ کر جائیں گے

اس وقت دولت کی ہی پوجا ہوگی۔
شریف بے وقعت بچے جائیں گے اور کھینوں کو
کوئی ملامت نہیں کرے گا۔

اس ملک کے آخر میں یہی مصلحت نظر آئیں
مے عالم و حرم کو بیچنے والے ہو جائیں گے۔ خواص
اور عام دونوں مذہب کی آڑ میں بے راہ روی
اپنائیں گے۔ سیلک میں عالم اپنی عبادتوں کا
سود اکر لیں گے۔ عورتیں اپنی خوب صورتی
کو بیچنے لگیں گی۔ پوری زمین بدکار عورتوں
سے بھر جائے گی۔ عورتیں غریب شوہر کو
چھوڑ کر دولت سے ہی شادی کریں گی۔
جنسی بے راہ روی کی یہ حالت ہوگی کہ پانچ
یا سات سال کی لڑکی اور آٹھ یا دس سال
تک لڑکوں کی اولادیں ہونے لگیں گی۔ بیخ
لوگ شراب کباب چھوڑنے کا بیان نہ کر کے
صاحب رائے اور صاحب نظر کہلا سکیں گے
لیکن وہ اصل ویدوں کے خلاف زندگی
گزاریں گے۔ عورتوں کی تعداد مردوں
سے زیادہ ہو جائے گی۔

جلانگے..... جب مرد بیوی کی اطاعت کرنے
لگے..... جب قوم و جماعت کے سربراہ اس
قوم و جماعت کے کینے شخص ہونے لگے.....
اور جب آدمی کی تعظیم اس کے شر اور فتنہ کے
ڈر سے کی جانے لگے۔

(ترمذی)
حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ میں نے رسول
کریمؐ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ بلاشبہ قیامت کی
علامتوں میں سے یہ ہے کہ ظلم اٹھایا جائے گا
جہالت کی زیادتی ہو جائے گی۔ زنا کثرت
سے ہونے لگے گا۔ شراب بہت پی جائے
گی۔ مردوں کی تعداد کم ہو جائے گی عورتوں
کی تعداد بڑھ جائے گی یہاں تک کہ نہ پاس
عورتوں کی خبر گیری کرنے والا ایک مرد
ہو گا۔

(متفق علیہ)

ہری پوش پران اور وشنو پران کے یہ مضامین ہم نے ان دونوں پرانوں میں
چندت لکھی رام شرا کی بھی ہوئی تھی مگر یہاں پر نہیں لکھا ہے۔

خوٹے



ویدک دھرم میں کعبہ کی حقیقت

احمد کا ذکر ہو، محمد کا ذکر ہو، آخری علم قرآن کا ذکر ہو اور کعبہ کا ذکر نہ ہو۔ یہ کیسے ممکن ہے؟ ہم پہلے بھی بتا چکے ہیں کہ ہندو قوم کا کعبہ سے بہت گہرا تعلق ہے۔ ان کی مختلف طوائف و عبادات اسی کا مظہر ہیں۔ علامتیں باقی رہ گئی ہیں۔ اصل کعبہ کو یہ بھول گئے۔ ان کے تمام پرانے اہم منار کا قبلا رخ تعبیر ہونا جس کی وجہ انہیں نہیں معلوم) اس کا ایک بہت بڑا ثبوت ہے ویدوں اور پرانوں میں کعبہ کے لیے بہت سے الگ الگ نام ہیں۔ آج بھی بہت سے ہندو خواص اس حقیقت سے واقف ہیں لیکن عوام لاعلم ہیں۔ ویدوں کے منترؤں کے ترجموں کی حالت ایسی ہے کہ ان ترجموں کی مدد سے کعبہ کے بیانات ویدوں میں ثابت کرنا قریب قریب ناممکن ہے۔ اس کے علاوہ ویدوں میں حقیقت کعبہ بہت طویل اور عجیبہ موضوع ہے جس کا حق باقاعدہ ایک پوری کتاب سے ہی ادا ہو سکتا ہے۔ بہر حال کعبہ کے لیے ویدوں اور پرانوں میں جو الفاظ استعمال ہوئے ہیں ان کا تجزیہ ہم ذیل میں پیش کر رہے ہیں جس سے کم از کم یہ ثابت ہو سکے کہ کعبہ کے بیانات مختلف ناموں سے ہندو مذہب کی کتب میں بکثرت موجود ہیں کعبہ کو ویدوں اور پرانوں میں جن ناموں سے پکارا گیا ہے وہ یہ ہیں۔

इलायास्पद

नाभी कसल

दरु काबन

अलाशंढ

प्राची कल

वाण्ड काबन

इलास्पद

नाभा प्रचीन्या

अदि प्रबकर तीर्थ

मन्ते श्वर

अलाशंढ

नाभा प्रचीन्या

अदि प्रबकर तीर्थ

मन्ते श्वर

یہ تمام نام ویدوں اور پرانوں میں ایسے عظیم ترین تیرتھ (مقدس مقام) کے لیے استعمال ہوئے ہیں جس کا محل وقوع معلوم نہیں ہے۔ جی نہیں ایسا نہیں ہے کہ ہزاروں سال قدیم یا قبل از تاریخ ہونے کی وجہ سے اس کا مقام علم میں نہیں رہا۔ ہندو کتب میں بیان کردہ دیگر تمام مقامات اور شخصیات کہ اپنا نیت اور عقیدت کے جذبے کے تحت ہندوستان سے منسوب کر دیا جاتا ہے۔ چاہے ان کی کوئی تاریخی حیثیت نہ ہو۔

شری رام اور شری کرشن کی کوئی تاریخی سند نہیں ہے اس کے کوئی تاریخی ثبوت نہیں ہیں کہ شری رام کا تعلق موجودہ ایودھیا سے تھا اور شری کرشن کی جلے پیدائش موجودہ تھراتھی لیکن ان شخصیات سے ہندو ملامت کی عقیدت ہے کہ ثبوت نہ ہونے کے باوجود ایودھیا اور تھرا کو ان شخصیات کی جلے پیدائش قرار دے دیا گیا۔ پھر اب ایسا کیوں ہے کہ ویدوں اور پرانوں میں بیان کردہ یہ عظیم ترین تیرتھ ہندوستان میں کہیں نہیں تصور کیے جاسکتے؟ اس کا محل وقوع نامعلوم کیوں قرار دیا جاتا ہے۔ آئیے اس تیرتھ کے ان سارے ناموں پر غور کریں۔

الاسپید (इलास्पद) ['ایل' - 'ایلیا' - 'الا' - 'الایا' - 'یسب الفاظ']
 معبود کے معنوں میں سنسکرت زبان اور ویدوں میں استعمال ہوتے ہیں۔ اسی کا ذکر ہم باب نمبر میں کر چکے ہیں۔ 'س' (स) یہاں زائد ہے اور 'پد' (पद) کے معنی ہیں مقام۔ اس طرح 'الاسپد' کے لفظی معنی ہوئے 'مقام الا'۔ سر مونیر ولیم [Sir M. Monier Williams] کی سنسکرت انگلش ڈکشنری میں اس لفظ 'الاسپد' کے آگے لکھا ہے۔ 'Name of Tirth'۔ یعنی یہ ایک تیرتھ کا نام ہے ویدوں کے انگریزی مترجم گرفتہ نے اس کا ترجمہ 'Ila's Place' کیا ہے یعنی 'الائلا کا مقام'۔ انھوں نے 'الا' کسی دیوتا کا نام تصور کیا ہے۔

الایاسپید (इलायास्पद) | یہ لفظ 'الاسپد' کا ہم معنی ہے
 پندت شری رام شرما آچاریہ نے ویدوں کے اپنے ہندی ترجمے میں اس کا ترجمہ
 'पृथ्वी का पवित्र स्थान' کیا ہے یعنی زمین کا مقدس مقام۔

ناکھا پر تھیویا (नाभा पृथिव्या) | ناکھ کے معنی ہیں ناف اور پرتھوی

کے معنی زمین۔ اس طرح ناکھا پر تھیویا کا مطلب ہوا، ناف زمین، تمام مسلمان اس حقیقت سے اچھی طرح واقف ہیں کہ کعبہ کو ناف زمین کہا جاتا ہے۔ اب ایک وید منتر دیکھیے۔ جہاں یہ الفاظ استعمال ہوئے ہیں:

इलापास्त्वा पदे वयं नाभा पृथिव्या अधि

ترجمہ: ہمارا مقام الزناٹ زمین پر ہے۔

اب بتائیے الایاسد کون سا متبرک مقام ہے؟ ویدوں کی اس تعریف کے بعد کیا کوئی

شک باقی رہ جاتا ہے؟

یہ منتر دگ وید کے ۲-۲۹ سطرے کا چوتھا منتر ہے اس کے آگے کے تمام منتروں کا ترجمہ دینا یہاں طوالت کا باعث ہو جائے گا لیکن اسی سلسلہ میں گیارہویں منتر کا ترجمہ اس کو بالکل واضح کر دیتا ہے کہ یہ کعبہ ہی کا بیان تھا۔ کیوں کہ گیارہواں منتر رسول اکرمؐ سے متعلق ہے۔ دگ وید ۲-۲۹ میں کہا گیا ہے کہ:

”جب اگنی (راحمہ) جسمانی شکل میں ظاہر ہوتے ہیں تب وہ اُسُرد بعد میں آنے والے اور نراشنس (محمدؐ) کہلاتے ہیں۔“

آئیے اب باقی آئمہ الفاظ پر غور کریں۔

ناکھی مکمل (नाभि कमल) | پدم پان میں کہا گیا ہے یہ وہ تیرتھ ہے جہاں سے سرشٹی (सृष्टि) یعنی مخلوق

کی پیدائش کا آغاز ہوا۔

قرآن شریف میں ہے کہ پہلا گھر بنی نوح فسان کے لیے بنایا گیا مکہ میں ہے۔ ۱۷ اور تخلیق کائنات کے مرحلوں میں کعبہ کی پیدائش کے بارے میں بھی حدیث سے معلوم ہوتا ہے:

”حضرت عبداللہ بن عمرؓ۔ مجاہدؓ۔ قتادہؓ اور سدیؓ نے فرمایا کہ آسمان و زمین کی پیدائش کے زمانے میں پانی کی سطح سے سب سے اول کعبہ کا مقام نمودار ہوا۔ شروع میں یہ سفید

جنگ تھے جو مجھ ہو گئے تھے۔ پھر اس کے بعد زمین اس کے نیچے سے پھیلانی گئی۔ ۱۔
 نامی کمل کی ناسجا پر تھیویا سے لفظی مناسبت پر غور کیجئے اور پدم پران میں دی
 گئی اس کی تعریف پر غور کیجئے کیا یہ کعبہ کے سوا کچھ اور ہو سکتا ہے؟

ہری ونش پران (हरिवंश पुराण) میں نامی کمل کا بیان دیکھئے۔ جلاکار
 یہاں کچھ دیوالائی رنگ آگیا ہے۔ لیکن حقیقت کو آب اس قصہ میں سے براسانی نکال سکیں
 گئے۔

نیکرگان نے مخلوق کو پیدا کرنے کے ارادے سے اس کمل کو بنا کر اس کے اوپر سب سے
 بڑے عبادت گزار تمام جانداروں کے خالق برہما جی کو مقدر کر دیا۔ اس میں پوری زمین کی صفات
 پائی جاتی تھیں۔ اس برہما جی کا تحت زمین ہی تھی۔ اس زمین کے دم سے نکلنے والی
 کوئیلیں پہاڑوں میں تبدیل ہوئیں۔ ان پہاڑوں کا درمیانی حصہ ہی جمبودیپ (जम्बूद्वीप)
 ہے۔ ۲۔ بڑی عبادتوں کا مرکز اور عمل کرنے کی زمین اس نامی کمل کی جو چکر دیاں ہیں ان میں
 ہی زمین کے اندرونی حصے کے پہاڑ اودد جاتیں سمجھنا چاہیئے۔ ایسا مقام ہے جسے سمجھنا
 بے حد مشکل ہے جو غیر آریہ قوم سے بھر رہا ہے۔ کمل کے نیچے شیطانوں کے لیے پاتال۔ اس کے سب
 نیچے لڑک (ردوخ) نامی کمل کے چاروں طرف جو کیسرتھے انہی کو ایکٹا کا مرکز کہا جاتا ہے۔
 اودد اس کے چاروں طرف پایا جانے والا پانی رزمزم، کو چار سمتوں پر کہا گیا ہے۔ زبردست
 علوم کے مالک پرانے مہارشیوں نے اسی طرح بتلایا ہے انکایہ نامی کمل ہی دنیا کی پیدائش کی
 جڑ ہوتا ہے۔ اسی نامی کمل سے پہاڑ، ندی اور دنیا کے مختلف خطے پھیلے تھے۔ ۳۔
 (ہندی سے اردو ترجمہ میں مین القوسین الفاظ ہمارے ہیں)

۱۔ صرف کعبہ میں ۵۔ رہبر فاروقی۔ بحوالہ تفسیر موابہ الرحمن مولانا امیر علی جلد ۳ ص ۱۵
 ۲۔ جمبودیپ سے سج (سج) + آب (آب) + دویپ (द्वीप) (دوہ)

یعنی ۳۔ جیون + پانی + جزیرہ
 یعنی ۴۔ ایسا پانی جہاں سے جیون شروع ہوا
 یعنی ۵۔ کعبہ

۳۔ (ص ۲۹۹ تا ۵۰۱) ہری ونش پران جہاں ۲۔ پنڈت شری رام شرما آچاریہ

ادیشکر تیرتھ (आदि पुष्कर तीर्थ) | لفظی معنی میں پرورش کرنے والے کا سب سے قدیم تیرتھ۔ یہ بھی پدم پران میں نام لکھا ہے۔

کے لیے استعمال ہوا ہے۔

”جو دل میں بھی پشکر تیرتھ کی خدمت کی خواہش کرتا ہے اس کے تمام گناہ واصل جاتے ہیں..... جو پشکر تیرتھ کی یا تراکرتا ہے وہ لافانی ثواب کا حقدار ہوتا ہے۔ ایسا میں نے سنا ہے..... سب تیرتھوں میں پشکر ہی قدیم ترین تیرتھ بتایا گیا ہے۔ قدیم پشکر جا کر اشان کرنے سے نجات حاصل ہوتی ہے۔ لے

جہاں اشان کرنے کا ذکر آیا ہے یہ زمرہ کا تذکرہ معلوم ہوتا ہے اس سے قبل ص ۹۵ پر کہا گیا ہے کہ یہ رشیوں کا خفیہ ترین راز ہے۔“

سکرت میں ’دار‘ کے معنی ہیں بیوی اور داروکابن (दारु काबन)

”حناکے ۱۲ ویں باب میں کعبہ کو عورت کہا گیا ہے اور مکہ کو قرآن میں امّ القرائن یعنی بستیوں کی ماں کہا گیا ہے اور عرب کو جنگل کہا جاتا ہے اس پیچیدہ تفصیل کو چھوڑتے ہوئے کہ کس طرح داروکابن کا مطلب کعبہ ہوتا ہے۔ آپ براہ راست داروکابن کے دکنشری میں معنی دیکھیں۔ ”مانندہ و شال شہ ساگر“ میں اس لفظ کے آگے جو معنی لکھے ہیں وہ یہ ہیں:

”ایک آئینہ (جنگل) کا نام جسے تیرتھ سمجھا جاتا ہے۔“

یہ لفظ جس وید منتر میں استعمال ہوا ہے اس کا ترجمہ دیکھ لیجئے۔

”اے پوجا کرنے والے دھرمیش میں ساحل سمندر کے قریب جو داروکابن ہے وہ انسان کا بنایا ہوا نہیں ہے اس میں عبادت کر کے ان کی مہربانی سے جنت میں پہنچو۔“ لے وید منتر خود بتا رہا ہے کہ ”داروکابن“ کہاں ہے۔

لے پدم پران نمبر اکتوبر ۱۹۴۳ء ص ۹۶ مہیان گوردھ پور

ش (رنگ پد ۱۰-۱۵۵-۳)

مکتیشور (مکتेश्वर) | مکتہ کے اس تیرتہ کو 'داؤد' کہہ کر اس کے بارے

میں لکھا ہے کہ یہ تیرتہ اس ویش میں نہیں ہے۔

(Sir M. Monier Williams) مونیر کی سنسکرت انجیلش ڈکشنری سے ایک

لفظ کے معنی دیکھ لینا کافی ہوں گے۔

मख (मक) → The City Of Mecca, Yagya.

یعنی مکتہ شہر، قربانی کی جگہ،

مکتیشور کا مطلب ہوا 'خدا کا مکتہ' یا خدا کے لیے قربانی کی جگہ۔

کچھ مثالیں یوں جن کی مختصر تفصیل مہنے بیان کی۔ ان کے علاوہ بھی مختلف مقامات

پر کعبہ کے لیے مختلف نام آتے ہیں مثلاً 'سیتا'، 'مندار' اور 'کچہ' (मन्दार वृक्ष)۔ جمہوریہ

(अब्द द्वीप) وغیرہ۔



یہ دور اپنے زراعت کی تلاش میں ہے
منہ کردہ ہے جہاں لا الہ الا اللہ
اقبالہ



شری رام کرشن کون تھے؟ وید بتاتے ہیں

اصل حقیقت کی تلاش ضروری ہے | ویدوں کو پڑھیے اور رامائن و مہابھارت کا مطالعہ کیجیے تو حیرت ہوتی ہے کسی طرح یقین نہیں آتا کہ یہ سب ایک ہی مذہب سے متعلق چیزیں ہیں بشری رام اور شری کرشن پر بنے ہوئے دیگر قصوں کا ذخیرہ نہ ہی کیا کریں۔

شری رام اور شری کرشن کی شخصیتوں سے اتنے افسانے منسوب ہیں کہ امام حقیقت پسند ہندو کو انھیں تسلیم کرنے میں زبردست پس و پیش ہے اس کے باوجود وہ ان ناقابل فہم شخصیتوں سے دستبردار ہونے کو تیار نہیں ہیں۔ قرآن اور سنت کی روشنی میں ویدوں کے مطالعہ سے اگر ہندو دھرم کے موجودہ رائج عقیدوں کو ان کے اصل دینِ قیم پر لایا جاسکتا ہے تو یہ بھی بے حد ضروری ہے کہ ان غیر ویدک قصوں کی اصل حقیقتوں کو ہم تلاش کرنے کی کوشش کریں کیوں کہ عقائد درست ہونے کے بعد اگر ان کو اپنی مقدس شخصیات کو چھوڑنا نہ پڑے تو انھیں اس صحیح دین پر واپس آنے میں کوئی تامل نہ رہے گا جسے (منو) حضرت نوحؑ نے ان کے سامنے پیش کیا تھا اور جو ہر نبی اپنی امت کے سامنے پیش کرتا آیا ہے اور آخر میں جسے حضرت محمدؐ نے دنیا کے سامنے پیش کیا۔ کیا آپ مسایلوں سے حضرت عیسیٰؑ کو چھوڑ دینے کی بات کر سکتے ہیں؟ ہرگز نہیں بلکہ حضرت عیسیٰؑ کے بارے میں ان کے عقیدے کی درستگی ہی کی کوشش کریں گے اور انھیں بتائیں گے کہ حضرت عیسیٰؑ

کو تو ہم بھی اپنا رسول مانتے ہیں اگر یہی صورت حال ملن مقدس ہستیوں کے ساتھ بھی ہو، اور تحقیق کرنے کے بعد ہم ہندو قوم کو بتا سکیں کہ ان مقدس شخصیات پر تو ہمارا بھی ایمان ہے لیکن اس شکل میں نہیں کہ ان کے ساتھ طرح طرح کی غلطیاں منسوب کی جائیں تو یہ تبلیغ دین کے مشن کی کتنی بڑی خدمت ہوگی۔ آپ کی نظر سے پہلے ہی گذر چکا ہے کہ ہمارے اسلاف میں سے بہت سے حضرات ان ہستیوں کے نبی ہونے کے امکان سے انکار نہیں کرتے تھے۔ اوصان کے نام کی بے ادبی کی اجانت نہیں دیتے تھے۔ آج بھی ہمارے بہت سے علماء کا یہی مسلک ہے لیکن کوئی واضح تصور ان شخصیتوں کے متبرک ہونے کا ہمارے پاس نہیں ہے۔ کیونکہ آج تک ہم نے انھیں اسی روشنی میں دیکھا ہے جس میں ہندو قوم نے انھیں ہمارے سامنے پیش کیا ہے۔

ہندو ذہن کی کشمکش | ہندو ذہن کے اقرار اور انکار کی درمیانی کیفیت کا اندازہ گاندھی جی کی تحریر سے لگائیں۔ دیکھتے ہیں

رامائن اور مہابھارت میں ہر عظیم شخصیت کو جو کچھ کہا گیا ہے سب کو میں لفظ بہ لفظ نہیں تسلیم کرتا ہوں۔ ان میں حتمی انداز میں ضروری اصولوں کا بیان ملتا ہے۔ میں رام اور کرشن کو ایسا نہیں مانتا ہوں کہ ان سے کبھی غلطی نہیں ہو سکتی۔ جیسا کہ دونوں تعالٰیٰ میں ان کی سیرت ملتی ہے۔ ان کو حرف بہ حرف تسلیم کرنے سے ہمارا دم گھٹنے لگے گا اور ہر طرح کی ترقی رُک جائے گی۔

دیکھا آپ نے۔ چھوڑ بھی نہیں سکتے اور اس شکل میں تسلیم بھی کرنے میں ہچکچاہٹ ہے جس شکل میں پیش کیا گیا ہے۔ دراصل کوئی معیار نہیں جس پر پرکھ کر صحیح اور غلط کو الگ کر سکیں۔ وہ معیار تو صرف آخری اور غیر تبدیل شدہ دین ہی ہو سکتا ہے لیکن اس کی روشنی

(بیتہ حاشیہ صفحہ گزشتہ) نے شری راجم اور شری کرشن کی اصل حقیقتیں سمجھنے کے لیے ایک پوری کتاب کی ضرورت ہے۔ جو وہ کتاب میں ہم صرف چند صفحات میں کچھ ضروری چیزیں پیش کر رہے ہیں۔ ان صفحات کے کچھ حصے اگر تشریح رہ گئے ہوں تو ہم معذرت خواہ ہیں۔ لے اپنا اور ستیہ، مرثیہ، شری رام ناتھ سمن ص ۱۱

میں کسی نے سمجھنے کی کوشش نہیں کی۔ خیر اور دیکھئے :

”تلسی داس جی نے رام کے منہ میں کتنی ہی باتیں ڈالی ہیں جن کا مطلب میں نہیں سمجھتا ہالی سے متعلق سارا بیان ایسا ہے۔“ ۱۷

”گیتا تاریخی گرتھ نہیں ہے لیکن مادی زندگی میں چھڑی جنگ کے ماحول میں ہر انسان کے دل میں لگتا رہنے والی کشمکش کا ہی اس میں بیان ہے..... مہا بھارت پڑھنے کے بعد میرا یہ خیال اور پختہ ہو گیا..... مہا بھارت کو میں لفظی معنوں میں تاریخی نہیں مانتا۔ ویاس بھگوان نے اس کا استعمال صرف دھرم کا درشن کرانے کے لیے ہی کیا ہے۔... گیتا کے کرشن خیالی ہیں۔ میرا مطلب کرشن نام کے آثار سے گئے انسان کا انکار کرنا نہیں ہے۔ میں صرف یہ کہنا چاہتا ہوں کہ مکمل ریشالی، کرشن تصوراتی ہیں۔ مکمل اوتار کا انتساب ان پر بعد میں ہوا ہے۔“ ۱۸

مزید لکھتے ہیں :

”شاسنوں (مذہبی کتابوں) کے وہ معنی جو حق کے خلاف ہوں صحیح نہیں ہو سکتے۔ دھرم گرتھوں کے نام پر جو کچھ چھپتا ہے اس میں سبھی کو کلام الہی نہیں سمجھنا چاہیے۔“ ۱۹

شری رام اور شری کرشن کے زمانے | بعد آئیے دیکھیں کہ شری رام اور

شری کرشن کے زمانے کے سلسلے میں بند گردیتھ کیا کہتے ہیں۔ بتایا گیا ہے کہ شری رام تریاگی میں پیدا ہوئے تھے اور شری کرشن دواپر میں۔ اب پہلے تریا اور دواپر کو سمجھیے۔ ہندوؤں کے اعتقاد کے مطابق زمانے چار ہیں۔ سب سے پہلے ست یوگ تھا۔ جب حق ہی حق تھا۔

۱۷ اہنسا اور ستیہ، مرتبہ : شری رام ناتھ سمن ص ۱۷

۱۸ ہر یجن ۸ نومبر ۱۹۵۸ء ص ۱۴-۱۵-۱۶۔ اناکستی یوگ، گاندھی جی کا ترجمہ گیتا ص ۱۴-۱۵-۱۶

۱۹ اہنسا اور ستیہ، مرتبہ : شری رام ناتھ سمن ص ۳

۲۰ استروپوں کی سمیائیں، گاندھی جی، بحوالہ ہر یجن ۸ نومبر ۱۹۵۸ء

اس کے بعد منزل آمارہا۔ اگلا زمانہ تریاٹیک کہلاتا ہے۔ اس کے خاتمہ کے بعد دو اپریگ شروع ہوا اور دو اپریگ ختم ہونے کے بعد موجودہ کل ٹیک کا دور شروع ہوا۔ کل ٹیک پھر جب ختم ہو جائے گا تو دوبارہ ست ٹیک آئے گا۔ ان سارے ٹیکوں میں کل ٹیک سب سے جھوٹا ہے جو متفرق بیانات کے مطابق حضرت نوحؑ کے سیلاب یا اس سے قبل سے شروع ہوا تھا اور ابھی جاری ہے۔ باقی سب ٹیک لاکھوں سال کے ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ ہمارے عقیدہ کے مطابق جب سے زمین پر ہندوستانی زندگی کی شروعات ہوئی۔ ہندو عقیدے کے مطابق دو اپریگ سے پہلے اور تریاٹیک اس سے بھی پہلے اور ست ٹیک ان سب سے پہلے لاکھوں سال یا کروڑوں سال پر پھیلے ہوئے زمانے ہیں۔ انہیں زمانوں میں شری رام اور شری کرشن کا وجود مانا جاتا ہے جسے اگر ہم صحیح تسلیم کریں تو ہمارے عقیدے کے مطابق یہ بات بالکل واضح ہے کہ یہ شخصیات انسانی جنموں کے دور سے پہلے کی ہیں۔ انسانی جسم کے دور سے پہلے لاکھوں سال پر پھیلے ہوئے سلسلے کی روایات ہمارے یہاں بھی ملتی ہیں۔ اس وقت زمین پر جنموں کا راج تھا اور ان میں بھی بہت سے رسول آئے۔ خبر یہ ایک الگ موضوع ہے لیکن یہ واضح ہے کہ شری رام اور شری کرشن کا وجود اگر تھا تو یہ اس زمین پر انسانی جسم سے پہلے کی بات ہے۔ ہم جانتے ہیں کہ رینیا کی اکثر دیوتاؤں کے پیچھے حقیقت احمدی کا گڑا ہوا تصور ہے۔ کہیں ان قصوں کا تعلق بھی اسی سے تو نہیں؟ پہلے شری رام کو لیں۔

شری رام کی کہانیاں تمام دنیا میں | آج ایک عام تصویر یہ ہے کہ شری رام کی عزت یا پرستش صرف ہندوستان میں ہوتی ہے۔ جی نہیں۔ رام کی دیوتا میں دنیا بھر میں پھیلی ہوئی ہیں۔

ہ جاوا میں دشنو کے اقدار رام کے لیے اتنی عقیدت تھی کہ انہیں وہ غیر ملکی نہیں مانتے تھے بلکہ وہ رام کی جائے پیدائش جاوا ہی مانتے تھے۔ رام کتھا کا پرچار وہاں گھر گھر میں تھا۔ تھی تھی لینڈ کے سرائوں کا رام لقب۔ قدیم راجدھانی کا الودھیا نام اور متعدد دکانوں

۱۔ مہاترہ ہادگیان جلد ۱ پنڈت شری رام شرما منہ

سرگوں اور ٹولوں کے رانائن کے کرداروں پر نام، اداکاری اور ڈراموں میں رام کے موضوع کی مقبولیت سے صاف ظاہر ہے کہ رام کتنا خفائی تہذیب کی ایک جیتی جاگتی اور مقبول روایت ہے۔ ۱۰

’اندونیشیا میں بھی رام کلچر ملتا ہے۔ ملیشیا اسلامی ملک ہے لیکن رام کتنا کے بغیر وہاں کے باشندوں کا کوئی کام پورا نہیں ہوتا۔ سلطان کے القاب میں سے ایک لقب ہے سری پاڈا کا (سیرپاڈا کا) جس کا مطلب ہے جیسے بحرت رام کے نمائندے کی شکل میں اودھیا میں کام کرتے تھے اس طرح ملیشیا کے سلطان رام کے نمائندے ہیں۔ تھائی لینڈ کے موجودہ نریش کا لقب رام ہے۔ وہاں کے مشہور زمانہ مندر ’ایمرالد بڈھا (Emerald Budha) کی واث (گیلری) میں پوری رانائن ویلووں پر لکھی ہے۔۔۔۔۔ اندونیشیا سمیت ان سبھی ملکوں میں رانائن کا پانچ باقاعدہ طریقے سے پوتا ہے اور یہ کسی مذہب کے لیے خاص نہیں ہے۔ جزیرہ ہالی کا عیسائی معلم عیسائی منترؤں کے ساتھ رانائن کا مطالعہ بھی کرتا ہے۔ ملیشیا کے مسلمانوں کے نکاح کے موقع پر جب تک رانائن کا کوئی سین نہیں کھیلایا جاتا تب تک شادی کی رسومات پوری نہیں مانی جاتیں۔ ۱۱

’اس مضمون کا مقصد اردو دال، اصحاب کو مسٹر ملاوی دیکھا ستام، سابق وائس پرنسپل گورنمنٹ ٹریننگ کالج، راج مہندری، دکن کی ایک تصنیف سے متعارف کرانا ہے۔ جس کا نام ہے ’رام مہر کافرؤن ہے‘۔

یہ نسبت حیرت خیز معلوم ہوتی ہے لیکن مطالعہ کے بعد استہزاء و استعجاب سے بدل جاتا ہے۔ ۱۲

مندرجہ بالا تحریروں پر کسی کو حیرت نہ ہو۔ تبلیغی جماعت کے ساتھ آنے والے ملیشیا کے

۱۰ ڈاکٹر شیو پرشاد سنگھ۔ دھرم ٹیک، سہ ماہی اپریل ۱۹۷۶ء (ص ۸)

۱۱ ڈاکٹر شیو پرشاد سنگھ۔ نویت ہندی ڈائجسٹ۔ جون ۱۹۶۸ء (ص ۸۵-۸۶)

۱۲ معارف جلد ۳ جنوری تا جون ۱۹۳۷ء از: سید سلیمان ندوی (ص ۱۰۶)

ایک فوجان سے ہم نے انڈونیشیا اور ملیشیا کے بارے میں مندرجہ بالا کی تحقیق کی تو انہوں نے زیادہ تر کی تصدیق کی۔ تھائی لینڈ کی راجدھانی بنکاک کا نام تو ابھی کچھ عرصہ پہلے تک ایو سیاتھا اور مصر کے دیوتاؤں کے نام 'رام' ہمیں بکثرت ملتے ہیں مقامات اور زبانوں کے تلفظ سے 'را اور رام' میں کوئی فرق نہیں معلوم ہوتا کیوں کہ سنسکرت میں 'م' آخر میں زائد ہوتا ہے۔ ویدوں میں رام کو 'را' کی طرح ہی لکھا گیا ہے۔ (۱۲) اور پرہادی نام کی آواز دیتی ہے۔

رام چندر جی کی پیدائش سے پہلے بھی رام کتھا تھی | رامائن کے خالق بال میل کے ہی بیان

سے لگتا ہے انہوں نے رام کا تعارف نازد کے ذریعہ حاصل کیا یعنی بال میل سے پہلے بھی رام کی کتھا چلی آرہی تھی۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ رام چندر جی کی پیدائش سے پہلے یہ قصے موجود تھے یعنی یہ واقعات اگر سچ کچھ بھی مڑنا ہوئے ہوں تو ان واقعات کے وقوع سے پہلے ہی ان کے قصے موجود تھے۔ دوسرے الفاظ میں یوں کہہ سکتے ہیں کہ یہ مستقبل کی کچھ خبریں تھیں جو دی گئی تھیں۔ کیا یہ حقیقت احمدی پر بنے بنائے قصہ کی بگڑی ہوئی شکل ہے جو مستقبل کی خبر کی حیثیت رکھتا تھا لیکن اس کو گزرے ہوئے واقعات سمجھ کر کتابیں لکھ لی گئیں۔ آئیے آگے غور کریں۔

وید راز کھولتے ہیں | ڈاکٹر شیو پرشاد سنگھ دھرم گیک میں لکھتے ہیں :

وید میں اس لفظ رام، کامرت ایک مرتبہ استعمال ہوا ہے۔ وہ بھی جاہ و جلال والی معزز ہستیوں کے ضمن میں۔ جس سے یہ تو پتہ چلتا ہے کہ وہ کوئی راجا تھے لیکن ان سے رامائن کی کہانی کا کوئی تعلق نہیں ہوتا۔ ۱۷

جس کہ رام چترانس میں جو کہ غیر زیدک لڑچر میں ہندوؤں کی سب سے مستند کتاب مانی جاتی ہے یہ کہا گیا ہے کہ :

ویدوں میں رام کو تینوں جہانوں کا گرو کہا گیا ہے۔ ویدوں نے تری رام چندر جی کے سند بنام صفات اخلاق اور اعمال سمجھیے گئی بتائے ہیں : ۱۸

دھرم گیک ۱۲ اپریل ۱۹۷۹ء ۱۷ رام چترانس میں کامرت بنو پرشاد پوت دار گیا پریس گوکھنپور۔ ۱۸

اگر مندرجہ بالا دونوں بیانات کو صحیح تسلیم کر لیا جائے تو صاف ظاہر ہے کہ ویدوں میں رام کا نام ایک مرتبہ 'رام' لفظ کے ساتھ آیا ہو گا باقی دوسرے مقامات پر انصیں کچھ اور کہا گیا ہو گا۔
 تینوں جہازوں کا لفظ بھی حقیقت احمدی کے نظریہ کو آگے بڑھاتا محسوس ہوتا ہے یعنی احمد محمدؑ اور مقام محمود پر فائز ہونے کے بعد محمود۔

بہر حال جب وید متروں میں ہم نے رام کو دیکھا تو رامائن کی کہانی کے بجائے ہمیں کیا ملا وہ آپ بھی دیکھیں۔

प्र तद् दुशीमे पृथवाने वेने प्ररामे वोचमसुरे मध्वत्सु।

اب اس کا لفظ بلفظ ترجمہ دیکھیے :۔

تद् = तत - وہ اُس (و)۔

दुशीमे - दु:खी (د)۔

पृथवाने - زمین میں (و)۔

वेने - نانت سے متعلق (م)۔

प्रराम - پروردگار رام یا پرلک کا رام یعنی روحانی رام۔

वोचम - بیان کروں (و)۔

सुर - رشی (ن)۔

मध्व - ایک جبریا کا نام جہاں غیر آریہ دلچھے رہتے تھے (ن) یعنی مکر۔

वत्सु - بیٹا، سہوت (ن)۔

لے دیکھ دیے ۱۴-۹۳-۱۰ سے ترجمہ میں ہم نے تین مقامات سے مدد لی ہے۔ نانندہ و شال شند ساگر (ن) ۱
 سر نویر سنکرت انگلش ڈکشنری (م) اور ویدوں کا آریہ سماجی ترجمہ (و)۔ ہر لفظ کے ترجمہ کے آگے ہم نے
 مندرجہ بالا تینوں کتابوں کے محقق لکھے ہیں۔ یہی ناگر یہ مسلم ہے کہ کس لفظ کا ترجمہ ہم نے نہیں کیا۔ یہاں تینوں
 کتابوں کے لیے ہم نے بالترتیب (ن)، (م) اور (و) کے محقق استعمال کیے ہیں۔

۱۔ مध्व سے مراد مکر ہے۔ اس لیے یہ لفظ اس متر کے ترجمہ میں اس مقام کا نائب زمین پر رہنا چاہیے۔

۲۔ मस (م)۔ اس لفظ سے مراد لفظ 'मस' جس کی ایک شکل 'मस' ہے۔

یہ تھے اس منتر کے ہر لفظ کے الگ الگ معنی۔ پورے منتر کا ترجمہ یوں ہوا۔

”(میں) اُس ناقابلِ شکست ریشماخت زمین کو کے ثبوت روحانی شخصیتِ رام کا بیان کروں،

کہا نہیں بتانا پڑے گا کہ اُس وید منتر میں رام کسے کہا گیا ہے؟ اور کیا یہ بھی بتانا پڑے گا کہ اکثر ویدوں کے ترجمے میں رام لفظ کا ترجمہ ہی رام نہیں کیا جا رہا ہے اور منتر کے دیگر الفاظ سے بھی دیگر معنی مراد لیے جا رہے ہیں۔

گرنفعہ نے مندرجہ بالا منتر کے بارے میں لکھا ہے کہ یہ بہت اہم اور پراسرار منتر ہے۔

خود رام کے نام سے پوچھیے | اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ دنیا کے مختلف خطوں میں جہاں جہاں آریں پھیلے، ’رام‘ کے نام

سے کہانیاں کیوں پھیلیں؟ جاوا، انڈونیشیا، ملیشیا اور تھائی لینڈ وغیرہ میں بدھ مت کے ماننے والوں کی آبادیاں تھیں۔ ظاہر ہے کہ ان کا تعلق ہندوستان سے ہوگا لیکن لفظ ’رام‘ پھر بھی غور طلب ہے۔ ویدوں میں ’احمد‘ لفظ بھی آیا ہے۔ ’محمد‘ کے لیے بامعنی لفظ ’اشنس‘ استعمال ہوا ہے کیا رام کے بھی کچھ معنی ہیں؟ نالندہ و شمال شبد ساگر (دکھتری) کے مطابق رام کے جو مختلف معنی ہیں وہ یہ ہیں:۔ ایشور۔ گھوڑا تین کی تعداد۔ واجارام چند رجبی کا نام۔

آئیے ان سب پر غور کریں:

ایشور _____ ایشور تو واضح ہے کہین.....

گھوڑا، _____ گھوڑے کی تشریح بہت پیچیدہ ہے۔ آسان زبان

میں اتنا سمجھ لیں کہ اس لفظ کا تعلق حقیقتِ احمدی سے ہر مذہب میں ہے۔

مثلاً قرآن شریف میں سورہ انفال کی آیت ”میں دشمن سے مقابلے کی تیاری کے لیے

ثبوت“ اور ”گھوڑے سے تیاری کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ پچھلے دور میں تو آیت کا مطلب

واضح تھا لیکن موجودہ دور میں اس آیت کا کیا مطلب ہے؟ گھوڑے آج کی جنگ میں استعمال

نہیں ہوتے۔ قرآن شریف اپنے عمومی انداز بیان میں اگر صرف ”ثبوت“ سے تیاری کرنے

کا حکم دیتا تو لڑائی کا تمام ساز و سامان اس لفظ کے مفہوم میں شامل ہو جاتا۔ پچھلے دور میں گھوڑے

اور موجودہ دور میں دوسرے ذرائع 'قوت' کے مفہوم میں ہی آجاتے۔ پھر الگ سے 'گھوڑے' کا لفظ بھی تیاری میں کیوں استعمال فرمایا۔ جس کی افادیت مرن پچھلے دور میں تھی آج کے دور میں نہیں ہے۔ کئی ممتاز مفسرین کلام اللہ کی اس آیت پر رز کے ہیں اور گھوڑے کے مفہوم پر غور کرنے کی کوشش کی ہے۔ کیا گھوڑے سے مراد کوئی اور قوت بھی ہے؟

قرآن عزیز کے الفاظ سے مختلف زمانوں میں مختلف مفہوم اخذ کیے جانے پر ممکن ہے کچھ حضرات کو اتفاق نہ ہو۔ موجودہ دور میں تدریسی القرآن کا دروازہ بالکل بند ہو جانے سے ایسا جود پیدا ہو گیا ہے کہ قرآن کے مفہام کو کبھی جامد سمجھا جانے لگا ہے۔ اور یہ غلط فہمی پیدا ہونے لگی ہے کہ اس کے تمام رموز و اسرار گھولنے کا حق ادا ہو چکا۔ ہزار سی تفاسیر کے ذخیروں میں سب سے آخری تفسیر بھی پچاس سال سے زیادہ پرانی ہو گئی جبکہ مادی ترقی کی رفتار آج اتنی تیز ہے، جتنی کبھی نہ تھی۔ اگر جلد ہی امت میں ایسے افراد سامنے نہ آسکے جو جدید علوم سے واقفیت رکھنے کے ساتھ ساتھ قرآن فہمی کے اہل ہوں تو وہ وقت بالکل سر پر ہے جب قرآن پر فرسودہ (Out of date) ہونے کا الزام آجائے گا۔ یہ موضوع ایک پوری کتاب کا متحمل ہے جس کی یہاں گنجائش نہیں ہے۔ صرف ایک مثال حاضر ہے۔

ترجمہ: 'اور وہ (ہی) اجانتا ہے کہ رحموں میں کیسے...' (سورہ لقمان: ۳۴)

کسی دور میں آیت کے اس حصے کے مفہوم میں یہ بھی شامل کیا جاتا تھا کہ رحم ماد میں لڑکا ہے یا لڑکی، اس کا علم اللہ کے سوا کسی کو نہیں ہے۔ پھر اس مفہوم میں تبدیلی کی گئی اور یہ کہا گیا کہ لفظ قرار پانے کے بعد جب تک بچے کی شکل نہ بن جائے اس وقت تک اس کی جنس کا علم اللہ کے سوا کسی کو نہیں ہوتا۔ نیز یہ کہ بچے کی عادت و اطوار اور خصائل کیا ہوں گے، یہ صرف اللہ کے علم میں ہے اور یہ بھی کہ نطفہ کب قرار پائے گا اور بچہ کب پیدا ہوگا۔ صحیح الاعضاء اور صحیح الذیاع ہوگا یا نہیں، یہ بھی اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا؛ لیکن آج اس مفہوم کو کبھی چھوڑنا پڑے گا اور قرآن کے انہیں الفاظ کے کچھ اور مفہوم متعین کرنا ہوں گے!

مضغی خلیوں (Sex Cells) کے بغیر بدن کے کسی بھی حصے کے خلیے سے

اپنی منشاء کے مطابق خصائل والے افراد پیدا کرنے کی کوشش جاری ہے اور میڈیک میں کامیابی ہو چکی ہے۔ برصغیر کے مطابق لڑکا یا لڑکی پیدا کرنا انسانی دسترس میں ہے۔ زوہر مشہد کوٹلی کے ایک اسپتال میں ایک بانجھ عورت سے وہ تاریخی ولادت ہوئی جس میں بچہ لڑکی ہونا استقرار حمل سے پہلے ہی طے کر لیا گیا تھا۔ یہ عمل کروموزوم ڈٹمکو چھانٹ لینے کی وجہ سے ممکن ہوا۔ پیدائش کا وقت مقرر کرنا اب عام کمالات ہے۔ ۹۔ ۱۰

یہ کلام الہی کا اعجاز ہے کہ وہی الفاظ بدلنے والے زمانہ کی ترقی کا ساتھ ہر دور میں دیتے ہیں۔ الفاظ تبدیل نہیں ہوتے ان کے مفہوم تبدیل ہوتے ہیں۔ بہر حال بات گھوڑے کی چل رہی تھی۔ بائبل میں متعدد مقامات پر احمد کے سفید گھوڑے (White horse) پر سوار ہونے کا ذکر ہے۔ مثلاً مکاشفات یوحنا میں ہندو مذہب میں تو اشومیدہ [Ashvamedha] بے حد پر اسرار چیز ہے جسے کج حکم کوئی مامول نہیں کر سکتا ہے۔ جگہ جگہ اشومیدہ کو ہی اس قوم کی اصلاح اور نجات کا ذریعہ بتایا ہے اور یہ بھی بتایا گیا ہے کہ اشومیدہ کے ذریعہ نکلے گی یعنی وجہ دور میں فلاح پائیں گے (اشومعنی گھوڑا اور میدہ معنی قربانی)۔ یہ بھی نظر میں رکھیں کہ سنسکرت میں گھوڑے کے لیے لفظ عرب (Arb) بھی استعمال ہوتا ہے۔ عرب کے معنی ہیں گھوڑا۔ ملک عرب اور اندر راجہ کا ایک نام ہے۔ یہ حال میں پہلو کو اسی جگہ پھرتے ہوئے کیونکہ یہاں تائیں کے بدلے محققین اور اہل علم کے ہی سمجھ سکے گا موضوع ہے۔ ہم رام کے اگلے معنوں پر آتے ہیں۔

تین کی گنتی — حضرت احمد جیسے کے تین دور یا تین حیثیتیں ہونا تھیں۔ یہ ہم جانتے ہیں جسلمانی دور سے قبل احمد۔ اس دنیا میں محمد اور وفات کے بعد مقام محمود پر فائز ہو کر محمود۔ اس طرح رام وہ لفظ ہے جس کے معنوں میں بیک وقت انشاء اور احمد دونوں شامل ہیں۔ بالکل گئی کی طرح اور آگنی ہی کے بیان میں ویدوں میں رام کا استعمال ہوا ہے۔ یہ لفظ الہی کا اجلا ہے کہ ایک ہی لفظ کے تمام معنی ایک ہی حقیقت کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔

۱۱۔ اسلام اور ملتعلیٰ زندگی۔ ڈاکٹر جی اے جیل۔ ڈک محل پبلیکیشنز مظفر نگر۔ ص ۱۳-۱۴

۱۲۔ مکاشفات یوحنا (۱۹-۵) ۱۳۔ ناتندہ و شال شبد سنگر

راماین کاراز

یہ تو مثنوی شری رام کی تشریح۔ اب دیکھئے ان کے پیدا ہونے کا مقام ایودھیا بتایا گیا۔ سیتا کو ان سے منسوب کیا گیا۔ رامائن ان کی حقیقت کا نام لکھا گیا۔ ہنومان سے سیتا کی مدد کرنے کا بیان ہوا۔ بھرت کو اُس کا بھائی بتایا گیا اور یہ تمام مستقبل میں ہونے والے واقعات کی خبریں تھیں جنہیں ماضی میں وقوع پذیر سمجھ کر کہانی بن گئی۔ حالانکہ ان تمام ناموں کی حقیقتیں مختلف تھیں۔

ایودھیا (आयोध्या) لفظ آ + یڈھ سے بنا ہے۔ آ (अ) کے معنی ہیں "نہیں" اور یڈھ (युद्ध) کے معنی "جنگ"۔ ایودھیا یعنی وہ مقام جہاں قتال ممنوع ہے۔ ہر طرح کی جنگ اور خون حرام ہے۔ عربی میں اس مفہوم کا مترادف لفظ "دارالسلام" یا "بیت الحرام" ہوتا ہے۔ شری رام یعنی احمد کی پیدائش ایودھیا یعنی دارالسلام (مکہ) میں ہوئی بتائی گئی تھی۔ بس رام کی جلنے پیدائش ایودھیا سے ہندوستان میں ایک شہر موسوم ہو گیا۔ سیتا کو اُن سے منسوب کیا گیا تھا۔ سیتا لفظ کے سنسکرت و کشتری میں معنی ہیں "راجا کی زوجہ" (राजा की स्त्री) یعنی کعبہ۔ مگر کو اُمّ القریٰ یعنی بستیوں کی ماں قرآن نے بتایا ہے اور بائبل میں بھی مکاشفات یوحنا میں مکہ کو عورت (WOMAN) کہا گیا ہے۔ سیتا بجائے کعبہ کے رام کی بیوی سمجھ لی گئیں۔ سیتا کا ذکر دیدوں میں دو مقامات پر ہماری نظر میں ہے یہ لیکن دونوں جگہ مترجمین کو بے حد دشواری پیش آئی ہے کیوں کہ وہاں بھی رامائن والی کہانی کا تو کیا کسی عورت کا مفہوم لینے کی بھی گنجائش نہیں ہے۔ لفظ سیتا کا و کشتری میں ایک اور مطلب یہ ہے: "کھیت میں ہل سے بنائی گئی پہلی لکیر"۔

جب رام کا اصل مفہوم سمجھ میں آجائے گا تو مندرجہ بالا مطلب بھی سمجھنے میں دشواری نہ ہوگی۔ کھیت میں ہل سے بنائی گئی پہلی لکیر سے مراد ہوگا "زمین پر وجود میں آنے والا پہلا مقام" یعنی کعبہ۔

رام چترانس میں بتایا گیا ہے کہ سیتا کو ان نے خود سیتا کو رام کے سپرد کیا تھا۔ رامائن

کا مطلب تھا رام۔ آرمین (राम + आचरण) یعنی رام کا آنا یا رام کا گھر۔ یہ کہانی یا کتاب کا نام ہو گیا۔ رام چتر مانس میں بتایا گیا ہے کہ جنہوں نے اگنی کو بتایا۔ ہنومان جی انھیں کے دوت یعنی پیچھے ہوئے ہیں۔ ہنومان کا مطلب ہے ہنن (हन्न) کرنے والی مقدس ہستی۔ یعنی ہر باطل کو نقصان پہنچانے والی مقدس ہستی۔ ریشیوں کے ذریعہ معلوم ہوا کہ رام کے مینا کے اغوا (अपहरण) کے بعد ہنومان انھیں چھڑائیں گے۔ یہ کعبہ کے پرغال بنایے جانے کے بعد اللہ کی غیبی مدد کے کر آنے والے کا نام تھا۔ بھرت کے معنی نیک۔ نیکوں کو آپ کا بھائی بتایا گیا ہے اور آپ کی غیر موجودگی میں مکہ یعنی اسلامی سلطنت کی آپ ہی کے نام پر بھرت کے ذریعہ حکمرانی کرنے کی اطلاع تھی۔ یہ رام کے بھائی بھرت بھی رلمان کی کہانی میں قتل ہوئے موت کے بعد ارحی کو اٹھا کر لے جاتے

روایت باقی ہے مطلب بھول گئے | موت کے بعد ارحی کو اٹھا کر لے جاتے ہوئے رام رام ست ہے۔

ہزاروں سال سے ہندو کہتے چلے جاتے ہیں۔ یہ نہیں کہتے کہ رام ست ہے بلکہ رام رام ست ہے۔ یعنی رام کا رام یا احمد کا خدا ست ہے۔ روایت باقی رہ گئی مطلب بھول گئے ہندو روایات میں ایک بہت اہم منتر کا ذکر آتا ہے جسے رام جی کا نام رک منتر کہتے ہیں یعنی رام جی کا بار لگانے والا یا نجات دلانے والا منتر۔ وہ منتر یہ ہے :

ॐ रामाय नमः (رام۔ رامائے نر) اس کا مطلب ہے رام کے رام کی عبادت کرو۔ یعنی جن رام چندر جی کو جسمانی شکل میں دنیا میں مانتے ہیں۔ ان کی طرف خود یہ منسوب کیا جا رہا ہے کہ انھوں نے اپنی عبادت کرنے کو نہیں بلکہ اپنے سے اوپر کسی اور رام کی عبادت کو سجات کا ذریعہ بتایا تھا۔

بہت لمبا سلسلہ ہے جس کی مختصر ترین تفصیل اس ویو مالاک حقیقت سمجھانے کے لیے آپ کے سامنے رکھی گئی۔ اب شرعی کرشن کو لیں۔

شری کرشن کی حقیقت

ویدوں میں شری کرشن کا نام جگہ جگہ ہے۔ بالکل واضح ہے لیکن اپنے تصورات یا فہم کی غلطی کی وجہ سے ترجموں

میں کہیں شری کرشن کا نام ترجمے میں نہیں لکھا جا رہا ہے کیونکہ وہاں کہیں مہا بھارت کے واقعات یا ممکن چرانے یا گویوں سے چھپ چھاؤ کرنے کا ذکر نہیں ہے۔ وہاں تو انھیں ہر جگہ صاف صاف "اگنی" کہا گیا ہے۔ دوسری کتابوں میں بھی ان کے احمد ہونے کا اشارہ ہے۔

"بجھال کے چند"ی داس کی شری کرشن کی رتن میں شری کرشن کو جنت اور پاتاں کے پیدا کیے جانے کی وجہ قرار دیا گیا ہے..... انھیں کو شری رام کی شکل میں راون کو ختم کرنے والا بتایا گیا ہے۔" ۱

گیتا میں شری کرشن کہتے ہیں کہ میں ہی رام ہوں۔ ۲

گیتا جسے ویدوں کا خلاصہ کہا جاتا ہے اس میں شری کرشن کہتے ہیں کہ میرا نام پاوک (اگنی کا ایک نام) ہے۔ ۳

رگ وید ساتویں مندر تیسرے سوکت کے نزدیک چھ منتر کے درمیان میں جو مختلف الفاظ استعمال ہوئے ہیں انھیں دیکھ کر ایک اندازہ قائم کیا جاسکتا ہے۔ ان تمام منتروں کا پورا ترجمہ ہر شکر ت لفظ کے معنی دے کر ثابت کرنا بہت طویل ہو جائے گا۔

۱۔ کرشن (कृष्ण) ۲۔ اگنی (अग्नि) ۳۔ پاوک (पावक) (اگنی کا ایک نام) ۴۔ یون (युव) (یعنی مسلاؤں) ۵۔ یویشٹ (युविष्ट) (یعنی اگنی)۔

۶۔ رگمنی (रुक्मिणी) (یہ شری کرشن کی بیوی کا نام بتایا جاتا ہے) ۷۔ برج (व्रज) (یہ وہ مقام بتایا جاتا ہے جہاں شری کرشن کی راس میلا ہوئی تھی۔ کہا جاتا ہے کہ یہ ستھرا میں ہے) ۸۔ دلچسپ بات یہ ہے کہ ان منتروں میں شری کرشن اور ان سے منسوب کہانیوں کے الفاظ رگمنی اور برج بھی آئے لیکن اس کے باوجود یہاں ان وید منتروں کے موجودہ ترجموں میں

۱۔ دشو رستہ۔ ڈاکٹر عین لال گوتم ۱۹۵۱ء۔ ۲۔ گیتا ۱۰۔ ۳۱۔ ۳۔ گیتا ۱۰۔ ۲۳۔ ۴۔ ناندہ و شال شبد ساگر ۵۔ ناندہ و شال شبد ساگر ۶۔ ناندہ و شال شبد ساگر

زکبیں شری کرشن کا نام نظر آتا ہے اور دکرشن اور برج کا۔ پوتا بھی کیسے؟ یہاں بھی اگر صحیح ترجمے کیے جائیں تو مہا بھارت کی واضح کہانی کی جگہ کچھ اور پڑے گا۔

بہر حال ذکر یہ تھا کہ گیتا جسے شری کرشن کی زبان میں ویدوں کا خلاصہ کہا جاتا ہے اس میں شری کرشن نے اپنے آپ کو نام اور آگنی بتایا ہے اور ویدوں میں شری کرشن کا ذکر وہ آگنی کی حیثیت سے ہی کیا گیا ہے۔

جب شری رام ہی سمجھ میں نہیں آئے۔ آگنی کا راز سمجھ میں نہیں آیا تو شری کرشن کو کون

سمجھتا؟

لگ دید کے ایک منتر میں رسول مقبولؐ کے نام کی 'نرا شنس' (محمدؐ) کی حیثیت کا ذکر ہے اور اصل ہی منتر میں ان کی کرشن اور محمدؐ کی حیثیت کا ذکر ہے۔ شری کرشن کا ایک نام ویدوں میں مہین سدا، رکھا گیا۔ اللہ نے انھیں سب کچھ بیان فرمایا تھا۔ ہم نے ان الفاظ پر افسانے لکھ دیے، حقیقتیں کھودیں۔

منسکرت لفظ موہن (मोहन) کا مود (मोह) لیجئے۔ کیونکہ منسکرت میں زن (न) آخر میں لکڑاؤ ہوتا ہے اور سدا (सदा) کا ضد (सद) لیجئے۔ (सदा मोहना) محمدؐ ہو جاتا ہے۔ زمانوں کے تعلق میں فرق کے علاوہ کوئی فرق باقی نہیں رہتا۔ اور کتنی عجیب بات ہے کہ اصل منسکرت لفظ موہن مدن (मोहन मदन) کے معنی بھی باطل وہی ہیں جو عربی لفظ محمدؐ کے ہیں یعنی محبوب ترین پرکشش ترین ذات تہجدہ صفات!

ایسے ثبوت موجود ہیں کہ پانڈو دنیا کی پانچ بڑی مذہبی قوموں کو کہا گیا تھا۔ کورو دنیا کے باقی تمام مادی وسائل اور تہیادروں اور دولت کے ذخیرہ پر قابض حکومتوں کو کہا گیا تھا اور مستقبل کے لیے یہ خبر دی گئی تھی کہ یہ پانچوں پانڈو بھائیوں کی طرح جی پر ایک ہو جائیں گے اور ان کی باطل کی مسلح طاقتوں سے فیصلہ کن جنگ ہوگی جس میں نہتے پانڈوؤں کا ساتھ شری کرشن دیں گے اس حق و باطل کے موکر غزوہ ہند میں حق کی فتح کی خوشخبری دی

گئی تھی نہ بس اس غزوہ ہند کو مہا بھارت و دیگر زبان میں کہا گیا جو معرکہ اسی پیش آنا باقی ہے اسے ماضی کے واقعات سمجھ کر ان پر بھی افسانے بن گئے۔

ایسی مقدس ہستی اور ممکن چرانے کا الزام۔ استغفر اللہ۔ ماکھن چور کا مطلب کیا تھا اور کیا سمجھا گیا۔ ماکھن لفظ मख کی ابجری ہوئی شکل سے بنا ہے۔ سنسکرت میں (मख) نمک کے معنی میں شہر مکر۔ (مروہیم نوئیز سنسکرت انجمنش و کشتری) اداسی و کشتری میں ماکھ (माख) لفظ کو نمک (मख) سے بنا ہوا بتایا گیا ہے۔ یہ نمک کی ابجری ہوئی

شکل ہے۔ ایک یا کئی کا مطلب ہوا کہ کاسب فہمی گھر خانہ کعبہ ماکھن چور کا مطلب ہوا۔ چھٹی خفیہ طریقہ پر خانہ کعبہ جسے تھکنے والا یا یوں کہیے کہ جس کا خانہ کعبہ سے مدحانی ملاحظہ قائم ہو۔

شری کرشن بی کو گوپال بھی کہا گیا ہے۔ گوپال کے معنی ہیں سرمد اور محافظہ اور گوپ کے معنی ہیں چھپانے والی۔ کعبہ بھی کا ایک نام وارد کا بن بتایا گیا تھا۔ اور دار کے معنی بیوی کے ہیں خفیہ طریقے سے آنے والا بیوی، چھپانے والی یہ تلم انفاذ ہو سکتا ہے کہ ان غرضی الزامات کی بنیاد بنے ہوں جو شری کرشن اور گوپال کی چھپر چھاڑ کی شکل میں دیان کیے جاتے ہیں۔ واللہ اعلم بالصواب۔

دریچے کھلنا شروع ہو گئے ہیں | ہندی اخبار آج گورکھ پور کے ہر چھل مٹھ

رام کرشن کش دہا کا ایک مضمون شائع ہوا ہے جس کا سنسکریز عنوان ہے "کیا کعبہ اور کرشن میں کوئی سمبندھ ہے؟" گو یا قدرتی طور سے شری کرشن یا مہن دن کے عالم گیر دیوالائی افسانے میں جیسی ہوئی اصل حقیقت کی تلاش کی سمت میں کچھ دریچے کھلنا شروع ہو گئے ہیں۔ اگرچہ ابھی یہ دریچے ان تلسا شیوں کے غبار آلود ذہنوں کے ساتھ کھل رہے ہیں لیکن اگر وہ دیکھ دیں کہ روشنی میں رام کرشن وغیرہ نام بھی حقیقت احمدی محمدی کے گمٹے ہوئے خیال عنوان ثابت ہو سکتے ہیں تو اس انکشاف حق کا پہلا داعیہ خود ہماری مخاطب پڑوسی قوم ہی میں پیدا ہو رہا ہے۔

مضمون نگار نے اس مضمون میں یہ بھی کھلایا ہے۔

غزوہ ہند کی روایت کے لیے دیکھئے آفتاب لاہور ص ۱۰۰۔ ۱۰۱ سنسکرت میں "آخرین ہندو" اکثر زائد ہوتا ہے۔

ہمیں دوا کا دھیش کے درشن کے لیے گیا۔ راستہ میں ایک جھیل تھی جہاں گامڈ نے مجھے بتایا کہ یہ وہی مقام ہے جہاں 'کاوا' لوگوں نے ارجن کو شکست دے کر ان سے گویوں کو جین لیا تھا۔ میں نے پتھڑے سے پوچھا کہ 'کاوا' کون ہے؟ اس نے بتایا کہ یہ یہاں کے قدیم باشندے ہیں..... میرے من میں یہ بات اٹھنے لگی کیا اس کا واجاتی اور کعبہ میں کوئی رشتہ و تعلق ہے..... کاوا واجاتی عرب ساگر کے مشرقی کنارے پر اور کعبہ کا مندر عرب ساگر کے بحیم کنارے پر۔ کعبہ مسلمانوں کا مقدس تیرتہ ہے..... محمد صاحب نے بت پرستی کا مقابلہ کیا لیکن فیاضی کے ساتھ کعبہ کی حیثیت بھی باقی رکھی۔ اتنے کشادہ دل تھے کہ اپنے کفر دشمنوں سے بھی پیار کرتے تھے۔ خیر، یہاں بات کاوا اور کعبہ کے مندر کی ہے..... اگرچہ میرے اس قول کا کوئی ٹھوس ثبوت میرے پاس نہیں ہے لیکن حالات کی شہادت ایسی ہے جو میرے اس قیاس اور تصور کی تائید کرتی ہے۔ اب تو یہ بلا اختلاف ثابت ہو چکا ہے کہ بھارت اور عرب دیثوں کا مندر اور خشکی کے راستے سے تعلق آریوں سے بہت پہلے سے تھا۔ یہ بھی ثابت ہو گیا ہے کہ مذہبی گھائی کی تہذیب کا ارتقا سارے سنار میں ہوا تھا..... بھارت میں کوئی تاریخ نگاری کی روایت نہیں رہی ہے لیکن خوش قسمتی سے عربوں اور مصریوں میں کچھ تاریخ نویسی کی روایت رہی ہے..... مذہبی گھائی میں ایک سادھی استوپ سونے کے تار کے کام والا ایک تلج اور رنگ برنگے پتھر طے ہیں جو تلج بنگ دو ہزار سال پرانے ہیں..... انھیں ہر کانن نام کے ایک نامعلوم آریہ قبیلے کے باقیات و آثار مانا جاتا ہے۔ روایات کے مطابق یہ آریہ قبیلہ دوسری صدی قبل مسیح میں فارس چلا گیا تھا..... یہ ثابت شدہ ہے کہ پرہلاد کے رام و شرتھ والے رام نہیں تھے۔ پرہلاد رام کے بہت پہلے ہو چکے تھے۔ سادھی کہانی بھارت کے باہر ہونی گھٹنا سے متعلق ہے..... حالات کی شہادت تو پوری طرح ثابت کرتی ہے کہ گجرات کے قدیم باشندوں کا واؤن اور کعبہ کے مندر اور اس سامراج کے معمار سے گہرا ربط و ضبط رہا ہوگا۔ لیکن..... تحقیق کی مزید ضرورت ہے۔

شری کرشن کی زندگی سے منسوب اور بہت سی تفصیلات ہیں جن کی ان صفحات میں

منجائش نہیں ہے۔ مقصد صرف ایک گزری ہوئی حقیقت کی طرف متوجہ کرنا تھا اور یہ واضح کرنا تھا کہ ان ناموں پر لگے الزاموں پر مذاق اڑانے کے بجائے ہیں دکھ ہونا چاہیے۔ ان الزامات کو دھونے کی کوشش کرنا چاہیے اور ان ناموں کو لیتے وقت ادب کا لحاظ رکھنا چاہیے۔

ان توہمات کے پیچھے بھی حقیقتوں کی وضاحت کا دوسرا اہم مقصد ہم شروع میں بیان کر چکے ہیں۔ تبلیغ ابدی دین سمجھانے کی حکمت ہم نہ صرف اس مقدس ہستی کے تمام ناموں کا ہندوؤں سے زیادہ احترام کرتے ہیں بلکہ اس کے ناموں کے ساتھ کسی قسم کا انتہام بھی نہیں برداشت نہیں ہونا چاہیے۔



[باب]

ویدوں میں آنحضرت کا مقام محمود

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا آسانی نام احمد اور زمینی نام محمد ہے۔ زمینی دور کے بعد آپ کو مقام محمود پر فائز کیا گیا ہے جس کی ہم سب اذان کے بعد دعا کرتے ہیں۔ ویدوں میں آپ کی تینوں حیثیتوں کا ذکر ہے۔

۱۔ جس انگی کا تمام وسیع ولا متناہی روپ کبھی ختم نہیں ہوتا اسے بغیر جسم والی روح کہتے ہیں (یہ مقام احمدی کا ذکر ہے) جب وہ پیکر جسمانی میں ہوتے ہیں تب اسے سب سے بعد میں آنے والا اور لڑا شنس (محمد) کہلاتے ہیں اور جب کائنات کو منور کرتے ہیں تو ماتریشوا ہوتے ہیں اور اس وقت وہ ہوا کی طرح (روحانی) ہوتے ہیں ۲۔

۳۔ اوپر والے منتر میں ماتریشوا آپ کی تیسری حیثیت کا ذکر ہے اور ظاہر ہے یہ مقام محمود ہے۔ ویدوں کے انگریزی مترجم گرفتہ نے لکھا ہے کہ یہ سب سے پر اسرار نقطہ ہے۔ ایک دوسری جگہ بھی ایک ہی منتر میں ان تینوں حیثیتوں کا بیان دیکھئے۔

۴۔ انگی کا پہلا ظہور سورگ لوک (جنت کی دنیا) میں بجلی (نور) کی شکل میں ہوا۔ ان کا دوسرا ظہور م انسانوں کے درمیان ہوا۔ تب وہ جات وید زمین پیدا ہوتے ہی علم رکھنے والا ہوا (مٹی) کہلائے۔ ان کا تیسرا ظہور جل (ویدوں میں جل روحانیت کی علامت ہے) میں ہوا۔ انسانوں کی فلاح کا کام کرنے والے ہمیشہ خوفشاں رہتے ہیں۔

۳-۲۹-۱۱

نوٹ: اوپر دیئے گئے وید منتروں کے ترجموں میں برکیٹ کے درمیان والے الفاظ ہلکے ہیں۔

ان کی نعمت کرنے والے ہی ان کی اطاعت کرتے ہیں۔
 اے اگنی ہم تمہارے تینوں روپوں کو جلتے ہیں جہاں جہاں تمہارا ٹھکانہ ہے
 ان مقامات کو بھی ہم جانتے ہیں۔ ہم تمہارے انتہائی خفیہ نام اور تمہارے پیدا ہونے
 کے مقام کو بھی جانتے ہیں۔ تم جہاں سے آئے ہو یہ بھی ہم جانتے ہیں۔“ ۱۴۵



اُٹھ کہ ابُ برہم جہاں کا اور یہی اندازِ ہوس
 مشرق و مغرب میں تیرے دور کا غانا ہے

اقبال

باب ۱

ویدک دھرم میں دجال کا بیان

دجال کا ظاہر ہونا قیامت کی نشانیوں میں سے ایک ہے۔ مختلف احادیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ شیطان انسانی قالب میں دجال بن کر نکلے گا۔ وہ بے پناہ قوتوں کا مالک ہوگا اور کوئی اس کے مقابلے پر ٹک نہیں سکے گا۔ وہ تمام روئے زمین کو فتح کرتا چلا جائے گا اور اپنے آپ کو خدا کہلاوائے گا۔ جو لوگ اس سے اپنا ایمان صحیح سلامت سمجھا سکیں گے انھیں جنت کی خوشخبری دی گئی ہے۔ پھر حضرت عیسیٰؑ ظاہر ہوں گے اور حضرت مہدی علیہ السلام سے فیضان حاصل کر کے دجال کو قتل کریں گے۔ رسول اللہؐ نے فرمایا کہ ہر نبی نے اپنی امت کو دجال کے فتنے سے ڈرایا ہے یہ روئے زمین پر سب سے بڑا فتنہ ہوگا لیکن آپؐ کے فرمانے کے مطابق آپؐ سے پہلے کسی نبی نے یہ خبر نہیں دی کہ دجال کا نام ہوگا۔ آپؐ نے یہ بھی فرمایا کہ دجال مدینہ اور مکہ میں داخل ہونے پر قادر نہیں ہوگا۔ دجال کا واضح بیان بائبل میں بھی ہے وہاں اسے جانور (Beast) اور "تجوٹا بنی" (False Prophet) اور مسیح کی ضد (Anti-Christ) کہا گیا ہے۔ لیکن ہندو مذہب میں اس کے لانا ہونے کا اشارہ کیا گیا ہے۔ ظاہر ہے صاف الفاظ میں لانا نہیں کہا گیا۔ لیکن لانے دجال کے لانے ہونے کے سب سے قریبی کیفیت کا بیان ہندو مذہب میں ہی ہے۔ وہاں اسے آندھک آسٹر (अंधक आसुर) کہا گیا ہے۔ آسٹر یعنی بعد میں آنے والا اور آندھک یعنی اندھے کی طرح۔ ہری ونش پران میں آندھک آسٹر یعنی دجال کی جو تفصیل آئی ہے وہ ہم نقل کر رہے ہیں۔ پرالوں کے بیشتر حصوں کی طرح یہ حصہ بھی دیوالائی رنگ اختیار کر گیا ہے۔ پھر بھی دجال کے بیان کی واضح جھلکیاں موجود ہیں۔

مگر نصیب نہیں ہو سکتا۔ ۴۳

۱۰ اندھک آسٹر (अंधक आसु) اندھے جیسا دجال ہے مندار پر روت (ملکہ کی پہاڑیاں) پر جانے کا خیال بچھڑ کر لیا اور اپنے ساتھ بہت سے شیطانوں کو لے کر شیوجی کی پہاڑیوں پر یعنی اللہ لاگھر کی طرف بڑے تکبر سے چل دیا۔ مندار پر روت (ملکہ کی پہاڑیاں) سے کہا: "اے پہاڑ! تم جانتے ہو کہ میں اپنے پتا سے کسی کے بھی ذریعہ مارے جانے کا وعدہ حاصل کر چکا ہوں شیطان نے اللہ سے قیامت تک مہلت لی تھی) میں تمہیں ابھی چور چور کر ڈالتا ہوں! یہ کہہ کر پہاڑ کی ایک چوٹی اکھاڑی۔ وہ شیطان پہاڑ کی اس چوٹی کو اکھاڑ کر پھینکتے تو انہیں شیطانوں

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) اس قصے کو کبھی اسی طرح بیان کیا گیا ہے کہ مستقبل کی کہانی اُمّی کی زبان پر لکھی ہوئی ہے۔
 سنہ ہجری ۱۲۸۵ء میں جلد ۱ پنڈت شری رام شرما چامبہ ص ۳۹۲

۴۹۸-۴۹۷

٢٢٢ - ٢٢٣

پر گر کر (سپاڑ) انہیں تباہ کرنے لگا۔ اندھک آسُر (دجال) نے زبردست غصہ اور
 جھنجھارے ساتھ کہا میں اس دن (۳۳۰-۳۳۱ جہنم) یا صحرا یعنی عرب کے مالک کو جنگ
 کے لیے دعوت دے رہا ہوں۔ یہ سن کر بھوتیشور بھگوان رُدر ترشول لے کر (ترشول کی
 شکل لفظ اللہ کی طرح ہوتی ہے یعنی اللہ کی مدد لے کر) اندھک آسُر (دجال) کو مارنے
 کے لیے پہلی امت اور دوسری امت کے ساتھ اس کے سامنے آگئے ؟ لے
 انھوں نے انہی کی شکل کے ترشول کو اندھک آسُر (دجال) پر چلایا جو کہ شیطانوں
 کے راجہ کے دل پر بیٹھا..... مندر اچل (مکہ) کی گئی ہوئی شوبھا (وقار) دوبارہ لوٹ
 آئی۔ ۲

آفریت کے پردے اک بار پھر اٹھا دیں
 بچھڑاں کو پھر ملا دیں نقشِ دوئی ملا دیں
 سونی پڑی ہوئی ہے مدت سے دل کی بستی
 آ اک نیا سوال اس دلیں میں بنا دیں
 دنیا کے تیرتوں سے اونچا ہو اپنا تیرتہ
 دمانِ آسماں سے اس لاکس ملا دیں
 ہر جمع اٹھ کے گائیں منتر وہ میٹھے میٹھے
 سارے بجاویں کوئے پیت کی پلا دیں !

شکتی بھی شانتی بھی بھگتوں کے گیت میں ہے و دھرتی کے بایوں کی گیت پریت میں ہے
 (اقبال)

لے ہری ولس پران پنڈت شرما رام شرما آچاریہ ص ۵۰۲-۵۰۳

لے ص ۵۰۳

[باب ۱۸]

یہ راز — راز کیوں ہے ؟

ہندوؤں میں چلے آ رہے چند سربستہ راز | ہم اپنے آپ کو حضرت
 محمدؐ کا پیرو کہتے ہیں۔ ہم
 دنیا سے جہالت کے اندھیرے کو دور کرنے کے لیے اٹھے تھے۔ ہم نے اس زمین پر خدا کی بادشاہ
 قائم کرنے کا عزم کیا تھا۔ ذرا سوچئے کیا ہم اب بھی اس منصب کے اہل ہیں؟ بلا علمی کے اندھیرے کو
 دور کرنے کے دعوے دار خود کتنی عظیم بھڑانہ لاعلمی کا شکار ہیں؟ اس کا اندازہ اس بات سے نکالیں
 کہ ہم جو کچھ بہت بڑی تحقیق کی شکل میں آپ کے سامنے پیش کر رہے ہیں راور ممکن ہے کہ آپ
 کو یقین کرنے میں بڑی دقت پیش آرہی ہو، ان تمام حقیقتوں سے ہندو خواص خوب
 اچھی طرح واقف ہیں۔

﴿۱﴾ ہندو اس بات سے واقف ہیں کہ ان کا سب سے بڑا تیرتہ (اسے یہ آدیشکر تیرتہ کہتے
 ہیں) مکہ میں ہے۔ ان کا اصلی شیو رنگ مسلمانوں کا جھرا سود ہے۔ (شیو رنگ کسی گندی چیز کا
 نام نہیں ہے۔ شیو کے معنی خدا اور رنگ کے معنی نشان یعنی خدا کی نشانی)

﴿۲﴾ یہ بات بھی ہندوؤں میں مسلمانوں سے راز میں رکھی گئی کہ جاں کنی کے وقت نزع کی
 تکلیف سے بچانے کے لیے مرنے والے کے کان میں 'آن کہی' کی سرگوشی کی جاتی تھی؛ بیان
 کیا جاتا ہے کہ پرانے زمانے میں ہندو حضرات پر جب نزع کا عالم طاری ہوتا تھا تو انھیں پنگ
 سے اٹھا کر زمین پر ٹاٹا دیا جاتا تھا.... اور نزع کی تکالیف سے بچانے کے لیے چپکے چپکے مرنے
 والے کے کان میں 'آن کہی' کہی جاتی تھی مگر اس 'آن کہی' کے الفاظ عام ہندوؤں کو معلوم نہ

تھے۔ لیکن اکبر اعظم کے عہد میں ایک برہمن نے یہ الفاظ بتا دیئے تھے اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ یہ الفاظ
اتھروید میں موجود ہیں۔ چنانچہ دبستان المذاہب مطبوعہ نول کشور پریس میں بھی موجود ہے۔

لَا اِلٰهَ اِلاَّ ہِیَ پاپنِ اِلَّا مَسْاِیْرِمِ بِہِمِ
جَنَمِ بَلِیْنَتِہِ پَرابِ ہوتی تو جیسے نامِ محمد
ترجمہ: لَا اِلٰہَ کُنہ سے پاپ مٹ جاتے ہیں۔ اِلَّا اللہ کہنے سے پرہم پدوی (راست عالم) مل
جاتی ہے۔ اگر ہمیشہ کی بہشت چاہتے ہو تو محمد کا نام جپا کر۔
یہ ہے ان بھی کا مفہوم جو مرتے وقت کسی زمانے میں عالم نزع میں مرنے والوں کے کان
میں بھی جاتی تھی۔ ۱۔

ترجمہ کرنے والوں نے اس اُن بھی کے ترجمے میں حضور کے دوسرے دور اور مقام محمود
کا راز نہ جاننے کی وجہ سے حالانکہ تھوڑی سی تبدیلی کر لی ہے لیکن پھر بھی ملتا جلتا مفہوم سامنے
آ گیا ہے۔ آئندہ کسی موقع پر اس منتر کی اصل اہمیت ہم بیان کریں گے۔
ہندو خواص کا یہ مسلہ عقیدہ ہے کہ ایک دن پوری ہندو قوم قرآن پر ایمان لائے
گی۔ لیکن یہ بھی ان رازوں میں سے ہے جنہیں ہندو عوام سے اور بالخصوص مسلمانوں سے
پوشیدہ رکھا جاتا ہے۔
ڈیوبالٹس لکھتا ہے۔

جب برہمن اپنے بچوں کو اپنا وارث بناتے ہیں تو بچے کو اس طرح بٹلاتے ہیں
کہ اس کا منہ مشرق کی طرف ہو اور خود مغرب کی طرف منہ کر کے اپنے بچے کے کان میں
سرگوشی کرتے ہیں: اے بیٹے یاد رکھنا خدا ایک ہے۔ وہی پیدا کرنے والا، پالنے والا اور
بچانے والا ہے اور ہر برہمن کو خفیہ طریقے سے اسی کی عبادت کرنی چاہیے۔ لیکن یہ
بھی جان لو کہ یہ ایک ایسا راز ہے جو اگر تم نے لوگوں کے سامنے بیان کر دیا تو تمہاری....

خوش قسمتی کے دن ختم ہو جائیں گے، ۱۔

سیلاب والے منور کو حضرت نوحؑ کی حیثیت سے ہندو اتنی اچھی طرح جانتے ہیں کہ قصے کہانیوں میں بچوں کو سنتے ہیں۔ مثلاً رسالہ "منگل" کا ادارہ پڑھیں۔ ۲۔
 "میرے ننھے مٹے دوستو! ایک بار پرینکار (قیامت خیز) بارھ آئی۔ ساری پرتھوی ڈوب گئی۔ یہ کتنا کئی لوگوں نے کئی طرح سے کہی ہے۔ دیدوں اور متسیر پران میں بھی اس کا ورژن (بیان) ملتا ہے۔ اس بارھ کی کتھا بائبل میں بھی ہے۔ ایٹور نے حضرت نوحؑ سے کہا ایک بڑا جہاز بنا کر اس میں اپنے پرلوہ کے مدھیوں (افراد) کے علاوہ دو دو سر پرانی (جاندار) کو چڑھا دو۔ نوحؑ نے دیا ہی کیا۔ اس کے بعد چالیس دن تک لگاتار بارش رات دن ہوتی رہی۔ صرف حضرت نوحؑ اور ان کے جہاز میں سوار پرانی (جاندار) ہی بچے۔ اس آئک (شمارے) میں حضرت نوحؑ اور بارھ پر آدھارت (مبئی) ایک روچک (دلچسپ) کتھا پرست (حاضر) ہے۔ کیسی لگی تمہیں؟

(اسنیہہ ریپار)

تمہارا آئندہ چاچا۔

مندرجہ بالا عبارت میں نوحؑ سے پہلے حضرت نافع تبار ہے کہ کھینے والے حضرت نوحؑ کو مسلمانوں کے پیغمبر کی حیثیت سے جانتے ہیں لیکن پھر بھی انھوں نے بچوں کے سامنے بائبل کا ذکر تو کیا اور مسلمانوں و قرآن کا ذکر نہیں کیا۔

اس بات کے ثبوت موجود ہیں کہ چند ہندو علماء ایلودھیا کی اصل حقیقت سے واقف ہیں اور دیگر ہندو خواص کے سامنے انھوں نے اسے اس حیثیت سے پیش کیا ہے کہ ان کی اصل ایلودھیا پر مسلمانوں کا قبضہ ہے۔ ہندوستان کے مسلمانوں کی نگاہیں ایلودھیا کی بابر مسجد کی

Hindu Manners, Customs & Ceremonies - by DUBOIS.

۱۔ بچوں کا رسالہ "Dinkal" کے شمارے ۱۰۹ میں صفحہ ۱۵ پر لکھا ادارہ لفظ۔ لفظ پڑھیں۔
 (برکیت میں کلمے آرد و ترجمہ کے الفاظ ہمارے ہیں)

بازیاں کی تحریک سے آگے نہیں ہیں۔ لیکن چند ہندو خواص کے سینوں میں یہ آرزو دلی رہی ہے کہ انھیں اپنی اصل ایودھیا کو ایک دن مسلمانوں کے قبضہ سے آزاد کرانا ہے۔ یہ ان کے سینوں میں چھپا ایک انتہائی خفیہ راز ہے۔ جو چند لوگوں کی زبان پر بھی آیا ہے۔

ساجد رشید کو انٹرویو دیتے ہوئے شیو سینا کے چیف بال ٹھاکرے صاحب کی زبان پر یہ خواہش ایک مرتبہ آئی لیکن پھر وہ انفاذ کو دبا گئے اور ساجد صاحب نے بھی آگے نہیں کر دیا۔ ایک سوال کے جواب میں بال ٹھاکرے صاحب نے کہا تھا:

”دیکھئے آپ اتنا پیچھے مت جائیے۔ ابھی کی بات کیجئے تاریخ میں بہت پیچھے جائیں گے تو میں آپ کو ایسی بہت سی مسجدیں بتا سکتا ہوں جو پہلے مندر تھے جن کے نشانات ابھی باقی ہیں۔ کیا آپ انھیں ہندوؤں کو دینے کو تیار ہیں۔ میں کہتا تو نہیں چاہتا اور نہ میں کوئی ادھیکار جتاتا ہوں۔ آپ کی بات پر کہہ رہا ہوں۔ اگر آپ بہت پیچھے جائیں گے تو آپ کا جو مکہ ہے اس میں پہلے بت تھے۔ اب اگر ہم کہیں کہ یہاں پہلے ہمارے لوگوں کے بت تھے اس لیے یہ ہم کو دو تو کیا آپ اس بات کا نہیں گئے۔ میں کہتا ہوں آج کی بات کرو، پرانی بات چھوڑو۔“

اس طرح کی بہت سی اور بھی مثالیں موجود ہیں۔ ہم بہت خوشی اور فخر کے ساتھ اُن کو ان کا یہ پرانا معبود الیس کریں گے لیکن اسی وقت جب وہ ویدوں اور قرآن و احادیث کی پیشین گوئی کے مطابق اپنا کھویا ہوا اصل دین پا چکے ہوں گے۔

ہماری غفلت انجی عام ہندو ان حقیقتوں سے لاعلم ہیں۔ یہ تمام حقیقتیں انھیں موجودہ شکل میں رام اور موجودہ شکل میں رام جنم بھومی کا وجود ہی نہیں رہے گا اور تاریخ اس طرح خود کو ہرائے گی جس طرح بت پرست عرب اور تین سو ساٹھ برس والی اصل ایودھیا رکعبہ میں چودہ سو سال پہلے دہرائی جا چکی ہے۔

الغرض ان تمام رازوں کو ہزاروں سال سے ہندو خواص سینہ بہ سینہ مسلمانوں اور ہندو

عوام سے چھپاتے آ رہے ہیں۔ ہندو خواص سے نکل کر اب یہ راز بہت سے ہندو عوام تک بھی پہنچ رہے ہیں لیکن قوموں کو ہدایت دینے والی قوم مسلمان قوم کو ان کی خبر نہیں۔

ہندو علماء یہ بھی جانتے ہیں کہ تبدیلی کا وقت قریب ہے ران کی انانیت ان کو روکے ہوئے ہے کہ وہ ہندو عوام کے سامنے حق کا اعلان کر سکیں، لیکن مسلمانوں کے سامنے حقیقی ثبوت پیش کرنا پڑ رہے ہیں اور پھر بھی وہ یہ کہہ رہے ہیں کہ یہ سب مجھول روایتوں پر مبنی ایک خیالی افسانہ ہے۔ اوپر بیان کیے ہوئے تمام رازوں کے تحریری حوالے نہیں پیش کیے جاسکتے۔ کیوں کہ حق الامکان ان کو چھپانے کی کوشش کی جاتی ہے جس کی وجہ سے زبانی تذکرے ہی ہوتے رہے ہیں لیکن ان تمام انکشافات کو ہم ثابت کر سکتے ہیں۔ ہمیں ثابت کرنے کی بھی ضرورت نہیں پڑے گی۔ آپ کفار کہہ کر نفرت کرنے کے بجائے قریب جاکر تو دیکھیں آپ کو کبھی ثبوت مل جائیں گے۔

قرآن، رسول اور بیت اللہ کی حقیقتوں کو جاننے والے جانتے ہوئے بھی چھپا ہے
ہیں اس بات کو قرآن نے اس طرح بیان کیا ہے: ”یَعْرِفُونَهُ كَمَا يَعْرِفُونَ ابْنَاءَهُمْ“
”وہ اے ایسے سچاوتے ہیں جیسے اپنے بیٹوں کو پہچانتے ہیں“

ہندوستان کی ہندو قوم کے علماء بھی بطور خاص ان حقیقتوں کو اپنی کتابوں اور روایتوں کی روشنی میں خوب اچھی طرح سے پہچانتے ہیں۔

ہزاروں سال سے ساتھ رہنے والے پڑوسیوں کے اوکار و خیالات کا جب تک ہمیں صحیح علم نہیں ہوگا ہم ان کی نفسیات کو نہیں سمجھ سکتے اور نفسیات کو کبھی بغیر صحیح رُخ پر دعوت بھی پیش نہیں کر سکتے۔ کیا اسے مجرمانہ لاعلمی نہیں کہا جائے گا؟ کیا اس لاعلمی پر اللہ کی عدالت میں ہمیں مواخذہ کا خوف نہیں ہونا چاہیے؟ کیا اب بھی ہمارے جاگنے کا وقت نہیں آیا ہے؟

سابقہ صحائف پر ایمان



ایک غلط فہمی کا ازالہ | انگریزی مقولہ ہے: Seeing is believing
یعنی دیکھنے کے بعد یقین کیوں کر کریں؟ پچھلے چند ابواب میں ہم نے ویدوں میں پائی جانے والی قرآنی تعلیمات کی جو چند مثالیں پیش کی ہیں راوران جیسے فعل بیانات سے وید بھرے ہوئے ہیں، انھیں دیکھنے کے بعد شک و شبہ کی گنجائش باقی نہیں رہ جاتی کہ ویدہ گم شدہ آسانی صحائف کا مجموعی نام ہے جن کا خصوصی تعلق حضرت آدمؑ و نوحؑ سے رہا ہے یہ بیانات اخلاقی یا سماجی اصلاحات سے متعلق نہ تھے جنھیں ہزاروں سال قبل کسی مفکر نے مرتب کیا ہو بلکہ یہ دین کے بنیادی عقائد اور حقیقت احمد و محمدؐ سے متعلق وہ خالص رموز و بیانات تھے جو ہر دور میں انبیاء علیہم السلام نے پیش کیے تھے۔ البتہ ویدوں میں حقیقت احمدی ایک مخصوص محوری موضوع بھی ہے۔

یہاں چند ذہنوں میں یہ شبہات پیدا ہو سکتے ہیں کہ ہم اسلام و ہندو مذہب کو یکساں ثابت کرنے کی کوشش کر رہے ہیں یا دونوں مذاہب کو ملا کر کوئی نیا دین بنا رہے ہیں یا دین اسلام کی فوقیت اور برتری کو گھٹانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ ہم اللہ کی پناہ چاہتے ہیں شیطانِ رجیم کی ایسی تمام کوششوں کے خلاف جن کے ذریعہ ایسے خیالات کا شائبہ بھی وہ ہمارے دماغوں میں پیدا کر سکے اور ہم اللہ کی مدد کے طالب ہیں۔ ابلیس لعین کی ان تمام چالوں کے مقابلہ میں جن کے ذریعہ وہ مخلص قارئین کو دین کی اشاعت کے موثر ترین طریقے کے خلاف بدعنوان کر سکے۔

قرآن میں دو مقامات پر واضح انداز میں اللہ
 دین صرف اسلام ہے لیکن تاکہ وہ تعالیٰ نے یہ ارشاد فرمایا ہے کہ دین

اسلام کے سوا کوئی دوسرا این قابل قبول نہیں لیکن دونوں جگہ یہ تصریح بھی فرمادی کہ ہر نبی نے اپنی امت کو دین اسلام کی ہی تعلیم دی تھی۔

آپ کہہ دیجیے کہ ہم اللہ پر ایمان رکھتے ہیں اور اس پر جو ہمارے اوپر آتا مارا گیا ہے اور اس پر جو براہیم اور اسمعیل اسحاق اور یعقوب پر اولاد یعقوب پر آتا مارا گیا ہے اور اس پر جو موسیٰ و عیسیٰ اور (دوسرے) نبیوں کو ان کے پروردگار کی طرف سے دیا گیا ہم ان میں آپس میں کوئی فرق نہیں کرتے اور ہم تو اللہ کے فرماں بردار ہیں اور جو کوئی اسلام کے سوا کسی اور دین کو طلب کرے گا سودہ اس سے برگز قبول نہیں کیا جائے گا۔ اور وہ شخص آخرت میں تباہ کاروں میں سے ہو گا۔ (آل عمران: ۸۵-۸۴)

تمام انبیاء پر نازل کردہ تعلیمات پر ایمان رکھنے کا مطلب یہی ہے کہ وہ سب دین اسلام کے ہی دائمی تھے۔ اب دوسرے مقام پر ملاحظہ فرمائیں۔

ترجمہ: یقیناً دین تو اللہ کے نزدیک اسلام ہی ہے اور اس میں جو اہل کتاب نے اختلاف کیا وہ آپس کی ضد سے اس کے بعد کیا کہ ان کو صحیح علم پہنچ چکا تھا۔ اور جو اللہ کی آیتوں سے انکار کرے گا سو اللہ یقیناً جلد حساب لینے والا ہے۔ (آل عمران: ۱۹)

یہاں بھی یہ واضح ہے کہ اہل کتاب کو دین اسلام ہی پہنچا تھا۔ پھر انھوں نے اسے بدل ڈالا۔ اسکا بات کو دوسرے انداز میں بیان کرتے ہوئے قرآن عزیز کہتا ہے :

ترجمہ: 'اور انسان تو ایک ہی امت تھے پھر انھوں نے اخلاف کیا۔' (رؤس: ۱۹)

کوئی 'مقدس صحیفہ اصلاً منسوخ نہیں ہوا' | قرآن نے متعدد مقامات پر یہ واضح کر دیا ہے

کہ صحیح اور اصل دین ہر دور میں اور ہر زمانے میں اسلام ہی تھا۔ تمام مخالفت اور الٹنڈکی کتابوں میں دین اسلام ہی کی تعلیمات تھیں۔ آج ایک عام غلط فہمی مسلمان و ہنوی میں یہ ہے کہ حضرت

محمد مصطفیٰؐ کے تشریف لانے کے ساتھ ہی پچھلے تمام انبیاء کے لائے ہوئے دین منسوخ ہو گئے اور قرآن آج لانے کے بعد پچھلے تمام انبیاء پر نازل کردہ مخالف منسوخ ہو گئے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کی مغفرت فرمائے یہ بات تو ہمارے بنیادی عقائد ہی کے خلاف ہے تمام انبیاء اور ان کی لائی ہوئی کتابوں پر ایمان لائے بغیر تو ہم مسلمان ہو ہی نہیں سکتے۔ اور جب تمام انبیاء دین اسلام ہی لائے تھے تو ان کے لائے ہوئے دین کے منسوخ ہونے کا مطلب کیا ہے؟ قرآن نے اللہ کی کسی کتاب کو منسوخ نہیں کیا بلکہ جگہ جگہ اللہ کا یہ ارشاد قرآن پاک میں ہے کہ قرآن ان سب کتابوں کی تصدیق کرتا ہے۔

اس عام غلط فہمی کی دو وجوہات ہو سکتی ہیں۔

- ۱۔ ہر نبی کا دین اسلام تھا لیکن شریعتیں جدا تھیں۔ ارشاد ربانی ہے ،
- ”تم میں سے ہر ایک کے لیے ہم نے ایک خاص شریعت اور راہ رکھی تھی۔“

(المائدہ : ۴۸)

دین اور شریعت میں فرق ہے دین تو بنیادی عقائد کا مجموعہ ہے جیسے توحید رسالت آخرت اور تقدیر پر ایمان لانا تمام انبیاء کی کتابوں میں ایک ہی دین اسلام کی تعلیم تھی لیکن شریعت ہر رسول کی جدا تھی۔ دین پر عمل کرنے کے طریقے یعنی عبادات و قوانین جیسے چوری شرب کی سزائیں کا نام شریعت ہے۔ ہر صاحب شریعت رسول کے آجانے کے بعد ان کی لائی ہوئی شریعت نافذ ہوئی اور پچھلی شریعتیں منسوخ ہوئیں۔ رسول آخر حضرت محمدؐ کی بعثت کے ساتھ شریعت محمدیؐ نے پچھلی تمام شریعتوں کو منسوخ کر دیا۔ دین اور شریعت کے مفہوم گڑبڑ ہو جانے کی وجہ سے یہ خطرناک غلط فہمی پیدا ہو گئی ہے کہ پچھلے تمام انبیاء کے دین اسلام سے مختلف تھے اور وہ اب منسوخ ہو گئے۔ غیر مسلموں کو دعوت دینے کے لیے پہلے ان کو ان کے اصل دین اسلام کی طرف بلایا جائے گا جسے وہ چھوڑ بیٹھے ہیں۔ بعد میں ان کو شریعت محمدیؐ پر عمل کرنے کو کہا جائے گا۔ پہلے ان عقائد کی درستگی ہوگی جن میں بگاڑ آیا ہے اس کے بعد ہی عملی زندگی میں دین کے نفاذ کا نمبر آئے گا۔ رسول اکرمؐ نے بھی دین کی اجنبیت کے دور میں یعنی مکی دور کی شروعات

میں مشرکین مکہ سے یہی کہہ کر دعوت کی ابتداء کی تھی کہ میں تمہارے سامنے کوئی نیا دین لے کر نہیں آیا ہوں بلکہ اصل دین ابراہیمؑ کو پیش کر رہا ہوں جس کا پیر و تم اپنے آپ کو بتاتے ہو۔

۲۔ پچھلی تمام کتب مقدسہ منسوخ ہو گئیں۔ اس زبردست غلط فہمی کی دوسری وجہ یہ ہے کہ آج یہ مقدس کتابیں اپنی اصل حالت میں دستیاب نہیں ہیں اس اشکال کا حل ہم دیدن کے باب میں ”مفتی کیسے نہیں کی سرخی کے ذیل میں صفحہ ۲۷ پر پیش کر چکے ہیں۔

حق و باطل کی ٹلی جلی موجودہ شکل میں ان کا باطل منسوخ ہے اور ان کا حق جوں کا توں مقبول ہے اور اس امت کا فریضہ اسی حق و باطل کو الگ الگ کر کے دودھ کا دودھ پانی کا پانی کرنے والا تحقیق کا کام ہے۔

پچھلی کتابوں پر ایمان لانے کا مطلب | قرآن حکیم نے مجھ جگہ اہل کتاب کو اپنی کتابوں پر عمل کرنے کی دعوت

دی ہے اور ان پر عمل نہ کرنے پر ملامت کی ہے۔ مثلاً دیکھیے :

”اور (اے نبی) یہ (یہودی اتم سے کیسے فیصلے کرتے ہیں جبکہ ان کے پاس توریت وجود ہے جس میں اللہ کا حکم (موجود) ہے پھر یہ اس کے بعد بھی منہ موڑ رہے ہیں اور یہ لوگ ایمان لانے والوں کے ساتھ نہیں ہیں۔“ (المائدہ : ۴۴)

”کہہ دیجئے اے اہل کتاب تم سرگزشتی اصل پر نہیں ہو جب تک کہ تم توریت اور انجیل اور ان دوسری کتابوں کو قائم نہ کرو جو تمہارے رب کی طرف سے نازل کی گئی ہیں۔“ (سورہ مائدہ : ۶۸)

کیا یہ آیات واضح طور پر اس حقیقت کی طرف نشاندہی نہیں کر رہی ہیں کہ اہل کتاب کو انہی کی کتابوں کے رُخ سے دعوت دی جائے ورنہ کیا مفہوم متعین کریں گے۔ آپ ان آیات کا جن میں ان کو توریت اور انجیل کو قائم کرنے کا حکم دیا جا رہا ہے۔ صاف ظاہر ہے کہ ان کتابوں پر اگر یہ لوگ صدق دلی سے ایمان لے آئیں اور ان کے تحریفی حصہ کو چھوڑ کر ان میں جو اللہ کا کلام ہے اس کے حتم بن جائیں تو اپنی ہی کتابوں میں ان کو وہ حقیقتیں ملیں گی

قرآن میں اہل کتاب ہی کو نہیں ہمیں بھی بار بار پچھلی کتابوں پر ایمان لانے کا حکم دیا گیا ہے۔
 یہ سب مومنین ایمان رکھنے میں اللہ پر اس کے فرشتوں پر اس کی کتابوں پر اور

اس کے رسولوں پر..... " (سورہ بقرہ : ۲۸۵)

ذرا غور فرمائیں کہ پچھلی کتابوں پر ایمان لانے کے حکم کا کیا مطلب ہے؟ نہ صرف قرآن خود یہ کہتا ہے کہ ان کتابوں میں تبدیلیاں ہو گئی ہیں بلکہ ان کتابوں کے ماننے والے بھی ان میں تبدیلیوں کا اقرار کرتے ہیں۔

آج یہ سمجھا جاتا ہے کہ صرف اتنی سی بات مان لینے سے گریختا میں نازل ہوئی تھیں ، ان پر ایمان لانے کی بات پوری ہو گئی ۔ قرآن میں اگر حرفت مذکورے کے طور پر بھی ان کتابوں کی آمد کا بیان ہوتا تو بھی ہم پر یقین کرنا فرض ہوتا کہ یہ کتابیں اللہ نے نازل کی تھیں ۔ ان پر ایمان لانے کے انصافاً جگہ جگہ کیوں استعمال ہوتے ہیں کہ اس کے بغیر مومن ہی نہیں ہوں گے؟ مطلب صاف ظاہر ہے ان کتابوں کے ان حصوں پر ایمان لانا مقصد ہے ۔ ہے جن کی قرآن تصدیق کرتا ہے اور وہ حصے تب ہی واضح ہوں گے جب ان پر کلام کیا جائے گا ۔ یہ ہماری اُمت پر فرض کفایہ ہے اور ان لوگوں کی ذمہ داری ہے جو اس کے اہل ہیں کہ اس طرف توجہ کریں تاکہ ہم ان کتابوں پر ایمان لاسکیں جیسا کہ حکم ہوا ہے اور اہل کتاب کو انہی کتابوں کے رُخ سے دعوت اسلام پیش کر سکیں ۔ جیسا کہ قرآن کا منشاء ہے تب ہی ہم اسلام کو اُن کے مذہب کی حیثیت سے پیش کر سکیں کہ دیکھو! دین ہر دور میں ایک ہی تھا ۔ وہی اسلام ۔

یہ تضاد کیوں محسوس ہو رہا ہے؟ قرآن اہل کتاب کو اپنی کتابوں پر عمل نہ کرنے پر

موروالزام ٹھہراتا ہے۔ (سورۃ مائدہ : ۴۴)

قرآن اہل کتاب کو توریت، انجیل اور پچھلی تمام کتابوں کو قائم کرنے کی دعوت دیتا ہے۔

(المائدہ : ۶۸)

اور قرآن ہی ان کتابوں میں تحریف کا ذکر کرتا ہے۔

”..... کلام کو اس کے صحیح مقامات سے بدلتے رہتے ہیں۔“ (المائدہ : ۴۱)

پھر قرآن ان کتابوں کی تصدیق بھی کرتا ہے۔

ترجمہ : ”اسی نے یہ کتاب آپ پر نازل کی ہے حق کے ساتھ۔ ان کی تصدیق کرنے والی جو اس

سے پہلے آچکی ہیں اور اس نے اتارا تھا توریت و انجیل کو :“ (آل عمران : ۳۴)

اور قرآن اہل ایمان سے ان پر ایمان لانے کو کہتا ہے۔

ترجمہ : ”کہہ دو کہ ہم تو ایمان رکھتے ہیں اللہ پر اور اس پر جو ہم پر اتارا گیا اور جو ابراہیم اور اسمعیل

اور اسمٰعیل اور یعقوب اور اولاد یعقوب پر اتارا گیا اور جو موسیٰ اور عیسیٰ کو دیا گیا اور اس پر

جو دوسرے انبیاء کو ان کے پروردگار کی طرف سے دیا گیا اور ہم ان میں سے کسی کے درمیان بھی

فرق نہیں کرتے اور ہم اللہ ہی کے حکم بردار ہیں۔“ (البقرہ : ۱۳۶)

قرآن کی آیات میں باہم تضاد کہیں نہیں ہے۔ پھر یہ بظاہر تضاد ان آیات میں کیوں

محسوس ہو رہا ہے ؟ ذرا ٹھہریے۔ چند احادیث پر بھی نظر ڈال لیجئے۔ بعض احادیث قرآن کے

بعض حصوں کے مطلب واضح کرنے میں مدد دیتی ہیں۔

حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ (ایک مرتبہ) حضرت

عمر بن خطابؓ سرکارِ دو عالمؐ کے پاس توریت میں

سے کچھ حصہ لائے اور عرض کیا یا رسول اللہؐ یہ توریت میں سے کچھ حصہ ہے۔ آنحضرتؐ خاموش

رہے۔ پھر حضرت عمرؓ نے ”ان کو“ پڑھنا شروع کیا۔ اور حضورؐ کا چہرہ مبارک متغیر ہونے

لگا۔ (یہ دیکھ کر حضرت ابو بکرؓ نے کہا۔ ”عمرؓ تم کرتے والیاں تمہیں گم کر دیں۔ کیا تم حضورؐ کے

چہرہ اقدس کو نہیں دیکھتے ؟ حضرت عمرؓ نے چہرہ انورؐ پر نگاہ ڈالی اور کہا۔ میں اللہ کے غضب

کیا احادیث میں بھی تضاد ہے ؟

اس کے رسول کے غصہ سے پناہ مانگتا ہوں ہم اللہ کے رب ہونے پر اسلام کے دین ہونے پر اور محمد کے نبی ہونے پر راضی ہیں۔ آنحضرتؐ نے فرمایا۔ قسم ہے اس ذات پاک کی جس کے قبضے میں میری جان ہے اگر موسیٰ تنہا رہے درمیان ظاہر ہوتے اور تم ان کی پیروی کرتے اور مجھے جھوڑ دیتے تو یقیناً تم گمراہ ہو جاتے (حالانکہ اگر موسیٰ زندہ ہوتے اور میرا زمانہ نبوت پاتے تو وہ بھی یقیناً میری ہی پیروی کرتے۔ (روایہ بحوالہ مشکوٰۃ باب الاعتصام)

اب دوسری حدیث دیکھیں :

”حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ سرکارِ دو عالمؐ نے فرمایا :

..... بنی اسرائیل سے روایت کیا کہ وہ یہ گناہ نہیں ہے..... (بخاری بحوالہ مشکوٰۃ باب کتبہ السلام)

یعنی بنی اسرائیل کے پاس جو علم ہے اسے سن کر دوسروں سے بیان کرو۔ اس کی عملی مثال حضرت سلمان فارسیؓ ہیں جو سابقہ عیسائیت سے ہی اسلام اور پیغمبر اسلامؐ کی صحائفِ خبریں لے کر تلاشِ رسولؐ میں مدینہ آئے تھے اور جب انھوں نے بزمِ رسالت میں آکر یہ تورات و انجیل والی علمی روایات سنائیں تو چہرہ انورؐ جگمگا اٹھا اور نہ صرف آپؐ نے خود یہ صحائفِ خبر خوش ہو کر سنی بلکہ تمام صحابہ کو یکجا کر کے انھیں بھی سنائی۔

اور اب تیسری حدیث کا ایک حصہ جو بخاری و مسلم سے ماخوذ ہے اور سابقہ صحائف کی

کافی افادیت کا آئینہ دار ہے۔

”..... یہود و مدینہ رسول اللہؐ کے پاس رسالہ کی نیت سے آئے اور ذکر کیا ہمارے

لیک مرد و عورت نے بدکاری کی ہے ان کے بارے میں آپؐ کیا ارشاد فرماتے ہیں آپؐ نے فرمایا : تمہارے یہاں تورات میں کیا حکم ہے؟ انھوں نے کہا۔ ہم تو اسے رُموں کرتے ہیں اور کوڑے لگاتے جھوڑ دیتے ہیں۔ یہ سن کر عبداللہؓ بن سلام نے فرمایا۔ جھوٹ کہتے ہو تورات میں منکسار کرنے کا حکم ہے۔ لاؤ تورت پیش کرو۔ انھوں نے تورت کھولی لیکن آیتِ بزمِ پیمانہ رکھ کر اسے پیچھے کی سب عبادت پڑھ کر سنائی۔ حضرت عبداللہؓ سمجھ گئے اور فرمایا۔ اپنے ہاتھ اٹھاؤ۔ ہاتھ اٹھایا تو منکسار کرنے کی آیت موجود تھی اب ان کو اقرار کرنا پڑا پھر حضورؐ کے حکم سے زانیوں

کو نگاہ کر دیا گیا..... (بحوالہ تفسیر سورۃ المائدہ ابن کثیر)

یہاں ہم دیکھتے ہیں کہ ایک مسئلہ میں تورات میں اسلامی شریعت کے مطابق حکم موجود تھا رسول اللہ نے یہودیوں کا فیصلہ انہی کی کتاب میں ان کو وہ حکم دکھا کر کیا ۔
اب ذرا غور فرمائیں کہ کیا ان تینوں احادیث میں بھی تضاد ہے ؟

صحیح پس منظر میں دیکھیے | جی نہیں پہلے واقعہ کا پس منظر یہ ہے کہ مدنی زندگی کے ابتدائی ایام میں جبکہ ابھی صحابہ کرام علم کے اعتبار سے بچہ نہیں تھے

تھے ۔ حضرت عمرؓ حصول علم کے شوق میں یہودیوں کے ایک مدرسہ بیت المدرا س میں جا کر زینت سنتے تھے اور نوٹ بھی کرتے تھے ۔ وہیں سے تورات کے اوراق رسول اکرمؐ کے پاس لے کر آئے تھے

آپؐ بہم ہوئے اور یہ واقعہ فرمایا کہ اس دور میں صرف دین محمدی کا اتباع ہی مطلوب تھا اور دوسرے علماء کا شوق نہ صرف غیر ضروری بلکہ خطرناک تھا ۔ بعد میں مدنی دور کے آخری حصہ میں جب یہ اعتماد

کو ہو گیا کہ اب آپؐ کے اصحاب قرآن کی روشنی میں صحیح اور غلطی پر کچھ کرنے کے قابل ہو گئے تو آپؐ نے تورات اور انجیل کے وہ حصے نقل کرنے کی اجازت مرحمت فرمادی ۔ جن کی قرآن تصدیق کرتا ہے ۔

دوسری حدیث اسی دور سے متعلق ہے اور تیسرے واقعے سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ مصلحت کا تقاضا ہوا اور اہل کتاب پر انعام حجت کرنا جو دین اسلام اور شریعت محمدیؐ کے

مطابق ان کی کتابوں میں جو تعلیمات پائی جاتی ہیں وہ ان کو انہی کی کتابوں میں دکھا کر حجت پرستی کرنا چاہیے ۔ یہی وہ حصے ہیں جن کی قرآن تصدیق کرتا ہے انھیں تحریف سے پاک حجت

قائم کرنے کی قرآن کے نازل ہونے کے بعد بھی اہل کتاب کو تلقین کی گئی ہے کہ جب تک انھیں قائم نہ کریں گے وہ کسی احصاء پر نہ ہوں گے اور قرآن کے تصدیق شدہ اسی حجت پر مبنی

سے قرآن ایمان لانے کو کہتا ہے ۔



باب ۲۰

عورت کا طلاق کا ر

کیا ہندو اہل کتاب ہیں؟ جب یہ معلوم ہو جائے کہ ویدوں میں آسمانی کلام ہے اور ہندو قوم کو احمدؑ سے آسمانی نسبت بھی ہے اور وہ قیت آدمؑ اور قوم نوحؑ ہے تو سب سے پہلا سوال فطری طور پر یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا ہندو قوم کو اہل کتاب کہا جاسکتا ہے؟ اس سوال کی اہمیت اور بڑھ جاتی ہے جب ہم دیکھیں کہ ہمارے کچھ بزرگ ہندو قوم کو کم از کم خیر اہل کتاب کا درجہ تو دیتے رہے ہیں۔ دیکھئے۔

لیکن مسلمان اس معاملے میں بڑے روادار ہیں اور عربوں نے ہندوؤں کو کفار و مشرکین کے زمرے میں شامل نہیں کیا ہے بلکہ خیر اہل کتاب کا درجہ دیا ہے۔ اس سلسلے میں سید سلیمان ندوی نے اپنی کتاب 'عرب و ہند کے تعلقات میں بڑی محققانہ بحث کی ہے'۔

"سندھ کی سب سے قدیم عربی تاریخ 'صحیح نامہ' کے فارسی ترجمہ میں یہ مذکور ہے۔ محمد بن قاسم نے برہمن آباد (سندھ) کے لوگوں کی درخواست قبول کی اور ان کو اجازت دی کہ سندھ کی اسلامی سلطنت میں اسی حیثیت میں رہیں جس حیثیت میں عراق اور شام میں یہودی، عیسائی اور پارسی رہتے ہیں۔"

"بلاذری میں یہ توضیح ہے کہ۔۔۔ ہندوستان کا بت خانہ بھی عیسائیوں اور یہودیوں کی عبادت گاہوں اور مجوسیوں کے آتش کدے کی طرح ہے۔"

۱۔ اسلام میں دو سر مذاہب اور اہل مذاہب کی حیثیت۔ از مولانا شاہ حسین الدین ندوی بطور ملاحظہ و ملاحظہ ص ۱۸۰
۲۔ صحیح نامہ الریٹ جلد اول ص ۱۸۰ بحوالہ رسالہ صارت
۳۔ ص ۱۸۰
۴۔ ص ۱۸۰
۵۔ ص ۱۸۰
۶۔ ص ۱۸۰
۷۔ ص ۱۸۰
۸۔ ص ۱۸۰
۹۔ ص ۱۸۰
۱۰۔ ص ۱۸۰

ہندو قوم کو ہم کفار و مشرکین کے زمرے میں شامل کریں یا اہل کتاب سمجھیں۔ یہ معلوم ہونا اس لیے بھی ضروری ہے کہ مختلف گروہوں سے معاملات و تعلقات کی نوعیت قرآنی احکامات کی روشنی میں مختلف ہے اور اس سے بھی اہم بات یہ ہے کہ کسی گروہ کو دعوت دینے کا صحیح طریقہ کار قرآن و سنت کی روشنی میں بھی متعین ہو سکتا ہے جب ہمیں اس مخصوص گروہ کے لیے استعمال ہونے والی قرآنی اصطلاح کا علم ہو۔

اب آئیے غور کریں کہ مشرکین تو اہل کتاب کو بھی کہا گیا ہے۔ یہودی حضرت عزیرؑ کو اور عیسائی حضرت عیسیٰؑ کو خدا کا بیٹا ماننے کے بعد مشرکین کی صف میں شامل ہیں۔ بہت سے مسلمان بھی اپنے عقائد یا اعمال کی بنیاد پر شرک سے بری الذمہ قرار نہیں دیے جاسکتے معلوم ہوا کہ مشرکین کا اطلاق اہل کتاب پر بھی ہو سکتا ہے۔ یہی شکل کافرن کی بھی ہے۔ قرآن عزیز کا ارشاد ہے کہ :

ترجمہ : ”انھوں نے یقیناً کفر کیا جو کہتے ہیں کہ بے شک اللہ تین میں کا تیسرا ہے.....“ ۱۷
کفر کے معنی ہیں انکار کرنا۔ دین اسلام کے مسلمہ عقائد سے کسی درجہ کا انکار بھی کفر قرار پائے گا حتیٰ کہ مخصوص موقعوں پر مسلمان بھی کفر کی زد میں آئے بغیر نہیں رہ سکتے۔ مشہور حدیث ہے کہ :

”جس نے جان بوجھ کر نماز ترک کی اس نے کفر کیا“

اس طرح ہم دیکھتے ہیں کہ شرک کی طرح کفر کے مختلف درجات ہیں جن میں سے کسی زکسی درجہ کی زد میں دنیا کے ہر مذہب کے ماننے والے آئے بغیر نہیں رہتے۔ کافر مطلق کا صنف میں آج کے دور میں ہم کسی کو رکھ سکتے ہیں تو وہ ملحدین کی جماعت ہے جس کے پاس کسی خدا کا تصور ہی نہیں ہے۔ ان کے علاوہ جتنے گروہ یا اقوام ہیں وہ کسی زکسی درجہ میں کفر میں ملوث ہو ہی جاتے ہیں لیکن مکمل کافر نہیں کہے جاسکتے۔

ہندو قوم کے پاس شمرک میں ملوث ہونے کے باوجود خدا کا تصور ہے۔ کلام الہی سے

بہم سہی سہی لیکن رشتہ ہے۔ رسولوں کا تصور بہت بگڑ جانے کے باوجود بھی کسی کسی شکل میں موجود ہے اور مرنے کے بعد کچھ نہیں ہو گا، یہ بھی ملحدین کی طرح وہ نہیں کہتے بلکہ ان کے پاس آواگون کے غلط عقیدے کی شکل میں بھی جزا اور سزا کا تصور ہے۔

اس طرح اگر ہم کافرین مطلق یا مکمل کفر کرنے والوں ہی کو کافر کہیں تو کم از کم اس گروہ میں ہندو قوم کو ہرگز شمار نہیں کر سکتے۔
پھر کیا ان کو اہل کتاب کہا جاسکتا ہے؟

جب ہر قوم کی طرف اللہ کے نبی آئے تھے تو صرف یہودیوں اور مسیحیوں ہی کو قرآن نے اہل کتاب کیوں کہا ہے؟ معلوم ہوتا ہے کہ اہل کتاب وہ لوگ ہیں جن کا کتاب اللہ سے (جیسا کہ وہ بگڑی ہوئی شکل میں ہو) رشتہ قائم ہے اور یہ رشتہ کسی نبی کے واسطے سے ہے۔ یعنی اس کتاب کے لانے والے نبی کی نبوت کا بھی وہ اقرار کرتے ہیں۔

اہل کتاب کی اس تعریف پر ہندو قوم پوری نہیں اترتی۔ کتاب ہونے کے باوجود اس سے ان کا رشتہ کٹا ہوا ہے اور نبی دلوں میں گم ہے۔

اہل کتاب نہیں اُمّیّین ہیں | ہندو قوم کو اگر ہم اہل کتاب نہیں کہہ سکتے تو ان کے لیے کون سی قرآنی اصطلاح مقرر کریں گے

یہ جاننے کے لیے ہم ۱۰۰ سال پیچھے کی طرف لوٹنا ہو گا کیوں کہ وہاں ایک قوم ہیں ایسی ملتی ہے جو اپنے آپ کو ایک رسول (حضرت ابراہیمؑ) کی امت کہتی تھی لیکن رسول کی کتاب (صحف ابراہیمؑ) اس کے پاس نہیں تھی۔ یعنی کتاب سے اس کا رابطہ منقطع تھا۔ قرآن نے اس قوم کو اُمّیّوں کا گروہ کہا۔

”اُمّی“ کا مطلب بے پڑھا لکھا نہیں تھا۔ اس معنی میں اس لفظ کا استعمال بعد میں ہونے لگا۔

مازجاج نے تفسیر کی ہے کہ اُمّی وہ ہے جو امت عرب کی صفت پر بے پڑھا لکھا ہوا عرب کی مخصوص صفت تھی۔ بعض علماء کے خیال میں اُمّی اُمّ کی طرف منسوب

ہے..... چونکہ بے پڑے کلمے شخص کی حالت گویا وہی ہوتی ہے جس حالت پر کہ اس کو ماں نے جنتا تھا اس لحاظ سے اس کی نسبت ماں کی طرف کی جانے لگی۔ امام باقرؑ کی طرف یہ خیال منسوب کیا جاتا ہے کہ وہ اس کو امّ القریٰ (مکہ) کی طرف منسوب بتاتے تھے۔ چونکہ اہل مکہ یعنی قریش من حیث القوم بے پڑے کلمے ہی تھے اس وجہ سے بے پڑے کلمے شخص کو امّی کہا جانے لگا..... ۱۔

ہندو قوم کو ہم دیکھتے ہیں کہ وہ بھی اس ۱۴ سال پرانی قوم کی طرح اہل قبلہ ہیں۔ ان کی تمام مذہبی رسومات میں قبلہ سے متعلق مناسک کی جھلک ہے اور ان کے تمام قدیم مناد آج بھی قبلہ رو کھڑے ہیں۔

آئینہ کی تعریف جب ہم قرآن میں محو نمونہ میں توہیں اس مفہوم کے الفاظ ملتے ہیں: "اور ان میں سے ایک دوسرا گروہ آئینوں کا ہے جو کتاب کا تو علم رکھتے نہیں بس اپنی بے بنیاد امیدوں اور آرزوؤں کو لیے بیٹھے ہیں اور محض دہم و گمان پر چلے جا رہے ہیں؛ مگر مندرجہ بالا تمام صفات کی طرح قرآن کی بتائی ہوئی یہ تعریف بھی ہندو قوم پر سونی صد پوری اترتی ہے۔

آئینوں کے تذکرے میں قرآن نے یہ بالکل واضح کر دیا ہے کہ امّی اہل کتاب نہیں ہیں بلکہ ایک مختلف گروہ ہیں۔

..... اور آپ اہل کتاب سے اور آئینوں سے دریافت کیجئے کہ تم اسلام لاتے ہو یا نہ معلوم ہو کہ Believers یعنی خدا پر کسی نہ کسی شکل میں ایمان رکھنے والوں کو قرآن دیگر دہروں میں تقسیم کرتا ہے۔ اہل کتاب اور امّی۔ اور آئینوں کی جو خصوصیات قرآن اور علمائے قرآن نے بیان کی ہیں وہ یہ ہیں:

کتاب کو نہیں جانتے۔ ان کا کتاب کے بارے میں علم گمان اور قیاسات پر مبنی ہے۔

قدیم امت عرب کی طرح اہل قبلہ ہیں اور امّ القریٰ یعنی مکہ سے ان کا گہرا تعلق ہے۔

لے نجات القرآن تالیف مولانا عبدالرشید نعمانی۔ ۱۔ البقرہ: ۸، ۲۰ آل عمران: ۲۰

یعنی ان کی عبادات میں کعبہ کو کلیدی حیثیت حاصل ہے۔
ہم دیکھتے ہیں کہ آج کی دنیا میں صرف ایک ہندو قوم ہی ایسی ہے جو اتنی ہونے
کی اس تعریف پر پوری اترتی ہے۔

اب دوبارہ آپ قرآن میں غور کریں تو معلوم ہوتا ہے کہ امتیوں کے قرآن نے دو گروہ
بتائے ہیں جن کے ذریعہ رسول کا پیغام دنیا کو پہنچنا مقدر ہوا۔ ایک پہلا گروہ جو ۴۰ سال
پہلے عرب میں تھا اور جس میں محمد رسول اللہ کی بعثت ہوئی تھی اور ایک بعد میں آنے والا
آخرین گروہ ۱۰

یہی وہ بعد والا گروہ ہے جس کی قبول اسلام کی خبر قرآن نے مختلف مقامات پر دی
ہے اور احادیث نے جس کی وضاحت کرتے ہوئے ہندوستان کی ہندو قوم کی طرف اشارہ کیا ہے۔

دعوت کا طریق کار احادیث کی روشنی میں۔۔۔ اس قوم کو دعوت

دینے کا طریق کار بتایا ہے۔ مندرجہ ذیل احادیث میں آپ خود ملاحظہ فرمائیں۔

حضرت عبدالرحمن بن عمار حنفیؓ کہتے ہیں کہ مجھ سے اس شخص نے یہ حدیث بیان
کی جس نے نبی کریمؐ سے سنا تھا کہ آپؐ نے فرمایا۔ یقیناً اس امت کے آخری حصہ میں ایک
قوم ہوگی جس کا ثواب ابتدائی دور کے لوگوں (یعنی صحابہ کرامؓ) کے ثواب کے مانند ہوگا۔ وہ
نیکوئوں کا حکم دیں گے۔ برائیوں سے روکیں گے اور فتنہ پرہیزوں سے جنگ کریں گے۔ ۵۳
حضرت ابو عبیدہؓ سے روایت ہے کہ انھوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے
دریافت کیا کہ یا رسول اللہؐ کیا ہم سے کبھی بہتر کوئی ہو سکتا ہے کہ ہم نے (آپ کے ہاتھ پر)
اجاعت قبول کی اور آپ کے شانہ بشانہ چاہا کیا۔ فرمایا۔ ہاں۔ تم لوگوں کے بعد

۱۰ دیکھئے سورہ جمعہ آیات ۲-۳

۱۱ یہ مضمون تفصیل سے باب امیں بیان ہوا ہے۔

۱۲ یہ بھی بحوالہ مشکوٰۃ باب ثواب خذہ الامۃ

ایک قوم ہوگی۔ وہ مجھ پر ایمان لائیں گے جب کہ انھوں نے مجھے دیکھا بھی نہ ہوگا۔ ۱۷
 حضرت عمرو بن شعیبؓ اپنے والد سے اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ
 رسول کریمؐ نے (ایک دن صحابہؓ سے) پوچھا۔ ایمان کے لحاظ سے کون سی مخلوق تمہارے نزدیک
 سب سے عجیب اور عزیمت والی ہے۔ صحابہؓ نے عرض کیا۔ فرشتے۔ فرمایا: ان کے
 ایمان میں کیا عجیب بات ہے؟ وہ ایمان کیوں نہ لائیں جب کہ وہ اپنے پروردگار کے قریب بیٹے
 ہیں۔ صحابہؓ نے کہا۔ پھر یا رسول اللہؐ وہ انبیاء ہیں۔ فرمایا: وہ ایمان کیوں نہ لائیں
 جب کہ ان پر وحی نازل ہوتی ہے۔ صحابہؓ نے کہا۔ پھر یا رسول اللہؐ وہ ہم لوگ ہیں۔ فرمایا:
 تم ایمان کیوں نہ لاتے جبکہ میں تمہارے درمیان موجود ہوں۔ راوی کہتے ہیں کہ پھر رسول اللہؐ نے
 فرمایا: بے شک تمام مخلوقات میں ایمان کے اعتبار سے قومی اور عجیب ترین حقیقتاً ایک
 قوم ہوگی۔ وہ میرے بعد ہوں گے۔ وہ کچھ صحیفے پائیں گے۔ ان (صحائف) میں کتاب ہے
 جو کچھ ان (صحائف) میں ہے اس پر وہ ایمان لائیں گے۔ ۱۸

مندرجہ بالا حدیث میں کتاب اسے مراد قرآن ہے۔ یعنی ان کو ان صحائف میں
 قرآن نظر آئے گا۔ اس مفہوم کو تقویت قرآن کی مندرجہ ذیل آیت سے بھی ملتی ہے۔

”بے شک یہ (قرآن) اولین صحیفوں میں ہے۔“ ۱۹

دیکھا آپ نے احادیث بتاتی ہیں کہ یہ قوم براہ راست قرآن پر ایمان نہیں لانے گی
 بلکہ پہلے وہ اپنے صحائف کو پائے گی یعنی یہ وہ قوم ہوگی جو اپنے صحائف سے کٹی ہوگی اور گویا
 انہیں دوبارہ دریافت کر لے گی۔ ان صحائف میں اسے قرآنی تعلیمات نظر آئیں گی اور اس
 رخ سے وہ اسلام قبول کرے گی اور اس طرح اس قوم کا ایمان عجیب ترین ہوگا اور اتنے مرتبہ
 والا ہوگا کہ ان کا ثواب صحابہؓ کے ثواب کے مانند ہوگا۔

اب تک آپ جان ہی چکے ہیں کہ دنیا کی مذہبی اقوام میں وہ کون سی واحد قوم ہے

۱۷ اس مضمون کی حدیث احمد اور ترمذی نے بھی نقل کی ہے، رزق بن حرام مشکوٰۃ۔ باب ثواب خذہ الامتہ
 ۱۸ یہ بھی بزم مشکوٰۃ۔ باب ثواب خذہ الامتہ ۱۹ سورۃ الشعراء: ۱۹۹

جس کے پاس آسمانی سمائلت میں اور وہ ان سے کٹی ہوئی ہے۔

.....قرآن کی روشنی میں | دعوت کی ابتداء کی بنیادیں قرآن شریف میں جگہ جگہ بیان ہوئے
والے مضمون کی روشنی میں ایمان باللہ، آخرت پر ایمان

اور عمل صالح ہیں۔

بیلے شک جو لوگ ایمان لائے اور جو لوگ یہودی ہوئے اور جو عیسائی ہیں اور صابئین میں
سے جو کوئی اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان لائے اور صالح عمل کرے سوان کے لیے ان کے پروردگار
کے پاس ان کا اجر ہے اور نہ کوئی اندیشہ ان کے لیے ہے اور نہ وہ کوئی غم کریں گے (سورہ بقرہ: ۷۷)
دنیا میں تمام مذاہب کے بنیادی طور پر توحید اور آخرت کے تصورات ہی میں بھگاڑ آیا۔

ہر مذہبی قوم نے بعد میں آنے والے رسول کا انکار اسی لیے کیا کہ وہ نئے آنے والے رسول کے کہنے
پر اپنے بچرے ہوئے توحید اور آخرت کے تصورات کو درست کرنے کے لیے تیار نہ تھے۔ اور
اس کے علاوہ جو غلط اعمال انھوں نے اختیار کر لیے تھے انھیں بھی بدلنے کو تیار نہیں تھے۔ یہودیوں

نیز حضرت عیسیٰ اور حضرت محمد کی رسالت کا انکار کیا۔ اگر وہ اپنے بچرے ہوئے توحید و
آخرت کے عقائد سے رجوع کرنے کو تیار ہوتے اور اعمال بد چھوڑنے کو تیار ہوتے تو حضرت
عیسیٰ کو رسول تسلیم کرنے میں انھیں کوئی تاثر نہ ہوتا۔ کیونکہ وہ یہی تعلیمات تو لائے تھے۔ اسی
طرح انہیں تین بنیادوں میں تبدیلی ہو جانے کا وجہ بھی عیسائیوں اور یہودیوں نے حضرت
محمد کی رسالت کا انکار کیا۔ ورنہ وہ جانتے تھے کہ آپ رسولِ برحق ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ
قرآن نے صرف ان تین بنیادوں کا ذکر کر کے ان تمام مذہبی گروہوں کو بشارت دے دی کہ
اگر تم انہیں درست کر لو تو پھر تمہیں کسی خوف کی ضرورت نہیں۔ ظاہر ہے کہ ایمان رسول
آخر اور قرآن پر بھی لازماً ضروری ہے۔ پھر قرآن نے صرف ان تین ارکان کا ذکر کر کے کیوں
سر مذہب کے ماننے والے کو خوشخبری دے دی؟ اس کا واضح مطلب یہ ہے کہ عظیم حکیم اللہ
رب العزت کے علم میں یہ بات نہ تھی کہ اگر وہ ان تین بھگاڑوں کو درست کر لیں تو رسول اور
قرآن پر ایمان وہ ضرور لائیں گے۔

یہ نینوں بنیادیں توحید۔ آخرت۔ اور عمل صالح ہم ہندو قوم کو ان کی ہی مذہبی کتب ویدوں میں سے نکال کر دے سکتے ہیں۔

دعوت کے طریق کار کے سلسلے میں قرآن ایک ہدایت اور دیتا ہے۔

”آپ اپنے پروردگار کی راہ کی طرف بلائیے۔ حکمت سے اور ردوں پر رقت طاری کرنے والی! اچھی نصیحت سے۔ اور ان کے ساتھ پسندیدہ طریقہ سے مباحثہ کیجیے۔“

حکمت سے بلانے کا مقصد ذرا احساس کسٹری کا شکار ہونا ہے نہ حق کو حق اور باطل کو باطل کہنے سے گریز کرنا۔ حکمت حکومت وقت کی چابکدہسی یا اکبر کے دین الہی جیسے کسی مذہب کو ماننے کا نام بھی نہیں ہے لیکن اینٹ کا جواب اینٹ اور پتھر کا پتھر بے تنگ اسلام نے اس کی بھی اجازت دی ہے۔ بلکہ بعض حالات میں حکم دیا ہے۔ حالات کے صحیح تجزیہ کا نام حکمت ہے کسی موقع پر اللہ کے رسولؐ نے بلالؓ کو خواب کی حلقی ریت پروردگار کی آیتیں دیکھ کر مبرا کیا ہے اور کسی موقع پر فتنے کو چلنے کے لیے اسلامی افواج کو پیش قدمی کرنے کا حکم دیا ہے۔ ایک اسلام کی غربت کا دور تھا اور دوسرا مضبوطی کی طرف بروقت ہوئی اسلامی حکومت کا۔ دعوت کے لیے بھی مختلف ادوار میں مختلف طریق کار استعمال کیے گئے پہلے تین سال خفیہ تبلیغ کی حکمت عملی اختیار کی گئی حالانکہ اس وقت بھی حق حق ہی تھا۔ اس کے بعد پورے مکی دور میں ظلم و ستم کی بھیجی میں تپتے ہوئے ہر جبر کو رضائے الہی کی خاطر ہتھ ہوئے دین حنیف کی تبلیغ کا سلسلہ جاری رہا اور پھر منجبر کے طور پر وہ دور بھی آیا جس میں ظلم کا سراٹھتے ہی کھیل دیا جاتا تھا۔ تبلیغ کی یہ حکمت اگر ہم نے اس ہستی سے نہیں لی۔ جسے حکیم مطلق نے اپنے فضل خاص سے نوازا تھا تو ہمیں ہر مرد پرے پر شکست ہوگی۔ حکمت کی تعلیم اللہ کے رسولؐ کی تعلیم کا ایک جزو ہے۔

”..... اور وہ (رسولؐ) تمہیں کتاب اور حکمت کی تعلیم دیتا ہے۔.....“

کتاب و قرآن کی تعلیم کے ساتھ حکمت کی کتنی اہمیت ہے اس کا اندازہ اس ارشاد

سے نکائیں :

وہ جسے چاہتا ہے حکمت عطا کرتا ہے اور جسے حکمت عطا ہوگئی اسے یقیناً خیر کثیر عطا ہوا۔ اور نصیحت تو بس صاحبانِ فہم ہی قبول کرتے ہیں۔ (سورۃ البقرہ: ۱۲۹)

ہندو مذہب کو اس کی کھولی ہوئی حقیقت دیکھئے | ہندو کو

کہہ کے ہم نے دیکھ لیا۔ مذہب تبدیل کرنے کے بعد وہ اپنے معاشرے سے کٹ جاتا ہے۔ ہندو سماج میں مسلمانوں کے خلاف نفرت میں مزید اضافہ ہو جاتا ہے اور اس نو مسلم کو ہم اپنے ساتھ ایڈجسٹ نہیں کر پاتے۔ اس کے شادی بیاہ اور روزگار کے مسائل مزید الجھ جاتے ہیں۔ جیسے مدینے کے انصار نے مکے کے مہاجرین کو بھائی بنایا تھا اس کی ادنیٰ سی مثال بھی ہم اس بے چارے کو فراہم نہیں کر پاتے کبھی کبھی تو بدول ہو کر نو مسلم کی واپس پرانے مذہب کی طرف لوٹنے کی مثالیں بھی دیکھنے میں آئی ہیں۔ یہ تو ان چند افراد کا معاملہ ہے جو اسلام قبول کرنے کی ہمت کرتے ہیں۔ اکثریت مسلمانوں کے بگاڑ کو دیکھ کر اسلام کی خوبیوں ہی سے متاثر نہیں ہوتی۔ ایسے حالات میں دعوت کی صرف ایک ہی مؤثر شکل ہے۔ ہندو کو مسلمان نہ کر کے ہندو مذہب کو اس کی بھولی ہوئی اصل حقیقت پر لایا جائے۔ یہ افراد کی نہیں قوم کی تبدیلی کا راستہ ہے۔

موجودہ دور میں اسلام کا طرزِ تبلیغ و دعوت کتاب و سنت سے اصولی طور پر تمام مذاہب کے ماننے والوں کے لیے اور خصوصی طور پر ہندو قوم کو دعوت دینے کے لیے یہی ثابت ہوتا ہے کہ ان کے سابقہ مذہب کو اس کے اصل گم شدہ اسلام کی طرف بحال کرنے کا انداز اختیار کیا جائے۔ ایسا طریقہ اختیار نہ کیا جائے جس سے تبدیلی مذہب، ارتداد اور دھرم پر یورتن کا الزام عائد ہو۔ یہ غلط مسخ شدہ طریقہ ہمارا نہیں، عیسائی مشنریوں کی درآمد کردہ بدعت سیئہ ہے۔ ہمیں اسے چھوڑ کر اس وقت ملتِ آدم و نوح کے معاملے میں وہی طریقہ دعوت اختیار کرنا ہوگا جو خود حضورؐ نے ملتِ ابراہیمی کے سامنے اسلام کے تعارف کے لیے اختیار فرمایا

دو زبردست حادثے | تبلیغ میں حکمت کی اتنی زبردست اہمیت قرآن نے کیوں رکھی ہے اس کے واضح ثبوت تاریخی واقعات میں ہیں تھے

میں۔ اسی صدی میں دو موڑ تاریخ میں ایسے آچکے ہیں جب مسلمانوں کے حکمتِ عملی سے کام دینے سے غیر مسلمین کی حکمتِ عملی کامیاب ہوئی اور دونوں مرتبہ کروڑوں کی تعداد میں پوری پوری قومیں اسلام میں داخل ہوتے ہوئے لوٹ گئیں۔ ان دونوں زبردست حادثوں میں سے ایک کا تعلق روس سے ہے اور دوسرے کا ہمارے ملک ہندوستان سے۔

روسی کمیونسٹ انقلاب کے رہنما کریمینسکی تمام مذاہب عالم کا مطالعہ کرنے کے بعد اسلام سے بہت متاثر ہوئے تھے اور روسی عوام کے قبولِ اسلام کی خواہش رکھتے تھے۔ ان کے بارے میں یاد کیا جاتا ہے کہ ان کی اسلام سے دلچسپی ایک بزرگ بقر خان سے ملاقات کا نتیجہ تھی جن سے وہ کافی متاثر ہوئے تھے اور جن کے فیضِ صحبت کا لینین پر بہت اثر تھا۔ بہر حال لینین نے کوشش کی لیکن علمائے مہر کی لاطمی وغیرہ دانش مندی اور برطانوی حکومت کی حکمتِ عملی سے یہ زریں موقع ضائع ہو گیا۔

اس سانحے کی تفصیلات ایک ہندوستانی کمیونسٹ لیڈر نے بیان کی ہیں جن کے لینین سے ذاتی تعلقات تھے۔ محمد عبداللہ ریٹارڈ آئی۔ بی۔ ریس کی زبان میں سینے، ایم این رائے (M.N. Roy) ہندوستان کے معروف لیڈر تھے اور ۱۹۶۱ء کے دہیان ۲۵ کمیونسٹ انٹرنیشنل روس کے فعال کارکن تھے۔ جرمنی، فرانس اور چین کے مزدوروں کی تحریک میں انھوں نے اہم خدمات انجام دیں۔ لینین سے ان کے اچھے تعلقات تھے اور انھیں کے ایک ساتھی اور ہندوستانی نے اس وقت کے سیاسی حالات کے تحت ہندوستان چھوڑ کر روس میں پناہ لی تھی۔ ان سے بھی لینین کے ذاتی تعلقات تھے۔ انھوں نے اپنی خود نوشت سوانح عمری میں لینین کی اسلام سے دلچسپی اور عقیدت کے بارے میں جو مباحث کی وہ قابلِ ملاحظہ ہے۔

زادِ روس کے دور کے خاتمے پر جب لینین برسرِ اقتدار آئے اور انھوں نے

کیونٹ حکومت قائم کر لی تو ایک دن اپنے قریبی دوستوں کی میٹنگ طلب کی اور اس میں انھوں نے فرمایا..... ہم اپنی حکومت قائم کرنے میں کامیاب ہو گئے ہیں لیکن اس کو برقرار رکھنے اور اس کو چلانے کے لیے اس کی ضرورت ہے کہ ہم ایسے نظریہ حیات کو اپنائیں جو انسانی فطرت کے مطابق ہو اس لیے کہ انسان کو اپنی بقا کے لیے صرف روٹی نہیں چاہیے بلکہ اس کی روح کی تسکین کے لیے ایک مذہب کی بھی ضرورت ہے۔ میں نے تمام مذاہب کا گہرا مطالعہ کیا ہے۔ میرے نزدیک سوائے ایک مذہب کے کسی اور میں یہ صلاحیت نہیں ہے جو ہمارے نظریہ کیونٹزم کا ساتھ دے سکے۔ اس لیے میں ابھی اس مذہب کا نام ہی بتلاؤں گا۔ اس بارے میں رائے قائم کرنے میں آپ جلدی نہ فرمائیں اس لیے کہ یہ سوال کیونٹزم کی نوبت اور حیات کا ہے۔ آپ وقت لیں اور غور کریں۔ ہو سکتا ہے میں غلطی پر ہوں لیکن ہمیں اپنے تصفیے کے بارے میں ٹھنڈے دل سے غور کرنا ہو گا۔

میں سمجھتا ہوں کہ اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے جو اپنے مادی رجحانات میں کیونٹزم پر پورا اترتا ہے۔

یہ سن کر مجمع میں شور ہونے لگا تو لینن نے ٹھنڈے دل سے پھر غور کرنے کی ہدایت دی کہ آج سے پورے ایک سال کے بعد ہم پھر ملیں گے اور اس وقت طے کریں گے کہ کیونٹزم کو کوئی مذہب اختیار کرنا چاہیے یا اور کون سا؟

برطانوی حکومت کے محکمہ خارجہ کو جب اس کا علم ہوا تو اس نے اس میں برطانوی سلطنت کے لیے بڑا خطرہ محسوس کیا کہ اگر کیونٹزم اور اسلام مل جائیں تو روس کو برطانیہ پر ایک ناقابل تسخیر قوت اور فوقیت حاصل ہو جائے گی۔ فوری انھوں نے ایک مشد کھڑا کیا۔ اسلام کے لیے مذکورہ جیسا خدا سے منحرف اور ملحد نظریہ قابل قبول ہو سکتا ہے؟ ملائے انہر نے جو اس سوال کے پس منظر سے واقف تھے ایسا فتویٰ صادر کر دیا جو برطانوی حکومت چاہتی تھی۔ یہ فتویٰ طبع کروا کر دنیا کے کونے کونے میں تقسیم کر دیا گیا۔ حتیٰ کہ روس کے اسلامی ملائقوں میں اس فتوے کی کاپیاں ابھی تک بعض مسلمانوں کے پاس ہیں۔

ظاہر ہے کہ اس کا علم لینن کو ہو گیا۔ انھوں نے اپنی حیرت کا اظہار کیا اور کہا۔ میں سمجھتا تھا کہ مسلمان سمجھدار ہوں گے لیکن ایسا مظلوم ہوتا ہے وہ بھی اور مذاہب کی طرح بڑے کٹر اور دتیانوسی ہیں۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اسکیم دھری کی دھری رہ گئی اور اس کے مخالفین نے اہلینا کا سانس لیا۔ ۱۰

اب غیر مسلمین کی کامیاب حکمت عملی کی ایک دوسری مثال دیکھیے جس کا تعلق ہندوستان سے ہے۔

یقین کیا جاتا ہے کہ ڈاکٹر امبیڈکر جو ہر یجنوں اور ہندو پس ماندہ ذاتوں کے سب سے مقبول رہنا تھے، ہندوستان کی پوری ہر یجن آبادی کے ساتھ اسلام قبول کرنے کے خواہش مند تھے۔ تاہم جی جی کو جب یہ معلوم ہوا تو انھوں نے ڈاکٹر امبیڈکر سے پوچھا کہ تم کو کون سا اسلام قبول کرنا چاہیے ہو۔ شیعہ مسلمان والا یا سنی مسلمان والا۔ اگر شیعہ ہونا چاہو تو ان میں بھی بہت سے مذہبی فرقے ہیں۔ کس فرقے کا اسلام قبول کرو گے؟ اگر سنی ہونا چاہیے ہو تو ان میں بھی بہت سے مذہبی فرقے ہیں۔ دیوبندی، بریلوی، وہابی وغیرہ اور ان سب میں آپس میں ایسی ہی نفرت ہے کہ ایک دوسرے کو داخل اسلام نہیں مانتے۔ ڈاکٹر امبیڈکر نے اس گفتگو کے بعد اپنا ارادہ تبدیل کر دیا اور کہا کہ میں سمجھتا تھا کہ اسلام میں ذات پات نہیں ہوتی اور اسی لیے میں اس مذہب کو پسند کرتا تھا۔ یہ وہ عبرت کی داستانیں ہیں جن کی سیاسی ابھی تاریخ کے صفحات میں خشک سبب نہیں ہونے پائی ہے۔

کاش ہم یہ سمجھ لیں کہ رسول اکرمؐ کی پوری دعوتی زندگی حکمت پر عمل پیرا ہونے کا عملی نمونہ تھی۔ اسلام کی غربت کے اس دور میں اللہ کے رسولؐ نے اس قوم سے کہا تھا کہ میں تمہارے پاس کوئی نیا دین لے کر نہیں آیا

ہوں بلکہ دین حنیف اور دین ابراہیمی ہی پیش کر رہا ہوں۔ کیا اسلام کی غربت کے اس دور میں ہم اس قوم کے سامنے دین اس حیثیت سے پیش نہیں کر سکتے کہ ہمارا دھرم کوئی نیا دھرم نہیں ہے بلکہ ہم بھی نوح (منو) کو پیغمبر مانتے ہیں اور ان کا پیغام جو تمہارے پاس ہزاروں برس کی دھول میں دھندلا گیا ہے۔ اسے اللہ کی آخری اور بیچ کتاب کی روشنی میں صاف کیا جاسکتا ہے۔

یقین کیجئے یہ قوم بڑی متلاشی ہے صدیوں سے ان افراد کی جو انہیں ان کا دھرم سمجھا سکیں جسے یہ آج تک خود بھی نہیں سمجھ سکی ہے لیکن اس سے چپٹی ہوئی ہے کہ یہ ان کا دھرم ہے۔

سونا تھ کے مند کو ڈھانے والے محمود غزنوی کے لشکر کے ساتھ ہی تو البرہیونی آیا تھا جس کے یہ آج تک احسان مند ہیں کیونکہ اس نے ان کے دھرم کو بھگنے کی کوشش کی تھی۔ البرہیونی کا انداز کچھ اور تھا۔ اس کام کو بہتر طور پر قرآن و حدیث کی روشنی میں سرانجام دیا جاسکتا ہے۔ کیا ہم اسلام کو اس حیثیت سے ان کے سامنے پیش نہیں کر سکتے کہ یہی تمہارا اصل دھرم تھا اور قرآن کی روشنی میں ان کے دھرم کی گتھیاں سلجھا کر یہ نہیں ثابت کر سکتے کہ یہی دین ہے جسے نوح (منو) نے پیش کیا تھا۔

انکار مت کیجئے۔ یہ نہ کیجئے کہ کہاں صاف پتھر پاکیزہ مذہب اسلام اور کہاں دنیا بھر کی خرافات کا مجموعہ ہندو دھرم؛ کوئی مماثلت ہی نہیں!!! وہ سرے سے کوئی دھرم ہی نہیں ہے!!!

اس رخ پر کام کرنے سے پہلے ان کے دھرم کا مطالعہ کرنا ہوگا۔

مولانا ابوالحسن علی ندوی نے حضرت عمرؓ بن خطاب سے مروی حدیث نقل کی ہے

کہ "قریب ہے وہ شخص اسلام کی ایک ایک کڑی علیحدہ کر دے جس نے اسلام میں ہی انھیں کھولیں اور جاہلیت سے بالکل نا آشنا ہے؟"۔

چودہ سو سالہ اسلامی تاریخ میں بہت بڑی تعداد میں ہمارے علماء نے تورات، زبور اور انجیل کو کنگھال ڈالا لیکن کتنے علماء ایسے ہیں جنہوں نے ہندو دھرم کا مطالعہ کیا ہے کچھ کوششیں سامنے آئیں تو وہ اس انداز کی ہیں جن میں ہندو مذہب کی موجودہ کتب کے غلط ترجموں میں ہندو مذہب کی خرابیاں تلاش کر کے اسلام کی خوبیوں سے تقابل کیا گیا ہے۔ بات چلے ہی صبح ہو لیکن ایسی اُردو کتابوں کا ترجمہ اگر آپ ہندوؤں کے سامنے رکھ دیں تو وہ بجائے تسلیم کرنے کے اور متنفرد ہو جائیں گے۔

مثبت انداز میں ان کی تمام مذہبی کتب کا جائزہ لیں تو آپ کو محسوس ہوگا کہ اسلام کو ان ہی کے مذہب کی حیثیت سے پیش کر سکتے ہیں اور انہیں تسلیم کرنے میں کوئی تامل نہ ہوگا۔ **کم از کم اتنا تو کیجئے** | اس تحقیقی کام کو ہر ایک فوری طور پر شروع نہیں کر سکتا صرف ہندی جاننے سے بھی کام نہیں چلے گا۔ اصل گمراہی ویدوں پر انوں اور اپنشدوں کے ہندی ترجموں سے پھیلی ہے۔ امت میں سے ایسے افراد کو سنسکرت سیکھنے کے لیے سامنے آنا ہوگا جن کی دینی بیک گراؤ نہ ہو۔ یہ کام بظاہر محنت طلب ہے۔ لیکن اگر اللہ کے رسولؐ کے کاتب حضرت زیدؓ چند دن میں سریانی سیکھ سکتے تھے۔ مولانا حمید الدین فراہیؒ سریانی اور عبرانی سیکھ سکتے تھے۔ ابوہریرہؓ سنسکرت سیکھ سکتے تھے تو ہمارے قرآنؐ حدیث کا علم رکھنے والے نوجوان سنسکرت کیوں نہیں سیکھ سکتے۔ اگلے چند برسوں میں جب تک امت میں ایسی کھوپ تیار ہو اس وقت تک ایک کام ہے جو ہم کر سکتے ہیں۔ نفروں کی خلیج کو پائے کا لام۔ وہ کام جو امریکہ کے مسلمانوں نے شروع کیا ہے۔ اس کا ایک مختصر خاکہ ہم آپ کے سامنے پیش کرتے ہیں۔

امریکیوں کی مثال | تین سال قبل امریکہ کے میسائیوں اور یہودیوں نے ملتِ ابراہیم کی بنیاد پر ایک فورم قائم کیا جس کا مقصد ایک دوسرے کو سمجھنے کی کوشش اور مذہبی منافرت کو ختم کرنا تھا۔ امریکہ میں مسلمانوں کی تعداد بھی اب اتنی ہو گئی ہے کہ ان کو بحیثیت ایک اقلیت کے اب تسلیم کیا جانے لگا ہے۔ مسلمان

علماء نے اس فورم سے کہا کہ حضرت ابراہیمؑ ہمارے بڑے جلیل القدر پیغمبر تھے۔ پھر آپ نے اس فورم سے یہیں کیوں طبعہ رکھا ہے۔ فورم کی از سر نو تشکیل ہوئی اور اس کا نام مسلم عیسائی یہودی لیڈر شپ فورم (Muslim, Christian, Jews Leadership Forum) رکھا گیا۔ تینوں نے مل کر کیا کوشش سب حضرات ابراہیمؑ کے پیرو ہیں۔ مذہبی اختلافات کے معاملے میں اپنے اپنے مسلک پر جمے رہنے کے باوجود ہم میں بہت کچھ مشترک ہے اور ان مشترک قدروں کو ہمیں ایک دوسرے کے سامنے نمایاں کرنا چاہیے۔

پہلے آٹھ آٹھ علماء ہر فرقے کے اکٹھا ہوئے اور انھوں نے دو دو گفتگوں کے حجم و تقوں میں ایسی تبادلات خیال کیا۔ اپنے اپنے عقائد اور مذہبی خیالات سے ایک دوسرے کو آگاہ کرایا۔ فورم کے لیے لائحہ عمل مرتب کیا۔ پھر ایک عملی سطح کا زیادہ نمائندہ افراد کا اجلاس بلایا گیا۔ انھوں نے ایک دوسرے کو اپنی معاشرت، تہذیب، تہوار اور مذہبی رسومات سے آگاہ کرایا۔ پھر دسمبر ۱۹۹۷ کو امریکی ریاست ڈیٹروئٹ (DETROIT) میں مزید نمائندہ افراد کا ایک عمومی اجلاس ہوا۔ اس میں ۲۹ مسلمان ۳۶ یہودی ۹۱ عیسائی اور دیگر مذاہب کے افراد بھی شریک ہوئے۔ اس اجلاس میں تینوں مذاہب کے علماء نے تقاریر کیں۔ مسلمان عالم دین ڈاکٹر مرتضیٰ حسین صدیقی نے جن کی پیدائش ہندوستان کی ہی ہے۔ ان تینوں جلسوں میں شرکت کی اور رہن سہن، معاشرت اور دیگر باہمی مذہبی مسائل پر تفصیل سے تمام نمائندوں سے تبادلہ خیال کیا۔ اس کے بعد سے آج تک یہ فورم بہت اچھے نتائج کے ساتھ کام کر رہا ہے۔ اس وقت اس فورم کے ترجمان رسالہ ہیلان [HAELAN] جلد ۷، شمارہ ۲۰ سے کچھ حوالے ہم آپ کے سامنے رکھ رہے ہیں۔ اگرچہ ۸۴ صفحات کا یہ رسالہ لفظ بہ لفظ دیکھنے کے قابل ہے لیکن متعارف کرانے کے لیے ہی جن اقتباسات کو نقل کرنا ضروری ہے وہ ہم پیش کر رہے ہیں۔

عیسائی پادری آسکر جے۔ آئس نے اپنی تقریر میں کہا۔

..... حضرت ابراہیمؑ دنیا کے تین بڑے مذاہب کے باؤ آدم میں۔ یہودیت، عیسائیت اور اسلام۔ ان تینوں مذاہب میں ایک خدا کا عقیدہ، بہت سے انبیاء کو تسلیم کرنے کی کیسانیت

اور دوسروں کے مقابلے میں انسانی زندگی کو زیادہ قدر و قیمت جیسی قدر میں مشترک ہیں۔ اسے ذاتی ماحول میں افہام و تفہیم سے ہمارے اندر باہمی اعتماد اور اپنائیت پیدا ہو چلی ہے اور اس کے ساتھ ہی سب کی سلامتی کی مخلصانہ فکر بھی ہے۔

..... پچھلے مارچ میں ٹیلی ویژن پر ایک پروگرام دکھایا گیا جس میں شیعہ مسلمانوں کو دہشت گردوں کی حیثیت سے پیش کیا گیا تھا۔ تینوں مذاہب کے علماء اکٹھے ہوئے اور انھوں نے ٹیلی ویژن کا ریڈیو ٹین کو اس سلسلے میں متجاہزی مراسلے بھیجے کہ چند لوگوں کی شرارت کی وجہ سے پوری قوم کے بارے میں خراب تصویر پیش نہ کیا جائے۔

..... ستمبر کے مہینے میں اسٹنوں میں ایک یہودی عبادت گاہ پر بمباری ہوئی۔ جب آخری رسومات کے لیے ڈیڑھ گھنٹے میں یہودی اکٹھا ہوئے تو انھیں فورم کے دو مسلم علماء کے تعزیتی خطوط موصول ہوئے جن میں باہمی امن کی خواہش کا مادہ کیا گیا تھا۔ ایک مہم عالم نے آخری رسومات میں شرکت کی.....

امام مرزا حسین صدیقی نے اپنے خطاب میں فرمایا :

..... یہ اور دیگر بہت سے اختلافات اسلام، یہودیت اور عیسائیت میں ہیں لیکن بہت سی مشترک قدریں بھی ہیں جیسا کہ میں پہلے کہہ چکا ہوں۔ احترام اور باہمی صلح کا مطلب یہ ہے کہ جب اختلاف کریں تو بھی باہمی اعتماد و عزت اور نرم خوئی کا خیال رکھیں۔ گفتگو دلائل کے ساتھ ہو اور اچھے سے اچھے انداز میں ہو۔ مسلمان ہونے کی حیثیت سے ہمیں قرآن کا مشورہ ماننا چاہیئے۔ اور اہل کتاب سے مباحثہ مت کرو۔ مگر مہذب طریقے سے.... (العنکبوت: ۴۶)۔

انگریزی جرنل Haelan معروضہ Ecumenical Theological Centre
Vol. VII. No. 2
Detroit, Michigan.

۶	ص	جلد ۲	نمبر ۲	۶	ص
۶	ص	"	"	۶	ص
۶	ص	"	"	۶	ص
۱۵	ص	"	"	۱۵	ص

”..... ہماری روایات بہت مثبت کردار ادا کر سکتی ہیں اور ان سرگرمیوں میں شامل ہو کر ہمیں معلوم ہوگا کہ ہمارے درمیان کتنی قدریں مشترک ہیں جن کا ہم نے کبھی تصور بھی نہیں کیا تھا۔ اس سے ہماری آپسی دوریاں ختم کرنے میں مدد ملے گی۔ ہمارے درمیان تعصبات، خوف اور نفرت کا زیادہ حصہ اسی ایک دوسرے سے دوری کی وجہ سے ہے۔۔۔۔۔ قریب آنے سے ہم ایک دوسرے کے مسائل کو بہتر سمجھ سکیں گے اور ایک بہتر سماج کی تشکیل میں معاون ہوں گے۔“ ۱۷

یہودی عالم ڈاکٹر مارک۔ ایچ۔ تانینوم کی تقریر کے اقتباسات بھی دیکھئے :

”ہمارا بنیادی مسئلہ ایک دوسرے کے بارے میں خبر نہ لاطی ہے۔۔۔۔۔“ ۱۸

”..... یہاں ایک عام تاثر یہ ہے کہ تمام مسلمان بربریت کے ظلم بردار اور دہشت پسند ہوتے ہیں۔ یہ بات ایک مذہبی جھوٹ کی حیثیت اختیار کرتی جا رہی ہے۔۔۔۔۔ یہیں ان تمام مذہبی جھوٹوں کا قلع قمع کرنا ہے، اس سے پہلے کہ سیاست انہیں استعمال کر کے عالم گیر تباہی کا باعث بن جائے۔“ ۱۹

”..... مشہور ماہر نفسیات فرام کہتا ہے کہ ہندوستان میں ایک اجتماعی بیماری ہے کہ ہندو ہب کا پیرو اپنے کو برتر اور دوسرے کو کم تر سمجھتا ہے۔ مسلمان سمجھتے ہیں کہ تمام سچائیوں اور نجات کے راستوں پر ان کی اجادہ واری ہے۔ یہی ہندو اپنے بارے میں اور سکھ اپنے بارے میں سمجھتے ہیں۔ یہی مسئلہ دنیا کے ہر خطہ میں کشیدگی کی بنیاد ہے۔“ ۲۰

یہ تو تھے یہودی عالم کی تقریر کے حصے۔ اس سے قبل میسائے اور مسلمان علماء کی تقریروں کے اقتباسات آپ نے دیکھے۔

اس فورم میں جن دیگر مسائل پر غور کیا جا رہا ہے ان میں سے چند مندرجہ ذیل ہیں :

ایک اچھا مسلمان، عیسائی، یہودی کیسا ہوتا ہے ؟

۱۔ انگریزی جرنل	جلد ، نمبر	ص ۳۶
۲۔	”	ص ۲۹
۳۔	”	ص ۳۲
۴۔	”	ص ۳۲

دوسرے مذاہب کے ماننے والوں کو اپنے مذہب کی دعوت کیسے دی جائے ؟
 اس عنوان کے تحت عیسائی پادری نے بتایا : ہم اپنے آپ کو ایسے دل کش انداز میں پیش کرتے ہیں کہ دوسروں میں ہمارے ساتھ شامل ہونے کی خواہش پیدا ہو جاتی ہے ۔
 مسلمان عالم امام عبداللہ الامین نے کہا : ہم ان تمام لوگوں کو اپنے مذہب کی دعوت دیتے ہیں ۔ جو ایک خدا اور آخرت میں ایمان رکھتے ہیں ۔

ہمارا خدا کے بارے میں کیا عقیدہ ہے ؟
 سہ سائٹی میں دہشت گردی کے اثرات ۔
 ذرائع ابلاغ اور اسکولی کتابوں سے نفرت کا مواد ختم کرنا ۔

یہ ہے امریکن مسلمانوں کی کوشش کی ایک جھلک ۔ ایک دوسرے سے نفرت کرنے والی تین قوموں نے یکسانیت کی ایک بنیاد تلاش کر لی تاکہ اپنے اپنے مذہب پر قائم رہتے ہوئے وہ سازگار ماحول پیدا ہو سکے جس میں ایک دوسرے کو اپنا مذہب سمجھایا جاسکے ۔ اس دوستانہ گفتگو میں جیت اسی دین کی ہوگی جو حق ہوگا ۔ انشاء اللہ ۔

سازش یا حکمت عملی
 ایک ہم ہندوستان میں حضرت نوح کو اپنا نبی تسلیم کرنے کی بنیاد پر یہاں کی ان دو بڑی قوموں کو اکٹھا نہیں کر سکتے تاکہ آپسی منافرت ختم ہو کر وہی سازگار ماحول پیدا ہو سکے جس کی امریکن مخلصین کوشش کر رہے ہیں ۔ اگر یہ کوشش ہماری طرف سے ہو تو یہ عالم گیر بیانیے پر نتائج کی حامل ہوگی کیونکہ حضرت نوح کو یہودی اور عیسائی کبھی اپنا پیغمبر تسلیم کرتے ہیں ۔ انھوں نے صرف سامی نسلوں میں مشترک قدریں تلاش کی ہیں ہم دنیا کی دونوں بڑی نسلوں سامی اور غیر سامی مذہبی قوموں کے اتحاد کی راہ فراہم کر سکتے ہیں جن میں ہندو عیسائی ، یہودی اور مسلمان سب شامل ہیں ۔

یہ غور طلب پہلو ہے ۔ عوام مسلمان سیاست داں اور اہل علم حضرات غور فرمائیں کہ کیا یہ مسلمانوں کو ہندوانے کی سازش کا حصہ ہے یا تمام عالم کو اسلامیانے کی حکمت عملی ۔

خلاصہ : طریق کار کے سلسلے میں قرآن و سنت اور تاریخی مثالوں کی روشنی

۲۔ ہندوستانی قوم کی مذہبی کتابوں میں اہل علم حضرات قرآن کی روشنی میں تحقیق کریں تاکہ ان کے ان کے اصل دین کی طوط انہیں کی کتابوں کے رُخ سے ملایا جاسکے۔

اور یہ خیال رہے کہ مہلت بہت زیادہ نہیں ہے۔ پندرہویں صدی شروع ہو چکی ہے پندرہ سو سال بعد کسی عظیم تبدیلی کی قرآن و حدیث کی مشین گوئی آپ کی نظر سے گذر چکی کہ جس خسار کے بعد اور فحطانی اور عربوں کے گڑبڑ کرنے کے بعد حدیث کی یہ تنبیہ آپ کے نظر نواز ہو چکی کہ — ”اب یہ نہ پوچھنا کہ عرب کب ہلاک ہوں گے؟“

بہ انتظار کا نہیں بلکہ عمل کا وقت ہے۔ جان لیجئے ہم تاریخ کے فیصلہ کن سرے کے قریب ہیں اور صدیوں سے چڑھا ہوا اس قوم کا قرض ہمیں چکانا ہے۔

ہندو عالم جانتے ہیں | تبدیلی کا وقت قریب ہے۔ یہ ہندو علماء بھی جانتے ہیں۔
ثبوت، ملاحظہ ہو :

ایسے ثبوت موجود ہیں کہ میگ بدلتے کا وقت آگیا ہے۔ کل میگ اب دواغ ہو رہا ہے اور اس کی جگہ پر ایسا دور آ رہا ہے جسے سن میگ کہا جاسکے۔ مَنوا سمرتی لنگ پراں اور بھاگوت مہا دیئے لکے اعداد و شمار کے مطابق حساب پھیلانے سے پتہ چلتا ہے کہ موجودہ "بحران کا دور ہے۔۔۔۔۔ ان سب اعداد و شمار کو دیکھتے ہوئے وہ وقت ٹھیک انھیں دونوں ہے جس میں میگ بدلتا چاہیئے۔۔۔۔۔ جو سن ۱۹۵۰ء سے سن ۲۰۰۰ء تک ۲۰ سال کا ہے۔ ان کے اعداد و شمار کہاں تک ٹھیک ہیں؟ اس کا آخری فیصلہ تو ہم نہیں کر سکتے لیکن پندرہویں صدی ہجری کے فیصلہ کن ہونے کے بارے میں تو ہمیں یقین ہونا ہی چاہیئے۔

ایک بدلنے والا ہے | قرآن و حدیث نے جس ایمان افروز ایبانی بارش کی پیشین گوئی کی تھی اس کے آثار نمایاں ہو چکے ہیں۔ بھائیوں! خاکرو دکھیے۔ گھٹائیں اٹھتی ہوئی نظر آنے لگی ہیں۔ ٹھنڈی ہوا کا پہلا جھونکا کسی بھی وقت آنے ہی والا ہے۔ ان گھٹاؤں میں بجلیاں بھی چھپی ہوئی ہیں جن سے حفاظت کا طریقہ خداوند قدوس ہمیں بتا چکا ہے۔ گہری خفید سے فوراً بیدار ہونے کا وقت ہے۔

دلیل خداوندی | دنیا کہ وہ تمام زبانیں جن میں آسمان صوائف کا نازل ہونا انسان کے علم میں ہے، مردہ ہو چکی تھیں سوائے عربی کے جو اللہ کی آخری کتاب قرآن کی زبان ہے اور تاقیامت زندہ رہے گی۔ سنسکرت، سکھائی، آرامی، سریانی اور عبرانی زبانیں مردہ ہونا بھی قدرت کی ایک نشانی تھی جو اس بات کا مظہر تھی کہ قرآن کے سوا دیگر صوائف عوام کے لیے ناقابل فہم بنا دیے گئے۔ لیکن بدل گیا! اس دور کے نزدیک جس میں اس قدیم ترین مذہب والی قوم کا اپنی مذہبی کتابوں کے رُخ سے ایمان لانا مقدر تھا، دنیا کی تمام مردہ زبانوں میں قدیم ترین زبان سنسکرت میں دوبارہ زندگی کے آثار نمایاں ہو چکے ہیں۔ بے شک اللہ جل شانہ کی حسن تدبیر انسانی عقل سے باہر ہے۔ ہندوستانی حکومت کی سرپرستی میں سنسکرت کو اس طور پر دوبارہ زندہ کیا جا رہا ہے کہ ہماری اگلی پڑھی کے بیشتر افراد جس میں ہندو مسلمان سب شامل ہیں سنسکرت جاننے اور سمجھنے والے ہوں گے۔ یہ وہ نسل ہوگی جو سنسکرت جاننے کے بعد پنڈتوں کے شجر ممنوعہ بنا دینے کے باوجود دیدوں پر تحقیق کیے بغیر مانے گی۔ اور یہی ابتداء ہوگی اُس انتہائی جسے ہندو مذہب نے کل ایک (دو تاریکی) جانے کے بعد ست ایک (نورانی دور) کا آنا بتایا ہے۔

اے کاش | رحمت خداوندی کا یہ ہمارے اوپر بے پایاں خصوصی کرم ہے کہ ہمیں اس ملک میں پیدا کیا جہاں ہمارے لیے دنیا کے درجہ مسلمانوں کے مقابلے میں اس قوم نور کے سامنے علم اور عمل کے ذریعہ دعوت پیش کرنے

کے لیے شمار مواقع ہیں۔ اب یہ ہمارے اختیار میں ہے کہ ہم اس انعام کو پلکوں سے اٹھاتے ہیں یا ناشکر گزار ہونے کا ثبوت دیتے ہیں۔ ہم جو پیغمبر آخر الزماں کی امت ہیں۔ حکمت ربانی کے تحت تاریخ انسانی کے ایک اہم ترین موڑ پر اس قوم کے درمیان بھیجے گئے ہیں جو دنیا کے پہلے سرے پر مبعوث ہونے والے آدم ثانی کی امت ہے۔ تمام گواہیاں اس بات کی موجود ہیں کہ تاریخ اپنے آپ کو دہرائے گی۔ جہاں سے شروعات ہوئی تھی وہیں اختتام ہوگا۔ تاریخ عبرت کی داستانوں سے بھری پڑی ہے۔ کیا ہمارے حاکم اس کے بعد پھر کوئی اور موقع آئے گا۔؟

کتنے دکھ کی بات ہے کہ اپنے ساتھ رہنے بسنے والی قوم کو دعوت دینے کے بارے میں غور کرنا ہم میں سے کچھ لوگوں نے اب شروع کیا ہے۔ اس لیے کہ اب اس کی نیت اور ارادوں سے ہم کو خوف محسوس ہونے لگا ہے۔ بہتر تو یہ تھا کہ اللہ کی رضا کے لیے ایسا کرتے ورد اگر ہم خوف سے اصرار متوجہ نہ ہوں تو اس قوم کے خوف سے زیادہ خوفناک خبر یعنی اللہ کی پکڑ کی خبر سے ڈر کر ہم اس کام کا ارادہ کرتے جس سے ہم آج تک غافل ہیں۔

سب سے اہم مسئلہ یہ ہے کہ مسلمانوں کی مختلف تنظیموں میں آپس ہی میں اتفاق نہیں ہے۔ البتہ ایک بنیاد ایسی ہے جس پر مسلمانوں کے تمام گروپ متحد ہو سکیں گے قرآن، قرآن پر مشیروں، بریلوی، دیوبندی مسلمانوں کی تمام سیاسی اور مذہبی جماعتیں ایمان رکھتی ہیں۔ قرآن کی فریاد سننے کے لیے مسلمانوں کی تمام جماعتوں اور تنظیموں کو ایک پلیٹ فارم پر اکٹھا کیا جاسکتا ہے۔

”کیا ان لوگوں نے قرآن میں تذکرہ نہیں کیا ان کے دلوں پر فضل چڑھے ہوئے ہیں۔“ (سورہ محمد ۳۳) قرآن پکار پکار کر کہہ رہا ہے کہ میرے پاس تمام مسائل کا حل ہے۔ مجھ سے فیصلہ کرو۔ ہم ہر جگہ پسپا ہو رہے ہیں لیکن پھر بھی اپنی عقلوں کے فیصلے کرنے پر اصرار کر رہے ہیں۔

اللہ ہم سب کی سیرے راستے کی طرف رہنماں فرمائے۔ مرنے کا حال۔ ہمیں قرآن حکیم پر تکیہ کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور اللہ نے اپنے دین کی سرہندی کے لیے جن کا انتخاب کیا ہے انہیں دعوت دینے میں ہمیں بھی شامل فرمائے۔ آمین۔

باب

انہیں خود بھی تلاش ہے

ہندو قوم کا ایک وصف بہت قیمتی ہے۔ وہ ہے اپنے پرانوں اپنشدوں اور دیگر کتاہوں میں موجود تضادات پر بہت متفکر ہیں۔ انہیں تلاش ہے۔ جسے خواہش نہیں ہوئی اس پر اللہ اپنا انعام نہیں کرتا یہ اپنے مذہبی سرانے کو چھوڑنے کو تیار نہیں ہیں۔ لیکن یہ انہیں خود محسوس ہو چکا ہے کہ تعلیمات قصوں اور واقعات کی صحیح اصل اور ان کے صحیح مطلب کچھ اور ہونے چاہییں۔ اس طرز فکر کے دو نمونے پیش خدمت ہیں۔

۱ ہندوستانی طرز فکر کا ایک اصول یہ ہے کہ جو شخص اپنشد، برہم سوتر اور گیتا میں جو طبیعت پیدا کر کے دکھا دے اور ان تین میں سے ایک ہی بنیادی علم کو نچوڑ کر پیش کر دے۔ اُسے اپار یہ مانا جائے گا اور اس کی بات سنی اور مان لی جائے گی۔

۲ سوال اٹھتا ہے کہ ان اسمرتیوں کا کیا کیا جائے جن میں ایسے اشلوک ہیں جو اس میں دئے ہوئے دوسرے اشلوکوں کے خلاف اور فطری طبع کے خلاف ہیں میں کئی بار لکھ چکا ہوں کہ دھرم گرنتھوں کے نام پر جو کچھ چھپتا ہے اس میں کبھی کو کلام ربانی کی شکل میں نہیں لینا چاہیے۔ لیکن یہ کہہ نہیں کر سکتا کیا چیز اچھی اور مستند ہے اور کون سی بُری اور تحریف شدہ۔ اس لیے ایک ایسی یا اختیار تنظیم کی ضرورت ہے جو دھرم گرنتھوں کے نام پر جو کچھ چھپتا ہے اس کی اصلاح کرے۔ ایسے اشلوکوں کو کارہ، چھانٹ دے جو دھرم اور فطرت کے اصول کے خلاف ہیں۔ یہ خیال اس نیک کام میں مانع نہ ہونا چاہیے کہ نام ہندو اور مذہبی قیامانے جانے دئے نہیں دئے۔

ایسی تخیلم کی بات مستند نہیں مانیں گے جو کام سچائی اور عزت کے جذبے سے کیا جائے گا۔ وہ وقت گزرنے پر اپنا اثر مرتب کرے گا اور یقیناً ان کے لیے مددگار ہوگا جو اس طرح کی مدد بری طرح چاہتے ہیں ؟ ۱۰

”بدھ نے آتما اور پرمانا کے موضوع پر خاموشی اختیار کی جیسے ان کا وجود ہی نہ ہو۔ شکر نے کہا صوفی برہم رخصتا ہے اور کچھ نہیں دینا دھوکہ ہے۔ مکمل چھوڑ دینے کی چیز ہے۔ یہ خیال اور خیالات ہماری قوی فکر میں لگ بھگ ڈھائی ہزار سال سے طے چلے آ رہے ہیں جہاں ہم نے روحانی تجربوں میں کچھ نئی کامیابیاں حاصل کی ہیں وہاں دنیا کی زندگی میں بہت سی مصیبتیں کبھی جھیل ہیں۔ راج پاٹ کھویا اور طاقت سے دور رہے۔ ہم نے ایک مخصوص روحانی تجربہ کی قوت اور مدد کو کبھی جان لیا۔ اس سے ہم دیکھ اور اُپشدرک نمونوں کی خصوصیات کا تجربہ کرنے کے لیے خاص طور سے تیار ہو گئے ہیں اور یقیناً اب جو نئی فکر طلوع ہوگی غالب گمان یہ ہے کہ وہ مکمل ہوگی۔ ۱۱

کیا ان پیراگرافوں میں جیسی اپیلوں پر آپ آگے آنے کے لیے تیار ہیں ؟
آپ ہی کے پاس تو مکمل حل ہے۔

آپ ہی کے پاس تو ان تمام تضادات کی تسلیق ہے۔

کیا آپ بے چین و تڑپتی ہوئی انسانیت کے مسیحا نہیں آئے ؟

یاد رکھیے آج دوا آپ کے پاس ہے۔ اگر آپ علاج میں سبکل کریں گے تو حکمت

الہی کو دوسرے علاج مہیا کرنے میں دیر نہ لگے گی۔

— ❖ — ❖ — ❖ —

نہ ہانا کا ندھی، استریوں کی سسلیاں، اخبار ہری جن، ۲۸ نومبر ۱۹۳۶ء

۲۰۹ - ۲۰۸ صفحہ جنوری ۱۹۳۷ء

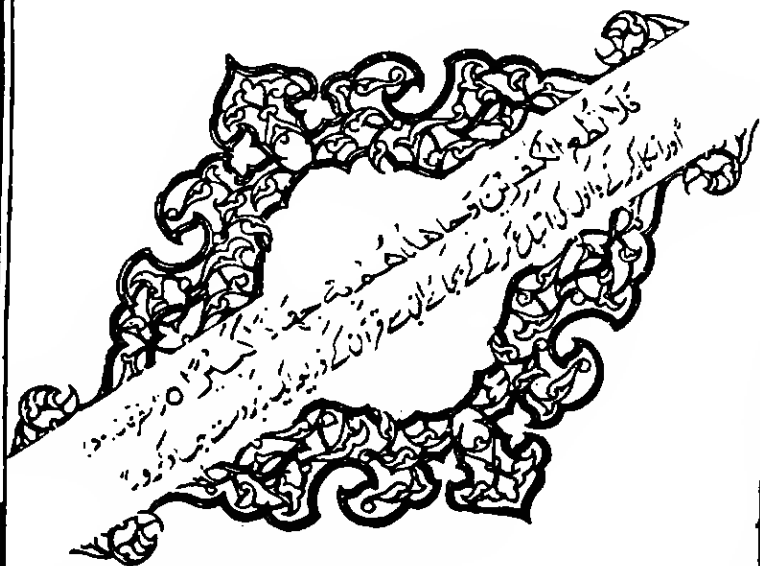
معیار صرف قرآن

ہماری تحریروں سے کچھ مقامات پر اگر قارئین نے یہ تاثر دیا ہو کہ ویدوں کے موجود مترجمین کو ہم بدویات سمجھتے ہیں تو اسے ذہن سے نکال دیں۔ علم کو چھپانے والا طبقہ ہر مذہب میں ہوتا ہے اور مسلمانوں میں بھی ہے۔ جن مندو عامانے ویدوں کے ترجمے کیے ہیں ان کی خدمات قابل ستائش ہیں کیوں کہ انھوں نے اس علم کو عوام تک پہنچانے کی کوشش کی ہے جسے نام نہاد پڈتوں نے عوام کے لیے ہزاروں سال سے شجر منوہ قرار دیا ہوا تھا اور جو اصل بندو دھرم کی بنیاد ہے خصوصاً پڈت شری رام شرما آچاریہ کے بارے میں ہیں ذاتی طور پر علم ہے کہ وہ انتہائی قابل شخصیت ہیں اور تمام مذاہب کے مطالعہ کے لیے ان کے یہاں باقاعدہ ایک لیسرچ سنٹر ہے۔ ہماری نظر میں ان کی بنیادی غلطی یہ ہے کہ وہ ویدوں کو معیار بنا کر تمام مذاہب کا مطالعہ کر رہے ہیں۔ جو علم ہزاروں سال سے تقریباً غائب تھا اس پر خود تحقیق کی ضرورت ہے اور وہ خود سمجھے جاسکتے کا محتاج ہے۔ اپنے پرانے عقائد کو ذہن میں رکھتے ہوئے انسانی عقل کی روشنی میں خود ویدوں ہی کو نہیں سمجھا جاسکتا اور جسے براہ راست سمجھا جاسکے اس کو معیار بنا کر دوسرے مذاہب کا مطالعہ کیسے ہوگا؟ کلام الہی کو لب کی روشنی میں نہیں، عقل کی روشنی میں نہیں، صرف اللہ کے کلام کی روشنی میں سمجھا جاسکتا ہے اور اللہ کا آخری کلام قرآن ہے جس کے لفظ بہ لفظ محفوظ ہونے پر تمام دنیا متفق ہے۔ اگر ویدوں کے مترجمین قرآن کی روشنی میں ویدوں کا مطالعہ کریں تو وہ تمام اسرار اور گتھیاں سلجھ جائیں گی جو ویدوں میں آج تک ان کے لیے ستر بنی ہوئی ہیں اور جن کی بنیاد پر ٹیکس ٹکری لے رہا تھا کہ :

”ایک اسکالر کے لیے یہ ناممکن ہے اور شاید اسکالر س کی ایک پوری نسل کے لیے یہ ناممکن ہوگا کہ وہ رنگ دید کے نقموں کو تشفی بخش طور پر حل کر سکیں۔“

ہم سمجھتے ہیں کہ دیدوں کے ترجموں میں قابل ترین ہندو عالموں کے ذریعہ غلطیاں دانستہ بنیں کی جا رہی ہیں بلکہ غلطی کی بنیاد وہ تصورات اور عقائد ہیں جنہیں دیدوں کے مطالعے سے پہلے ذہن سے نکالنا ضروری ہے۔

اگر یہ نکتہ مترجمین کی سمجھ میں آجائے اور قرآن کی روشنی میں ان کا مطالعہ کیا جائے تو دیدوں کے وہ ترجمے سامنے آئیں گے جن سے ویدانت، گیتا اور اپنشدوں کے تمام تضادات دور ہو جائیں گے اور ہندو قوم اس عالم گیر انقلاب کی داعی بن کر اٹھے گی جس کا قرآن اور وید دونوں میں وعدہ کیا گیا ہے۔



انجام سخن

ایک

شیخ رسالت کے پر دانوں میں کیا چیز مشترک تھی ؟
پہنڈ بنیادی عقائد اور ذات رسولؐ سے محبت کے سوا کچھ بھی تو نہیں ؛ طریق کار اور
طبیعتیں و مزاج سب کے جدا تھے ۔

حضرت عثمان غنیؓ صاحب دولت و ثروت اور قیمتی لباس زیب تن کرنے والے ہیں
اور دوسری طوط حضرت ابوذر غفاریؓ اور حضرت براء بن مالکؓ ہیں ۔ درویش مسنت ۔ پرانہ حال
نا کافی لباس ۔ فقر و استغنا کا شاہکار ۔

حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ ہیں جو خالی ہاتھ مدینہ آئے ہیں اور مدینہ کے مالدار ترین شخص
بن جاتے ہیں اور اسی صفت یہ حضرت مصعب بن عمیرؓ ہیں جن کی پچھلی زندگی کی خوش لباسی
ضرب المثل تھی لیکن بعد میں اپنے لیے ایسے پرند زردہ موٹے کپڑوں کا انتخاب کرتے ہیں کہ رسول خداؐ
انہیں دیکھ کر آبدیدہ ہو جاتے ہیں ۔

اسی مدرسہ میں حضرت عمرؓ ، حضرت علیؓ ، حضرت ابن عباسؓ ، حضرت ابن مسعودؓ
اور حضرت ابی بن کعبؓ جیسے جلیل القدر فصیح و بلیغ اہل علم ہیں اور اسی مدرسہ کے فارغ سینا بلالؓ
ہیں جن کی کل تقریر صرف ایک لفظ ادا ہوئی تھی ۔

حضرت عمر بن خطابؓ کی شدت آمیز سمٹی دیکھیے اور حضرت عثمان بن عفانؓ کی
مصلحت آمیز نرمی ۔

حضرت کعب بن مالکؓ ہیں جن سے برسوں کی عبادت کے بعد بھی غزوہ میں شامل نہ ہو سکے کی کوتاہی ہوئی۔ اور حضرت امیرؓ میں جو بغیر ایک وقت کی نماز اور ایک اسلام قبول کرتے ہی غزوہ میں شامل ہو کر شہید ہوئے۔

حضرت خالد بن ولیدؓ سیف اللہ جیسا ذہین سپہ سالار بھی اسی لشکر میں ہے جس میں حضرت فہرؓ اور جیسا ننگے بدن میدان کارزار میں گھس جانے والا۔

حضرت مقدادؓ کی سادہ لوحی اور حضرت اسامہؓ کی جرأتِ انہار دیکھے اور حضرت عثمانؓ کی حیا و شرم۔

حضرت فاطمہؓ زہراؓ کی قناعت و گوشہ نشینی پر نظر ڈالیے اور حضرت عائشہؓ صدیقہؓ کی علمی محفلوں پر غور کیجیے۔

یہ سب لائقِ احترام ہیں۔ اللہ کے مقرب بندے ہیں۔ رسولِ خدا کی آنکھ کے تارے ہیں۔ اللہ کے حبیب کے امتوں کے تربیت یافتہ ہیں۔ پھر بھی ان کے مزاج، اقناد، طبیعتیں۔ پسند ناپسند ایک دوسرے سے کتنی مختلف ہیں۔ ان کو کس قائد نے باہم شیر و شکر کر دیا تھا؟ آج اسی قائد کو اگر ہم ہر وقت اپنے درمیان تصور کریں تو کیا مختلف مزاج اور اقناد رکھنے والے مخلصین کا بکھر ہوا شیرازہ مجتمع نہیں ہو سکتا۔؟

دو

رسالتِ مآب کی بارگاہ کیا تھی؟

علمی سرگرمیوں کا مرکز؟ عملی سرگرمیوں کا مرکز؟ تنظیم کا مرکز؟ تبلیغ کا مرکز؟ عبادتوں کا مرکز؟ تربیت کا مرکز؟ سپہ سالار کا مرکز؟ صلح جوی کا مرکز؟ سلطنت کا مرکز؟ فقیری کا مرکز؟ عدالت؟ خانقاہ؟ مدرسہ؟

یہ حضرت کعب بن مالکؓ نے بعد میں توہم کی وہ مثال قائم کی جس پر صحابہؓ رشک کرتے تھے۔ آپ ان چند خوش نصیبوں میں سے ہیں جن کی برأت کا اعلان اللہ نے قرآن پاک میں کیا ہے۔

مرد کو زین کو ان میں سے کس میں محدود کر دیں؟ ان میں سے یا نہیں تھا وہاں؟ یہ سب کچھ
تھا ان میں ان کے علاوہ بھی بہت کچھ تھا۔

ان حکومت، سلطنت بھی تھی، فقیری، درویشی، گوشہ نشینی، واقعات بھی تھا، جساد و
جان و دوش کی مرغیب بھی تھی، فتنہ سے بچنے کی تعلیم بھی تھی، تیر و تلوار جیسے اسپورٹس کے میدان
بھی تھے، روحانی تربیت کی مجلس بھی تھیں، فوجداری و دیوانی کی عدالتیں بھی تھیں، بے تکلف
اصحاب کی پروردگار مخلص بھی تھیں، چل کر تبلیغ بھی ہوتی تھی، بیٹھ کر تبلیغ بھی ہوتی تھی اور تبلیغ
کے بہت سے وسائل و سائل کے ذرائع بھی استعمال کیے جاتے تھے، علم حافظوں میں بھی محفوظ کیا جاتا
تھا اور تحریروں میں بھی مسلمان کی تربیت بھی مقصود تھی، غیر مسلم کو دعوت بھی مطلوب تھی۔

آئیں، مسئلہ اسٹیم، ٹینکس، ریل گاڑیاں، ...

کبھی کچھ تو تھا وہاں۔۔۔ ایک دانشور معاشرتی، مذہبی، سیاسی قانونی، مذہبی، فکری
ابھرموہتی کی ذول پرزہ مہجاری تھا۔

آج دنیا میں جتنی جماعتیں کم کر رہی ہیں وہ سب ان میں سے کسی ایک یا چند
شعبوں میں کام کر رہی ہیں۔ لیکن ہمارا عظیم ترین المیہ یہ ہے کہ ان میں سے ہر جماعت صرف
اپنے آپ کو پہنچ نہ سکتی، یا نسبتاً رسول پر کاربند سمجھتے ہوئے دوسری تمام جماعتوں کے
طرفین کار کو غلط سمجھتی ہے۔

ایک جانب سرور کائنات کی بے مثال اور لامحدود صلاحیتیں ہیں اور دائرہ کار دنیا
کا ایک چھوٹا سا حصہ۔ دوسری طرف آپ کے علاوہ کئی پائل کی وصول سے زیادہ حقیقت اور
کمتر افراد کی جماعتیں اور دائرہ کار؟ سارا عالم کیا کوئی تقابل ہے؟ کیا دنیا میں کوئی
جماعت یہ دعویٰ کر سکتی ہے کہ اس نے رسول اکرم کی عملی و دعوتی زندگی کے تمام شعبوں کا
احاطہ کر لیا ہے؟

قرآن کریم دنیا میں صرف دو جماعتوں کے وجود کا ذکر کرتا ہے، حزب اللہ
(اللہ کی پارٹی) اور حزب الشیطان (شیطان کی پارٹی)۔ دنیا کے جس جس حصے میں اسلامی

جماعتیں کارفرما ہیں وہ حزب اللہ کے الگ الگ شعبے ہیں جو رسول کریم کی سنت کے کسی ایک مخصوص یا چند پہلوؤں پر کام کر رہی ہیں اور دنیا میں جہاں جہاں جس جس انداز کی طاعتی طاقتیں سرگرم ہیں وہ حزب الشیطان کے مختلف شعبے ہیں۔

ہائے افسوس! حزب الشیطان کے تمام شعبوں میں، باطل کی تمام قوتوں میں اتحاد ہے اور حزب اللہ کے تمام شعبوں میں، دعوتِ دین کی علم بردار تمام جماعتوں میں باہم اشتراک و تعاون تو درکنار مخالفت اور معاندت ہے۔ ان میں سے ہر ایک شعبہ تنہا خود حزب اللہ ہونے کا دعویدار ہے اور دوسرے تمام شعبوں کی افادیت کا انکار کرتا ہے۔

مختلف ان خیال افراد کی طرح مختلف ان خیال گروہوں کو متحد کر سکنے والی ہستی اس دنیا میں صرف ایک ہے۔ اسے جب تک اپنے درمیان محسوس نہیں کریں گے، انتشار باقی رہے گا۔

تین

دنیا میں بہت سی دینی جماعتیں سنت کے کسی نہ کسی جز پر عمل پیرا ہو کر سرگرم کار ہیں اور الحمد للہ ان کی کوششوں کے نتائج بھی برآمد ہو رہے ہیں لیکن ایک شعبہ ابھی تک بالکل خالی تھا۔ احادیث نبوی نے تبدیل ہونے والی جس قوم کی نشاندہی کی ہے اور اس کو دعوت دینے کے جس طریق کار کی طرف رہنمائی کی ہے اس پہلو سے اس قوم میں کام ابھی تک شروع نہیں ہو سکا تھا۔

اللہ نے اپنے ایک بندے کے دل میں ترویج پیدا کی۔ اسے فکر و بصیرت سے نوازا، اور وہ لگن اسے عطا کی کہ اس نے پندرہ سال کی رکتا رکت محنت کے بعد اس خلا کو پُر کرنے کا مواد فراہم کر دیا۔

مولانا شمس نوید عثمانی کے درد کو لے کر کچھ نوجوان اٹھ کھڑے ہوئے ہیں اور دعوت کے اس رخ پر کام شروع ہو چکا ہے۔ تنظیم کا نام ورک [WORK]

World Organisation of Religions & Knowledge رکھا گیا ہے

ابن باز انصر اللہ خاں۔ دام پور ریو۔ پی ایس اس تنظیم کا دفتر ہے۔
اس کام کا عملی رخ چونکہ علمی تیاری کے بغیر شروع نہیں ہو سکتا اس لیے ورکرس
(کارکنان) کے لیے ایک کم سے کم درجے کے نصاب پر عبور حاصل کرنا ضروری ہے جس میں
کچھ حصے قرآن پاک اور احادیث کے ہیں اور کچھ دیدوں اور بائبل کے ہیں۔ اس نصاب
پر عبور حاصل کرنے کے بعد ہی یہ ورکرس عملی تبلیغی میدان میں نکلنے کے قابل ہو سکیں گے۔
اس مقصد کے لیے مذکورہ کورس کی کلاسیوں کا انعقاد جاری ہے۔ جلد ہی دیگر شعبوں
میں بھی انشاء اللہ اس طرح کی کلاسیں شروع کر کے دہاں ورکرس تیار کیے جائیں گے
اللہ مدد فرمائے۔ آمین!

اس تنظیم کے ورکرس ایک مخصوص رخ پر کام کرنے کے ارادہ کے باوجود دوسری تمام
دینی جماعتوں کے لیے نیک خواہشات رکھتے ہیں۔ انھیں بھی حزب اللہ کا حصہ سمجھتے ہیں
اور ضرورت پڑنے پر ان کے ساتھ تعاون کرنے کو بھی اپنے کام کا ہی ایک جز سمجھتے ہیں۔
ان تمام اہل دہ سے جنھوں نے اس کتاب کے مطالعہ کے بعد مذکورہ خلا کو
محسوس کیا ہو دعا کی درخواست ہے۔

ایس۔ عبداللہ خان

بازار انصر اللہ خاں

✽ x x x ✽

دام پور۔ پیو۔

عقابِ روح جب بیدار ہوتی ہے جو انورِ حق
نظر آتی ہے اُن کو اپنی منزلِ اعلیٰ مانورِ حق
(انتان)

کسی بھی سنجیدہ علمی تنقید کو ہم خوش آمدید
 کہتے ہیں۔ اتحادِ بین المسلمین کے پیش نظر
 ہماری یہ درخواست ہے کہ علمی اختلافات کو پریس
 میں لانے سے پہلے ہمیں متوجہ فرمائیں۔ اگر ہم
 سے مخلص ہوتے ہوئے بھی نادانستگی میں
 کوئی غلطی سرزد ہوئی ہے تو ہم علی الاعلان
 اس سے رجوع کرنے کے لیے تیار ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کی

صراطِ مستقیم کی طرف

رہنمائی فرمائے اور ہمیں

اس پر قائم رکھے۔